www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 126-150

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سب سے پہلے اذان کس نے دی؟

جواب: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے مؤذن مقرر ہوئے، آپ نے ہی نماز کے لیے سب سے پہلے اذان کہی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی غرض سے ناقوس بجانے کا حکم دیا، تو میں نے خواب میں ایک آدمی کو ہاتھ میں ناقوس پکڑے دیکھا اور اسے کہا: اللہ کے بندے! اسے فروخت کرو گے؟ اس نے پوچھا: آپ اسے کیا کریں گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کے لیے بلایا کریں گے، اس نے کہا: میں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں، میں نے کہا: ضرور بتائیں! اس نے کہا: یوں کہا کریں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ پھر اس نے تھوڑی دور جا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کر کہا: اقامت یوں کہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ صبح ہوئی، تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا، فرمایا: ان شاء اللہ! یہ سچا خواب ہے، بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کھڑے ہو جائیے اور جو کچھ آپ نے دیکھا ہے، انہیں بتاتے جائیں، وہ اذان دیں گے، کیوں کہ ان کی آواز آپ سے بلند ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں بتاتا جاتا اور وہ اذان دیتے جاتے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں یہ کلمات سنے، تو (جلدی سے) اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہنے لگے: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے! اللہ کے رسول! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 43/4، سنن أبي داوٗد: 499، سنن التّرمذي: 189، سنن ابن ماجه: 706، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام بخاری رحمہ اللہ (السنن الکبریٰ للبیهقي: ۱/۳۹۹)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۷۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۶۷۹) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۵۶) نے ''صحیح'' کہا ہے، نیز حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذب: ۳/ ۸۲) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بھی مؤذن تھے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کو اذان کے لیے مقرر کیا، ان میں سے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

❀ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھائی اور فرمایا:

مُدَّ مِنْ صَوْتِكَ . ”آواز بلند کیجئے۔“

(سنن أبي داوٗد : ٥٠٣، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: اذان دوہری ہے یا اکہری؟

جواب: اذان دوہری اور اکہری دونوں طرح جائز ہے، جب اذان دوہری ہوگی، تو اقامت بھی دوہری ہوگی اور جب اذان اکہری ہوگی، تو اقامت بھی اکہری ہوگی۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

”سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنے کا حکم دیا گیا۔“

(صحيح البخاري : 603، صحيح مسلم : 378)

❀ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس (١٩) کلمات اور اقامت (تکبیر) کے سترہ (١٧) کلمات سکھلائے، اذان کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه

اور اقامت کے کلمات یہ ہیں: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

(صحیح مسلم: 379، المنتقي لابن الجارود: 162)

❀ **سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْإِقَامَةُ وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ثَنّٰى بِهَا فَإِذَا سَمِعْنَاهَا تَوَضَّأْنَا وَخَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اذان کے کلمات دو دو بار تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار تھے، البتہ «قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ» دو بار کہا جاتا تھا، ہم اقامت سن کر وضو کرتے اور نماز کے لیے آتے۔ ابو محمد کہتے ہیں: ابو مثنیٰ کا نام مسلم بن مہران ہے وہ کوفہ کی مسجد کے مؤذن تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 87/2، سنن أبي داوٗد : 510، سنن النّسائي : 629، وسندہٗ حسنٌ والحديث صحيحٌ بشواهده)

اس حدیث کوامام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۷۴)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۶۷۴) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۶۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۱۹۷، ۱۹۸) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

دہری اذان مسنون ومشروع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو یہی اذان سکھائی تھی۔ (مسلم:۳۷۹)

ترجیع والی اذان کو احناف مکروہ سمجھتے ہیں۔

❁ حدیث ابی محذور رضی اللہ عنہ کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کے مذہب پر بین اور واضح دلیل موجود ہے کہ دوہری اذان ثابت اور مشروع ہے۔''

(شرح مسلم : 81/4)

❁ علامہ سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

''سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا قول: ''پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الفاظ دہرایئے اور آواز کچھ بلند کیجئے۔'' صراحت کر رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیع کا حکم دیا تھا۔ علم حدیث کی معرفت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ائمہ احناف کا یہ خیال کہ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کے لئے سکھائے گئے الفاظ کو ترجیع سمجھ لیا تھا، درست نہیں۔ راجح قول کے مطابق دونوں صورتیں جائز ہیں۔''

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :242/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ مکہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دور تک اذان ترجیع کے ساتھ ہی جاری رہی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ترجیع والی اذان اسی لیے اختیار کی۔ اس کا نہ انکار ممکن ہے، اور نہ اس کی تاویل درست ہے، کیونکہ اذان تو منبر و مینار پر دی جاتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ترجیع والی اذان میں صرف افضلیت و عدم افضلیت کا اختلاف ہے۔''

(فيض الباري: 204/2)

✿ علامہ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب (۱۳۹۷ھ) لکھتے ہیں:

''حاصل کلام یہ ہے کہ ترجیع والی اذان کو مکروہ کہنا درست نہیں۔''

(مَعارف السّنن: 178/2)

✿ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''ترجیع چونکہ یقینی طور پر ثابت ہے، اس لیے اس کو مکروہ کہنا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔'' (قاموس الفقہ، جلد۲، ص۴۵۴)

سوال: کیا آسیب زدہ شخص کے سامنے اذان کہنا مفید ہے؟

جواب: جس انسان میں جن وغیرہ داخل ہو جائے، اس کے پاس اذان کہی جائے، تو جن بھاگ جاتا ہے، کیونکہ اذان کی آواز سن کر جن ہوا خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ .

''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، تو شیطان پاد مارتے ہوئے اتنی دور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھاگتا ہے، جہاں اسے اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہوتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے۔"

(صحيح البخاري : 608، صحيح مسلم : 389)

❁ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَحَسَّ بِالْغُولِ أَوْ أَشْرَفَ عَلَى الْمَصْرُوعِ، ثُمَّ أَذَّنَ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ جب کوئی آدمی جن بھوت محسوس کرے یا کسی ایسے شخص کے قریب ہو، جس میں جن داخل ہو گیا ہو، پھر وہ (اس کے قریب) اذان دے، تو جن بھوت کا اثر جاتا رہے گا۔"

(مستخرج أبي عوانة، تحت الحديث : 977)

سوال: کیا اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے؟

جواب: اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدَّعْوَةُ لَا تُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، فَادْعُوا .

"اذان اور اقامت کے دوران دعا رد نہیں ہوتی، لہٰذا اس گھڑی دُعا کیا کریں۔"

(مسند الإمام أحمد : 225/3؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (427) نے "صحیح" کہا ہے، اس کے مزید شواہد بھی موجود ہیں، ملاحظہ ہو:

(مسند الإمام أحمد : 172/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، قَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُوَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهْ .

''کسی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! موذن ہم سے فضیلت لے گئے، فرمایا: آپ بھی وہی کلمات دہرائیں جو موذن کہہ رہا ہے، اذان کے بعد جو بھی دعا کریں، اللہ آپ کو عطا کرے گا۔''

(سنن أبي داود : 524؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (1695) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا .

''دو دعائیں رد نہیں ہوتیں یا اگر ہوتی ہیں، تو بہت کم:

① اذان کے وقت دعا۔ ② لڑائی کے وقت جب وہ خوب زوروں پر ہو۔''

(سنن أبي داود : 2540؛ سنن الدّارمي : 1023؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 135/6؛ ح : 5756؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (1065) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (419) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (113/2) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے روایت کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا اذان فجر میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے؟

جواب: اذان فجر میں یہ اضافہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ .

”سنت سے ثابت ہے کہ جب مؤذّن اذانِ فجر میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے، تو اس کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے۔“

(سنن الدّارقطني :243/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي :423/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۶) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (۲۵۹۸) نے ”صحیح“ کہا ہے، جبکہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

یاد رہے کہ جب کوئی صحابی کسی حدیث میں مِنَ السُّنَّةِ کے الفاظ کہے، تو وہ حدیث بالاتفاق مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے، ثابت ہوا کہ عہد نبوی میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ اذانِ فجر میں کہے جاتے تھے۔

تنبیہ:

مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۹) میں ”انس“ کی تصحیف ”لیس“ سے ہوگئی ہے۔

❁ یہ الفاظ خود نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو سکھائے تھے۔

(سنن أبي داوٗد :501، سنن النّسائي : 634، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۵) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ حازمی نے امام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ کی شرط پر ''حسن'' کہا ہے۔

(الاعتبار: 69-70)

عثمان بن سائب جمحی اور اس کا باپ السائب جمحی دونوں ''حسن الحدیث'' ہیں، امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان رحمہما اللہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

❀ علامہ عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) فرماتے ہیں:

تَوَارَثَتْهُ الْأُمَّةُ مِنْ لَدُنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک یہ عمل امت میں موروثی چلا آ رہا ہے۔''

(الاختیار لتعلیل المُختار: 43/1)

تنبیہ:

الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ اذان فجر میں کہے جائیں گے، بعض اہل علم کی رائے ہے، یہ اذان سحری میں کہے جائیں، یہ مرجوح رائے ہے، کیونکہ رات کی اذان کو اذان فجر یا اذان الغداۃ نہیں کہتے۔ اس پر مزید دلائل بھی ہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ عہد فاروقی میں کیا گیا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ اضافہ عہد نبوی سے ہے۔

❀ مؤطا امام مالک میں روایت ہے:

إِنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِمًا، فَقَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فَأَمَرَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ .

''(امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ان کو یہ بات پہنچی کہ مؤذن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کی اطلاع دینے آیا، اس نے آپ کو سویا ہوا پایا تو کہا: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے)، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دے دیا کہ صبح کی اذان میں یہ کلمات پڑھا کرے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك :72/1)

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اذان میں ان الفاظ کا اضافہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا ہے، لیکن یہ قطعاً غلط بات ہے، کیونکہ اس روایت کی سند ''ضعیف'' ہے، امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچانے والا نامعلوم ہے! شریعت نے ہمیں نامعلوم اور ''مجہول'' لوگوں کی روایات قبول کرنے کا مکلف نہیں ٹھہرایا، بلکہ جن سے اللہ کا دین لیں، ان کا اپنا دین بھی ہمیں معلوم ہونا ضروری ہے۔

❀ دوسری روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا جانا اور مؤذن سے کہا:

أَقِرَّهَا فِي أَذَانِكَ . ''یہ الفاظ اذان میں برقرار رکھیے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

سند ضعیف ہے، اسماعیل ''مجہول'' ہے، لہٰذا دونوں روایتیں مردود اور ناقابل حجت ہوئیں۔

ثابت ہوا کہ اذانِ فجر میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سنت سے ثابت ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤذن سے فرمایا تھا کہ جب وہ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے، تو الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے۔

(سنن الدّارقطني :250/1، ح : 935، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے نہیں کہے، بلکہ سنت کی پیروی میں کہے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ الفاظ اذان میں کہنا ثابت ہیں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عروہ بن زبیر (مصنف بن ابی شیبہ : ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح)، امام محمد بن سیرین (مصنف بن ابی شیبہ : ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح) اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ (الصلاۃ لابی نعیم : ۲۴۸) اذان فجر میں ان کلمات کے قائل تھے۔

❀ اسود بن یزید رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَمِعَ مُؤَذِّنًا يَقُولُ فِي الْفَجْرِ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَقَالَ : لَا يَزِيدُونَ فِي الْأَذَانِ مَا لَيْسَ مِنْهُ .

''آپ رحمہ اللہ نے ایک مؤذن کو فجر کی اذان میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' کہتے سنا، تو فرمایا: صحابہ کرام اذان میں اضافہ نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

سند سخت ضعیف ہے، حکیم بن جبیر ضعیف و متروک ہے، عمران بن جعد مجہول ہے۔

❀ طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ ثَوَّبَ فِي الْفَجْرِ بِلَالٌ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ كَانَ إِذَا قَالَ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ .

''سب سے پہلے اذانِ فجر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عہد ابی بکر میں الصلاۃ خیر من النوم کہا، آپ رضی اللہ عنہ جب حی علی الفلاح کہتے، تو دو مرتبہ الصلاۃ خیر من النوم کہا کرتے تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 270/7)

سند ضعیف ہے، طاؤس بن کیسان نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، لہذا یہ قول مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: کیا اذان کے کلمات میں تقدیم وتاخیر جائز ہے؟

جواب: کلمات اذان میں تقدیم وتاخیر جائز نہیں، ترتیب ضروری ہے۔

سوال: کیا نابالغ بچہ اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: جب نابالغ امامت کرا سکتا ہے، تو اذان بالاولیٰ کہہ سکتا ہے۔

سوال: مؤذن کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مؤذنین کے بے شمار فضائل صحیح احادیث میں ثابت ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا .

”لوگ پہلی صفوں اور اذان کا اجر جان لیں تو اس کے لئے قرعہ اندازی کر گزریں گے، تپتی دوپہر میں نماز کا اجر جان لیں تو دوڑتے ہوئے آیا کریں اور اگر نماز فجر اور نماز عشاء کا ثواب جان لیں تو ہر صورت نماز کو حاضر ہوں گے، بھلے گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔“

(صحيح البخاري : 615؛ صحيح مسلم : 437)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا اتنی دور چلا جاتا ہے، جہاں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے سکے، پھر اذان ختم ہوتے ہی واپس آجاتا ہے، تکبیر کہی جاتی ہے تو دور چلا جاتا ہے، تکبیر ختم ہوتی ہے تو واپس آکر نمازیوں کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے کہ تم فلاں چیز کے بارے میں سوچو، فلاں کو یاد کرو اور ایسی سوچیں لاتا ہے جو پہلے ذہن میں نہیں تھیں، نمازی انہی سوچوں میں گم ہو جاتا ہے، حتی کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 608؛ صحيح مسلم : 389)

❁ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

الْمُؤَذِّنُونَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''روز قیامت موذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔''

(صحيح مسلم : 387)

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ، جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جن وانس بلکہ تمام چیزیں جو موذن کی آواز سنتی ہیں، روزِ قیامت اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

گواہی دیں گی۔‘‘

(صحيح البخاري : 609)

اذان کے فضائل میں اور بھی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

سوال: قبر پر اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبر پر اذان اسلاف امت سے ثابت نہیں، یہ بعد والوں کا جاری کردہ عمل ہے، لہٰذا دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، احادیث میں اس کی اصل نہیں اور نہ صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور سلف صالحین کے زمانہ ہی میں اس کا وجود ملتا ہے۔

اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا میت کے لئے نفع مند ہوتا تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے معانی، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو سمجھتے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے تھے۔

ائمہ اربعہ سے بھی اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں، احناف کی امہات الکتب میں تو اس کا ذکر ہی نہیں ملتا البتہ بعض حنفی علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کے بدعت ہونے پر صراحت کی ہے۔

❁ درِّ بحار میں ہے:

مِنَ الْبِدَعِ الَّتِي شَاعَتْ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ الْأَذَانُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ .

’’ہندوستان میں عام ہونے والی بدعتوں میں سے ایک بدعت دفن کے بعد اذان کہنا بھی ہے۔‘‘ (منقول از جاء الحق: 318/1)

❁ محمود بلخی کہتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

اَلْأَذَانُ عَلٰی قَبْرٍ لَیْسَ بِشَيْءٍ .

”قبر پر اذان کہنا کچھ نہیں ہے۔“

(منقول از جاء الحق: 318/1)

❁ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”میت کو قبر میں داخل کرتے وقت مروّج اذان سنت نہیں، حافظ ابن حجر مکی نے اس کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے اسے بچے کے کان میں اذان دینے پر قیاس کرتے ہوئے اسے سنت سمجھا، تاکہ خاتمہ ابتدا سے مماثلت اختیار کر جائے، وہ درستی کو نہیں پہنچا۔“

(فتاویٰ شامی: 235/2، جاء الحق: 317/1-318)

سوال: کیا سیدنا آدم علیہ السلام نے جنت سے زمین پر اتر کر اذان کہی؟

جواب: سیدنا آدم علیہ السلام کا اذان کہنا ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِیلُ فَنَادٰی بِالْأَذَانِ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهٗ : وَمَنْ مُحَمَّدٌ هٰذَا؟ فَقَالَ : هٰذَا آخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .

”آدم علیہ السلام (جنت سے) ہندوستان میں اترے اور وحشت زدہ ہو گئے، پھر جبریل علیہ السلام اترے اور اذان کہی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا تو آدم علیہ السلام نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جبریل نے کہا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔"

(حلية الأولياء للأصبهاني : 107/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 437/7)

روایت "ضعیف" ہے۔علی بن بہرام بن یزید کوفی کی توثیق نہیں مل سکی،لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔(مجمع الزّوائد : 87/8)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيْلُ . "اس روایت میں کئی مجہول ہیں۔"

(فتح الباري : 79/2)

سوال: اذان کا جواب کس طرح دیا جائے؟

جواب: اذان کے جواب میں وہی الفاظ دہرائیں جو موذن کہہ رہا ہے، البتہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہیں، الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں الصلوۃ خیر من النوم ہی کہیں گے۔اذان کے جواب سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھیں اس کے بعد دعا پڑھیں۔

❁ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو اذان کے جواب میں یہ دعا پڑھتا ہے، روز قیامت اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهٗ .

"اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! تُو محمد (کریم ﷺ) کو خاص تقرب اور خاص فضیلت عطا کر اور انہیں اس مقام محمود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر فائز فرما، جس کا تُو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 614)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’موذن کے جواب میں وہی کلمات دہرائیں جو وہ کہہ رہا ہے، پھر مجھ پر درو د بھیجیں، جو مجھ پہ درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، درود کے بعد میرے لئے وسیلہ طلب کریں، الوسیلہ جنت کا ایک مخصوص مقام ہے جو اللہ کے کسی خاص بندے کو ہی نصیب ہوگا، امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا، سو اس کو میری شفاعت ضرور ملے گی جو میرے لئے وسیلہ طلب کرتا ہے۔‘‘

(صحيح مسلم : 384)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’موذن «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہے تو آپ بھی «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہیں، «أَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہے تو آپ بھی «أَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہیں، «أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ» تو «أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ» کہیں، «حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ» کہے تو «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» کہیں، «حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ» کہے تو «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» کہیں، «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہے تو «أَللّٰهُ أَكْبَرُ» کہیں، موذن «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہے تو آپ بھی صدق دل سے «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہیں۔ جنت میں داخل ہوں گے۔‘‘

(صحيح مسلم : 385)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اذان کی آواز سنی اور یہ دعا پڑھی، اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا، وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا .

”گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اس عقیدے پر راضی ہوں کہ اللہ میرا رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی اور اسلام میرا دین ہے۔“

(صحيح مسلم : 386)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُوَذِّنَ : وَأَنَا اَشْهَدُ .

”جس نے اذان کی آواز سن کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں۔“

(صحيح مسلم : 386)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُوَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قَالَ : وَاَنَا، وَاَنَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موذن کو شہادتین کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے: میں بھی گواہی دیتا ہوں، میں بھی گواہی دیتا ہوں۔“

(سنن أبي داوٗد : 526؛ السّنن الكبرىٰ للبيهقي :409/1، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (1683) نے "صحیح" کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (204/1) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

سوال: کیا عورت اذان کہہ سکتی ہے؟

جواب: مسلمانوں کا متواتر ومتوارث عمل میں اذان مرد ہی دیتے رہے ہیں، لہٰذا نماز کے لیے عورت اذان نہیں کہے گی، یہ مرد کا وظیفہ ہے، البتہ اذان کا جواب دے گی۔

سوال: اذان کا استخفاف کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان شعار دین ہے۔ جانتے بوجھتے شعائر اسلام کا استخفاف کفر ہے، اذان کی توہین کرنے والا اگر تائب نہ ہو، تو وہ مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کا مذہبی فریضہ ہے۔

سوال: کیا نوافل کے لیے اذان کہی جا سکتی ہے؟

جواب: اذان پانچ فرض نمازوں کے لیے ہے، کسی نفل نماز کے لیے اذان نہیں۔ عیدین کی نمازیں اگرچہ فرض ہیں، مگر ان میں اذان مسنون نہیں۔

سوال: نماز وتر کے لیے اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: نماز وتر کے لیے اذان کہنا ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اذان واقامت عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اذان واقامت عربی زبان کے علاوہ کہنا خلاف سنت ہے۔ اذان شعار اسلام ہے، توحید باری تعالیٰ کا پیغام ہے، اس کی ادائیگی سنت کے مطابق ضروری ہے۔ امت مسلمہ کا متواتر اور متوارث عمل یہی ہے کہ اذان واقامت عربی میں کہی جاتی ہے۔ غیر عربی میں اذان، اذان نہیں، بل شعار اسلام کی شکل مسخ کرنا ہے اور تعامل امت کی زبردست مخالفت ہے، شرعی احکام کی اہانت وتوہین ہے۔

❀ علامہ حسن شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

لَا يُجْزِيءُ الْأَذَانُ بِالْفَارِسِيَّةِ الْمُرَادُ غَيْرُ الْعَرَبِيِّ .

”فارسی یعنی غیر عربی میں اذان جائز نہیں۔“

(مراقي الفلاح، ص ۱۰٦)

❀ جناب عبدالشکور لکھنوی فاروقی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”بعض فقہا نے مثل صاحب مراقی الفلاح وغیرہ کے صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہے، مگر صحیح نہیں، (تبیین الحقائق، فتاویٰ قاضی خان)۔“

(علم الفقہ، حصہ دوئم، ص ۴۰۹)

”مگر صحیح نہیں“ حقائق سے چشم پوشی ہے، کیوں کہ موصوف خود ہی لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے، بشرطیکہ لوگ سمجھ جائیں کہ اذان ہو رہی ہے، اور صاحبین کے نزدیک اگر عربی الفاظ کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو، جائز ہے۔“

(علم الفقہ، ص ۴۰۸)

سنت اور مسلمانوں کے موروثی عمل کے خلاف اقدام کو ”جائز“ قرار دینا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟ اگر عربی میں اذان کہنے پر قدرت نہیں، تو غیر عربی میں اذان کہنے پر کیا دلیل ہے؟ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں صحابہ کرام اور ائمہ محدثین سلف صالحین کے منہج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

✿ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

فِي الْأَذَانِ يُعْتَبَرُ التَّعَارُفُ .

”اذان میں صرف تعارف کا اعتبار ہے۔ (بھلے وہ کسی زبان میں ہو)“

(الهداية : ۱/۱۵۰)

مطلب یہ کہ اذان کے معروف الفاظ جو صحیح حدیث میں منقول ہیں، ان سے ہٹ کر کسی بھی زبان میں نماز کی طرف بلائے۔ لوگ یہ سمجھیں کہ نماز کی طرف بلایا جا رہا ہے، تو یہ درست ہوگا، جب کہ یہ انتہائی باطل ہے۔ اسے انہدام دین کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا، یہ تقلید ناسدید کی برکت ہے کہ دین کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے، امت میں موروثی عمل اور تعامل کو ختم کیا جا رہا ہے، ان سے کوئی پوچھے کہ فارسی میں اذان کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

سوال: کیا فتح مکہ کے موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت ہے؟

جواب: فتح مکہ کے موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔اس بارے میں مروی روایات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کے اوپر اذان کہی۔''

(اتّحاف المهرة لابن حجر : 4606)

یہ جھوٹی روایت ہے، اس کو یحییٰ بن ہاشم، سمسار، کوفی راوی نے گھڑا ہے۔ یہ ''کذاب''اور''وضاع'' ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَرَقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز کے لیے اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 405/7، ح : 36919، أخبار مكّة للفاكهي : 185)

سند ضعیف ہے، موسیٰ بن عُبَیدہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

③ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت یوں ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَأَذَّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے فتح مکہ والے دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(جامع معمر بن راشد : 19464)

ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ کی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ یوں یہ روایت ''منقطع'' ہے۔

یہی روایت احادیث اسماعیل بن جعفر (ح: 477 مختصراً) میں بیان ہوئی، تو اس میں ابوقلابہ نے نُبِّئْتُ (مجھے خبر دی گئی) کا لفظ بولا ہے۔ خبر دینے والا کون تھا؟ کچھ معلوم نہیں۔

④ ایک روایت یہ ہے:

جَاءَتِ الظُّهْرُ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا أَنْ يُؤَذِّنَ بِالظُّهْرِ، فَوْقَ ظَهْرِ الْكَعْبَةِ.

''فتح مکہ والے دن جب ظہر کا وقت ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی چھت پر ظہر کی نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔''

(أخبار مكّة للأزرقي، ص 274/1)

روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔

۱۔ محمد بن عمر واقدی جمہور ضعیف و متروک ہے۔

۲۔ واقدی کے ''اشیاخ'' نامعلوم ہیں۔

⑤ جویریہ بن اسماء ضبعی کا بیان ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ يَّوْمَ الْفَتْحِ : كَيْفَ تَرَيْنَ الْإِسْلَامَ؟ قَالَتْ : بِأَبِي وَأُمِّي، مَا أَحْسَنَهُ لَوْلَا ثَلَاثُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خِصَالٍ ؛ التَّجْبِيَةُ، وَالْخِمَارُ، وَزَقْوُ هٰذَا الْعَبْدِ الْأَسْوَدِ فَوْقَ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ : «أَمَّا قَوْلُكِ : التَّجْبِيَةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا بِرُكُوعٍ، وَأَمَّا زَقْوُ هٰذَا الْعَبْدِ الْأَسْوَدِ فَوْقَ الْكَعْبَةِ، فَنِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ، وَأَمَّا الْخِمَارُ، فَأَيُّ شَيْءٍ أَسْتَرُ مِنَ الْخِمَارِ» .

''نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے دن (سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) سیدہ ہند رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بتاؤ کہ اسلام کو کیسا پایا؟ وہ کہنے لگیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان! بہت اچھا پایا، لیکن یہ تین باتیں نہ ہوتیں تو اور اچھا ہوتا؛ (رکوع میں) گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا عمل، دوپٹہ اور کعبے کی چھت پر اس سیاہ غلام کا چیخنا (اذان کہنا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا تو اس لیے ضروری ہے کہ رکوع کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ رہی بات اس غلام کی کعبے کی چھت پر چڑھنے کی، تو یہ اللہ کا بندہ بہت اچھا ہے اور دوپٹے سے زیادہ پردے والی کون سی چیز ہے؟''

(تاریخ دِمَشق لابن عَساکر : 70/182-183)

سند ''ضعیف'' ہے، کیونکہ جویرہ بن اسماء تبع تابعی بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، یوں یہ روایت ''معضل''، یعنی سخت منقطع ہے۔

⑥ ابن ابی ملیکہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَذَّنَ فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن حکم فرمایا، تو انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(طبقات ابن سعد : 177/3، دلائل النبوّة للبيهقي : 79/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 466/10)

سند ''مرسل'' ہونے کی بنا پر ''ضعیف'' ہے۔ تابعی بلاواسطہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کررہے ہیں۔

⑦ عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَذَّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 407/7، ح : 36926)

سند ضعیف ہے۔

۱۔ ابوخالد احمر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سماع ولقاء کا مسئلہ ہے۔

⑧ سعید بن مسیّب تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، فَلَمْ يَزَلْ فِيهَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَقَالَ : يَا بِلَالُ ! قُمْ، فَأَذِّنْ فَوْقَ الْكَعْبَةِ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے، تو ظہر کے وقت تک اس میں رہے۔ پھر فرمایا: بلال! کھڑے ہوجائیے اور کعبہ کی چھت پر نماز کے لیے اذان کہیے۔''

(المَغازي للواقدي : 737/2، دلائل النّبوّة للبيهقي : 328/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ''ضعیف'' ہے،

۱۔ محمد بن عمر واقدی متروک وکذاب ہے۔

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ الْيَوْمَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِحُجَّةٍ، وَأَنَّ حَدِيْثَهٗ فِي عِدَادِ الْوَاهِي .

''اس وقت اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ واقدی حجت نہیں ہے اور اس کی احادیث ضعیف ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 469/9)

۲۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تابعی ہیں اور بلاواسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، یوں یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

⑨ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بعض لوگ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ، أَمَرَ بِلَالًا، فَعَلَا عَلَى الْكَعْبَةِ عَلٰى ظَهْرِهَا، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔ وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور نماز کے لیے اذان کہی۔''

(السّيرة النّبويّة لابن كثير : 575/3)

اس روایت کو بیان کرنے والے بعض آلِ جبیر بن مطعم نامعلوم اور ''مجہول'' لوگ ہیں۔ نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْاِعْتِبَارُ بِالْآثَارِ بِرِوَايَةِ الْعُدُولِ وَالثِّقَاتِ، دُونَ الضُّعَفَاءِ وَالْمَجَاهِيلِ .

''ان آثار کا اعتبار کیا جائے گا، جو عادل اور ثقہ راویوں کے بیان کردہ ہوں۔ کمزور اور مجہول راویوں کی بیان کردہ روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(الثّقات : 278/8)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

رَقِيَ بِلَالٌ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔''

(أخبار مكّة للفاكهي، ص 186)

روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔

۱۔ محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری ''ضعیف، متروک، منکر الحدیث'' ہے۔

۲۔ احمد بن محمد بن عبدالعزیز ''مجہول'' ہے۔

۳۔ امام زہری ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں ملی۔

۴۔ فاکہی کے استاذ عبداللہ بن ابوسلمہ کی توثیق نہیں مل سکی۔

۵۔ صاحب کتاب فاکہی کی توثیق نہیں ملی۔

الحاصل: اس مفہوم کی ساری روایات ''ضعیف'' ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر اذان کہنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

سوال: نوافل کے لیے اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: نوافل کے لیے اذان نہیں۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّ النَّافِلَةَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا أَذَانَ لَهَا .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دن رات کے نوافل کیلئے کوئی اذان نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 251/2، الاستذكار لابن عبد البر :405/1)

(سوال): کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت کتنی بار لینی چاہیے؟

(جواب): کسی کے گھر داخل ہونے کے لیے اجازت ضروری ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

(النّور : 27)

''ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوا کرو اور ان کے رہنے والوں کو سلام کہا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔''

❁ نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

(النّور : 59)

''بچے حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو آپ کے پاس آنے کو اجازت لیا کریں، جیسا کہ ان سے قبل دوسرے بالغین لیتے ہیں، اللہ اپنے احکام اسی طرح آپ پہ واضح کرتا ہے، اللہ خوب علم والا، حکمت والا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مدینہ منورہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے، وہ خوف زدہ تھے، ہم نے دریافت کیا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا تھا، میں ان کے دروازے پر آیا تو تین مرتبہ سلام کیا، جب مجھے سلام کا جواب نہیں ملا تو میں واپس آ گیا، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے ان سے کہا: میں آیا تھا اور میں نے آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ سلام کیا، لیکن کسی نے جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، جب کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے: اس حدیث پر گواہ لاؤ، ورنہ میں آپ کو سزا دوں گا تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حاضرین میں سے جو سب سے کم عمر ہے وہ ان کے ساتھ چلا جائے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا: حاضرین میں سے سب سے کم عمر مَیں ہوں، تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کے ساتھ چلے جائیں۔''

(صحيح البخاري: 6245؛صحيح مسلم: 2153)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے سوراخ سے جھانک رہا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کنگھی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهٖ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ .

''اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہو تو میں اسے (لوہے کی کنگھی نما چیز) تمہاری دونوں آنکھوں میں چبھو دیتا، دیکھنے ہی کی وجہ سے تو اجازت کا قانون بنایا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري :6241؛ صحيح مسلم : 2152)

تین بار اجازت طلب کرنے کی روایت متعدد طرق سے مروی ہے، سنت یہ ہے کہ پہلے سلام کرے پھر اجازت طلب کرے، دروازہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ نظر اندر نہ پڑ رہی ہو، السلام علیکم کہنے کے بعد کہے: کیا میں اندر داخل ہو سکتا ہوں؟ اگر کوئی جواب نہ دے تو دوسری اور تیسری بار کہے، اگر پھر بھی جواب نہ ملے تو واپس پلٹ آئے۔

سوال: اجازت طلب کرنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: جب کوئی شخص سلام کے ذریعہ یا دروازہ پر دستک دے کر کسی سے اجازت طلب کرے اور اس سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو مناسب ہے کہ وہ اپنا تعارف کرائے کہ میں فلاں بن فلاں نام سے ملقب شخص ہوں، یا فلاں عرفیت سے جانا جاتا ہوں، یا اسی طرح کے اور الفاظ کے ذریعہ اپنا پورا معروف و مشہور نام یا کنیت بتائے کہ جس سے مکمل تعارف و واقفیت حاصل ہوتی ہو، جواب میں مَیں ہوں یا آپ کا خادم ہوں یا فلاں لڑکا ہوں، آپ کا پرستار ہوں، یا اسی طرح کے دیگر الفاظ کہنا، جس سے ان کی پہچان ہوتی ہو، مکروہ و ناپسندیدہ ہیں۔

❁ حدیث معراج میں ہے:

''پھر جبرائیل مجھے اوپر لے گئے ہم دوسرے آسمان پر پہنچ گئے، انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازہ کھولنے کے لیے کہا: پوچھا گیا: کون؟ کہا: میں جبرائیل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون؟ کہا: محمد۔ پوچھا گیا: کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں! پھر آگے پہنچے تو یحیٰی اور عیسیٰ سے ملاقات ہوگئی، وہ دونوں خالہ زاد تھے، فرمایا: یہ یحیٰی اور یہ عیسیٰ ہیں، انہیں سلام کیجیے، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا، پھر فرمایا: صالح بھائی خوش آمدید! نبی صالح خوش آمدید!''

(صحيح البخاري : 3430)

❁ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ کے کنواں پر تشریف فرما تھے، اسی دوران سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آ کر اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کون؟ انہوں نے جواب دیا: ابوبکر، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: کون؟ جواب ملا کہ عمر بن خطاب ہیں، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے۔

(صحيح البخاري : 3674، صحيح مسلم : 2403)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ : مَنْ ذَا فَقُلْتُ : اَنَا، فَقَالَ : اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا.

''میں اپنے والد کے ذمہ قرض کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو آپ نے فرمایا: کون؟ میں نے کہا: مَیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں، مَیں !!!! گویا کہ آپ نے اسے ناپسند کیا۔''

(صحيح البخاري : 6250؛ صحيح مسلم : 2155)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): کیا ٹیلیفون پر بھی تین بار کال کی جائے گی؟

(جواب): ٹیلیفون، ڈوربیل وغیرہ سب کا وہی حکم ہے، جو استیذان یعنی اجازت طلب کرنے کا ہے، تین بار کال کرنی چاہیے، اگر جواب نہ آئے، تو رُک جانا چاہیے۔

(سوال): کیا نکاح کے لیے عورت سے اجازت لینی چاہیے؟

(جواب): اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا، مگر نکاح کے صحیح ہونے کے لیے لڑکے اور لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے لڑکی سے بھی اجازت لینے کا حکم دیا ہے۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يُّزَوِّجَ ابْنَتَهٗ فَلْيَسْتَأْذِنْهَا .

”جب کوئی اپنی بیٹی کی شادی کرنے لگے، تو اس سے اجازت طلب کرے۔“

(مسند أبي يعلى : ٧٢٢٩، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا .

”شوہر دیدہ اپنے (نکاح کے) بارے میں اپنے ولی سے بڑھ کر حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے گی، اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔“ (صحيح مسلم : : ١٤٣١)

❁ دوسری روایت ہے:

لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ، وَصُمْتُهَا إِقْرَارُهَا .

”ولی کو شوہر دیدہ کے (نکاح کے) متعلق کوئی اختیار نہیں، کنواری لڑکی سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشورہ لیا جائے گا، اس کی خاموشی ہی اقرار ہے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

«اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا» أَرَادَ بِهِ أَحَقَّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا بِأَنْ تَخْتَارَ مِنَ الْأَزْوَاجِ مَنْ شَاءَتْ، فَتَقُولُ: أَرْضٰى فُلَانًا، وَّلَا أَرْضٰى فُلَانًا، لَا أَنَّ عَقْدَ النِّكَاحِ إِلَيْهِنَّ دُونَ الْأَوْلِيَاءِ.

”بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ وہ خاوندوں میں سے جس کو چاہے پسند کرے، وہ کہے کہ میں فلاں کو پسند کرتی ہوں اور فلاں کو پسند نہیں کرتی، یہ مراد نہیں کہ عقدِ نکاح اولیاء کی بجائے ان کے ہاتھ میں ہے۔“

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث: ٤٠٨٧)

سوال: کیا وضو میں کانوں کا مسح کیا جائے گا؟

جواب: وضو میں کانوں کا مسح ضروری ہے، کیونکہ کان سر کا حصہ ہیں، تو جیسے سر کا مسح فرض ہے، اسی طرح کانوں کا مسح بھی ضروری ہے۔

سوال: کیا نماز میں ارسال الیدین ثابت ہے؟

جواب: نماز میں ہاتھ باندھنا تمام انبیائے کرام کی سنت ہے، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی سے ثابت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.

”میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري :631)

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا.

”ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔“

(المعجم الكبير للطبراني :199/11، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔
حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تنوير الحوالك :133/1)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نماز میں ہاتھ باندھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا قطعاً ثابت نہیں۔

② سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى.

”پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھا۔“

(صحيح مسلم :401)

نیز بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ.

”پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی، گٹ اور بازو پر رکھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند أحمد : 318/4، سنن أبي داود : 727، سنن النسائي : 890، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، میں نے (نماز میں) اپنا بایاں ہاتھ دائیں پر باندھا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر بائیں پر رکھ دیا۔“

(سنن أبي داود : 755، سنن النسائي : 889، سنن ابن ماجه :811، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(فتح الباري : 224/2)

④ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ .

”صحابہ کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھے۔“

(صحيح البخاري : 740)

⑤ سیدنا ہلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ، وَرَأَيْتُهٗ يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ، وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَی الْیُسْرٰی فَوْقَ الْمَفْصَلِ .

’’میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ (سلام کے بعد) آپ ﷺ اپنی دائیں اور بائیں دونوں جانب پھرتے تھے، آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے، راویٔ حدیث یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ نے یہ طریقہ بیان کیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ کے اوپر رکھا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 226/5، التحقیق لابن الجوزي : 338/1، جامع المسانید والسنن للحافظ ابن کثیر : 12/296-297، ح : 9693، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

سوال : کیا خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے؟

جواب : خرگوش حلال ہے، اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَا خِلَافَ فِیهِ لِأَحَدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ .

’’خرگوش کی حلت میں کسی عالم کا اختلاف نہیں۔‘‘

(البِنایة شرح الهدایة للعیني : 599/11)

❀ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں :

أَلْأَرْنَبُ حَلَالٌ عِنْدَ الْکُلِّ وَنُسِبَ إِلَی الرَّوَافِضِ تَحْرِیمُهٗ .

’’خرگوش سب کے ہاں حلال ہے، اس کی حرمت روافض سے منسوب ہے۔‘‘

(العَرف الشّذي : 270/3)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ہم مرِظہران کے پاس سے گزر رہے تھے، وہاں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ اس کے پیچھے بھاگے، مگر تھک گئے۔ پھر میں (انس) اس کے پیچھے بھاگا بالآخر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں، میں انہیں لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ نے انہیں قبول فرما۔“

(صحيح البخاري : 5535، صحيح مسلم : 1953)

❁ اس حدیث کے تحت علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ أَكْلِ الْأَرْنَبِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے۔“

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 279/2)

❁ مخضرم تابعی، ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”ہم حج کی نیت سے سفر پر نکلے، تو (رستے میں) ایک شخص نے خرگوش کا شکار کیا اور اسے اپنے ناخن سے ذبح کیا، پھر اسے بھونا، لوگوں نے کھایا، مگر میں نے نہیں کھایا۔ جب (حج کے بعد) ہم مدینہ واپس آئے، تو میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: شاید آپ نے بھی ان کے ساتھ کھایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: آپ نے اچھا کیا۔ اسے (گویا) گلا گھونٹ پر مارا گیا ہے۔“

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 184/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے خرگوش کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا بَأْسَ بِهَا .　　　　　"خرگوش کو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 245/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو وسیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن حسن بن علی رحمہ اللہ سے خرگوش کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

أَعَافُهَا، وَلَا أُحَرِّمُهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ .

"مجھے پسند نہیں، لیکن میں اسے مسلمانوں پر حرام نہیں کرتا۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 247/8، وسندهٗ حسنٌ)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ صحیح) اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ حسن) خرگوش کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

❁ بعض ضعیف روایات میں ہے کہ خرگوش کو حیض آتا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ .

"یہ (حیض آنے والی حدیث) ثابت بھی ہو جائے، تب بھی اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی۔"

(فتح الباري : 662/9، حياة الحيوان للدميري، ص 38)

❁ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

"ہمارے ایک دوست نے خرگوش کا شکار کیا، اسے دیکھا تو اس کے دو خصیے، ایک آلہ تناسل اور مادہ والی شرمگاہ تھی۔ یہ بات میں نے اپنے دوست اور کئی دوسرے لوگوں سے سنی ہے، جو اسی کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم سنتے آ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں کہ خرگوش ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ، ہم یہ بات ماننے کو تیار نہ تھے، لیکن جب ہم نے خود یہ سب دیکھا، تو ہم جان گئے کہ یہ جب حاملہ ہوتا ہے، تو مادہ ہوتا ہے اور سال گزرنے کے بعد یہ نر بن جاتا ہے۔ یا تو ہوتا ہی ایسا ہے، یا پھر خرگوشوں میں بھی مخنث ہوتے ہیں، جیسے انسانوں میں ہوتے ہیں۔ بعض انسانوں میں مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوتی ہیں۔ خرگوش کو بھی حیض آتا ہے، جیسے عورتوں کو آتا ہے۔ میں جزیرہ میں رہتا تھا، وہاں میرا ایک پڑوسی تھا، اس کی ایک صفیہ نامی بیٹی تھی، جو تقریبا پندرہ سال تک لڑکی رہی، پھر اچانک اس میں مرد کی طرح آلہ تناسل نمودار ہوا اور اس کی داڑھی نکل آئے، تو اس کی عورت والی شرمگاہ بھی تھی اور مرد کی طرح آلہ تناسل بھی۔‘‘

(الكامل في التّاريخ : 421/10)

سوال: اسباغ الوضوء سے کیا مراد ہے؟

جواب: وضو کے اعضاء کو عمدہ طریقہ سے دھونا کہ کوئی حصہ خشک نہ رہے، اسباغِ وضو کہلاتا ہے۔

❀ محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’لوگ برتن سے وضو کر رہے تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قریب سے گزرے، تو میں نے انہیں کہتے سنا: وضو اچھی طرح کرنا، کیوں کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: (خشک) ایڑیاں جہنم میں جلیں گی۔‘‘

(صحيح البخاري : 165، صحيح مسلم : 242)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے تہہ بند، شلوار، پائجامہ، قمیص وغیرہ لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر اور اسراف ہے۔ یہ عمل شنیع متکبرین اور عورتوں سے مشابہت وغیرہ کا موجب ہے، جبکہ اس سے اجتناب واجب ہے۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾(بني إسرائيل : ۳۷)

''زمین پر اکڑ کر مت چلو، نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾(لقمان : ۱۸)

''اللہ تعالیٰ متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتے۔''

ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کے بارے میں شدید وعید آئی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ، خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”(تم سے پہلے لوگوں میں) ایک آدمی تھا، جو تکبر اور غرور کی وجہ سے اپنا تہ بند گھسیٹ کر چلتا تھا (جان بوجھ کر اس نے کپڑا الٹکایا ہوا تھا)، وہ اس وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا، تا قیامت زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔“

(صحيح البخاري : ٥٧٩٠، صحيح مسلم : ٤٩/٢٠٨٨)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ .

”ٹخنوں کے نیچے جسم کا وہ حصہ جہاں تہ بند پہنچے، وہ آگ میں جلے گا۔“

(صحيح البخاري : ٥٧٨٧)

❁ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ قَالَ :فَقَرَاَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ اَبُو ذَرٍّ : خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ .

”روز قیامت اللہ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، سیدنا ابو ذر نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا: وہ تو نا کام ونامراد ہو گئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔“

(صحیح مسلم : 106)

❁ جابر بن سلیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں، وہ جو کہتا ہے، اس پر عمل کرتے ہیں، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ اللہ کے رسول ہیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دو مرتبہ کہا: علیک السلام یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: علیک السلام نہ کہو، علیک السلام تو میت کے لیے دعا و سلام ہے، کہو: السلام علیک، عرض کیا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ آپ تکلیف دور کرنے کی دعا اس سے کریں تو وہ قبول کرے گا، اگر قحط سالی میں مبتلا ہوں تو اس سے دعا کریں، وہ شادابی عطا فرمائے گا، آپ کسی ریگستان یا صحرا میں ہوں، آپ کی سواری گم ہو جائے، دعا کریں وہ آپ کی سواری لوٹا دے گا۔ عرض کیا: کوئی وصیت فرمائیں، فرمایا: کسی کو گالی مت دو، میں نے اس کے بعد کسی آزاد کو گالی نہیں دی اور نہ کسی غلام کو، نہ کسی اونٹ کو اور نہ کسی بکری کو، آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ جاننا، اگر اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے آپ ملتے ہیں تو یہ بھی نیکی ہے، ازار (شلوار وغیرہ) نصف پنڈلی تک رکھیں! اگر نہیں تو ٹخنوں تک، ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بہر حال بچیں۔ کیوں کہ یہ تکبر ہے، اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ کوئی آپ کو گالی دے اور آپ کو کسی ایسے عیب سے مطعون کرے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جو آپ میں موجود ہو تو آپ جواباً اسے گالی نہ دیں، اور نہ ہی اس میں موجود عیب پر مطعون کریں۔''

(سنن أبي داود : 4084؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 6386؛وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (2722) نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (186/4) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:11/5) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا اس شخص کے لیے شلوار ٹخنے سے نیچے رکھنا جائز ہے، جو ایسا تکبر کی وجہ سے نہیں کرتا؟

جواب: جانتے بوجھتے شلوار ٹخنوں سے نیچے کرنا ہی تکبر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر نہیں ہے، ان کے عموم کو ان احادیث کے ساتھ خاص کر دیا جائے، جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر ہے، یعنی وعید اس شخص کے لیے ہوگی، جو تکبر کی وجہ سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔''

(التّمهيد لابن عبد البر : ٢٤٤/٣، شرح مسلم للنووي : ٧١/١، ١٩٤/٢_١٩٥)

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہیں:

''کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اور کہے کہ میرا اس میں تکبر کا ارادہ نہیں ہے۔ یہ کہنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس پر (کپڑا لٹکانے کی) نہی لفظی اعتبار سے شامل ہے اور یہ نہی کی علت، یعنی تکبر کو بھی شامل ہے۔ جب ایک لفظ حکم پر بھی شامل ہو تو آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں اس کا ارتکاب نہیں کرتا، کیونکہ یہ (تکبر والی) علت مجھ میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں پائی جاتی۔ یہ شریعت کی مخالفت ہے اور ایسا دعویٰ ہے، جسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ اپنے تکبر ہی کی وجہ سے اپنے کپڑے اور تہ بند کو لمبا رکھتا ہے، لہٰذا اس کا جھوٹ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔‘‘

(عارضة الأحوذي : ٢٣٨/٧)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس عبارت کا ماحصل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اَلْإِسْبَالُ یَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ وَجَرُّ الثَّوْبِ یَسْتَلْزِمُ الْخُیَلَاءَ، وَلَوْ لَمْ یَقْصِدِ اللَّابِسُ الْخُیَلَاءَ.

’’کپڑا لٹکانے سے گھسیٹنا لازم آتا ہے اور گھسیٹنے سے تکبر لازم آتا ہے، اگرچہ پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔‘‘

(فتح الباري : ٢٦٤/١٠)

اس معنی کی تائید کئی احادیث سے ہوتی ہے۔

❁ سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِرْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَیْتَ فَإِلَی الْکَعْبَیْنِ، وَإِیَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّھَا مِنَ الْمَخِیلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمَخِیلَةَ.

’’اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھیے، اگر اتنا نہیں کر سکتے، تو (کم از کم) دونوں ٹخنوں تک اٹھا کر رکھیے، تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچیے، یہ تکبر ہے، اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔‘‘

(سنن أبي داوٗد : ٤٠٨٤، المعجم الکبیر للطبراني : ٦٣٨٦، السنن الکبریٰ للبیھقي : ٢٣٦/١٠، وسندہٗ صحیحٌ)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۲۲) نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۸۶/۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ جان بوجھ کر کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہی تکبر اور عُجب وافتخار کی علامت ہے، خواہ تکبر کا قصد نہ بھی ہو۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میرا گزر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ میری حالت یہ تھی کہ (غیر ارادی طور پر) میری شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبداللہ! اپنی شلوار اوپر کر، میں نے اوپر کرلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور زیادہ کر، میں نے اور زیادہ کرلی۔ اس کے بعد میں ہمیشہ خیال رکھتا تھا (کہ کہیں شلوار ٹخنے سے نیچے نہ چلی جائے)۔ لوگوں نے پوچھا، شلوار کہاں تک ہونی چاہیے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نصف پنڈلی تک۔''

(صحيح مسلم : ٢٠٨٦)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ! فَقَالَ : إِنْ كُنْتَ عَبْدَ اللّٰهِ، فَارْفَعْ إِزَارَكَ .

''یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں عبداللہ ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہیں، تو اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کر لیجیے۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٤٧/٢، مسند أبي يعلىٰ : ٥٦٤٤، شُعب الإيمان للبيهقي : ٦١١٩، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غور فرمائیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی نیت کے بارے میں سوال نہیں کیا کہ کیا آپ نے کپڑا تکبر کی وجہ سے لٹکایا ہے یا ویسے ہی؟ بلکہ جوں ہی دیکھا، کپڑے کو اوپر اٹھانے کا حکم صادر فرما دیا، لہٰذا یہ کہنا کی تکبر کی نیت ہو تو ناجائز ہے، ورنہ نہیں۔کیا سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حسن ظن یہ ہے کہ انہوں نے تکبر کی بنا پر لٹکایا تھا، اس لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے منع فرمایا؟

اصل بات یہ ہے کہ تکبر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ بسا اوقات نہ سمجھی میں یا خود بخود تہبند نیچے ہو جاتا ہے، اس پر یہ وعید نہیں، لیکن جو جانتے بوجھتے اس طرح کرے گا، وہ ضرور متکبر ہوگا اور وعید کا شکار ہوگا۔

سوال: کیا شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی؟

جواب: کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: جائیے اور وضو کیجیے۔ وہ گیا اور وضو کیا، پھر (ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکاتا ہوا) آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور وضو کیجیے۔ وہ دوبارہ گیا، وضو کیا، پھر آیا، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک باوضو انسان کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شلوار لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ شلوار لٹکانے والے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا۔“

(مسند الإمام أحمد : ٦٨/٤، سنن أبي داوٗد : ٦٣٨، ٤٠٨٦، السّنن الكبرٰى للنّسائي : ٩٧٠٣، السّنن الكبرٰى للبيهقي : ٢٤١/٢، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔اس پر یہ لازم ہے کہ وہ وضو اور نماز لوٹائے۔

صاحب المنہل العذب المورود (۵/ ۱۲۳) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''ضعیف'' ہے، بالفرض ثابت ہو بھی جائے تو یہ منسوخ ہے، کیونکہ اس کے خلاف اجماع واقع ہو گیا ہے۔

لیکن ان کا اس حدیث کو ''ضعیف'' کہنا صحیح نہیں ہے، ہم نے اس کی سند کا ''حسن'' ہونا بطریقِ احسن واضح کر دیا ہے، نیز اس کی منسوخیت کا دعویٰ بے دلیل ہے۔ ہم اس اجماع سے واقف نہیں ہو سکے، جو اس کے خلاف ہوا ہے، بلکہ اس موہوم اجماع کے خلاف ثابت ہے۔

❁ مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کہا جاتا تھا کہ جس کا تہبند ٹخنے کو چھو جائے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، (حصین بن عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ ذر (بن عبداللہ ہمدانی رحمہ اللہ) نے کہا: جس کا تہبند زمین کو چھوئے، اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔''

(مصنف ابن أبي شيبة: ۸/۳۸۸، وسندهٗ صحيحٌ)

لہٰذا اجماع کا یہ دعویٰ باطل ہوا۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا معصیت ہے، جو بھی کسی معصیت میں مبتلا ہو گا، اسے وضو اور نماز کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ وضو معصیت (نافرمانی) کی آگ کو بجھاتا ہے۔''

(التّهذيب علٰى سنن أبي داوٗد: ۶/۵۰)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”باوضو انسان کو وضو کا حکم دینے میں شاید یہ حکمت پنہاں ہو کہ (دوبارہ وضو کرنے کے بارے میں) حکم میں وہ غور وفکر کرے، جس بُری حرکت کا وہ مرتکب ہو رہا ہے، اس پر خبردار ہو جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری طہارت کے حکم (کی تعمیل) کی برکت سے اس کے باطن کو تکبر اور افتخار و عُجب سے پاک کر دے گا، کیونکہ ظاہری طہارت باطنی طہارت پر اثر انداز ہوتی ہے۔“

(شرح الطيبي : ٢/٢٦٨)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”نماز تواضع کی حالت ہوتی ہے، جبکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا متکبر آدمی کا کام ہے، یہ دونوں کام باہم متعارض ہیں۔ اس شخص کو وضو لوٹانے کا حکم اسے ادب سکھانے اور تاکید کرنے کا سبب ہے، کیونکہ نمازی اپنے رب سے مناجات (سرگوشیاں) کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کپڑا گھسیٹنے والے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس سے کلام کریں گے، اسی لیے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

(عارضة الأحوذي : ٧/٢٣٨)

اس بات کی تاکید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلٰى مُسْبِلِ الْإِزَارِ .

”یقیناً اللہ تعالیٰ کپڑا لٹکانے والے کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔“

(مسند الإمام أحمد : ١/٣٢٢، سنن النسائي : ٥٣٣٥، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ روایت بھی مؤید ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهٗ فِي صَلَاتِهٖ خُيَلَاءَ، فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي حِلٍّ وَّلَا حَرَامٍ.

”جس نے تکبر کی وجہ سے نماز میں کپڑا الٹکایا، اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں (یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو حلال کریں گے نہ دوزخ کو حرام)۔“

(سنن أبي داوٗد : ٦٣٧، السنن الكبرٰى للنسائي : ٩٦٨٠، وسندهٗ حسنٌ)

اگر کوئی کہے کہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر تکبر کا ارادہ نہ ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفہومِ مخالف تب ہوگا، جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ یہاں تو نص موجود ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا الٹکانا ہی تکبر ہے، لہٰذا جو بھی جان بوجھ کر کپڑا الٹکائے گا، وہ اس زمرہ میں آئے گا، خواہ تکبر کا ارادہ نہ بھی ہو۔

سوال: استبرائے رحم سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسی شوہر دیدہ عورت جو آگے نکاح کرنا چاہتی ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سابق شوہر سے علیحدگی کے بعد یہ واضح ہونے تک انتظار کرے کہ اس کے رحم میں سابق شوہر کا حمل ہے یا نہیں؟ اگر حمل ہے، تو وہ وضع حمل تک نکاح نہیں کر سکتی، تاکہ نسب کی حفاظت رہے۔

سوال: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو کہے کہ ”تم استبرائے رحم کر لو۔“ کیا اس سے طلاق ہو جائے گی؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں، اگر ان الفاظ سے شوہر کی مراد طلاق تھی، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

(سوال): اگر کوئی شخص طلاق کے متصل بعد ''ان شاء اللہ'' کہہ دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): طلاق کے متصل بعد یا پہلے ''ان شاء اللہ'' کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(سوال): کیا خرید و فروخت میں استثناء جائز ہے؟

(جواب): جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہے، اس میں استثنا بھی جائز ہے، مثلاً کوئی درختوں کو فروخت کرے اور پھلوں کو مستثنیٰ کر دے، وغیرہ وغیرہ۔

(سوال): کیا استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرنا جائز ہے؟

(جواب): استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے جائز ہے۔ پانی کی موجودگی میں بھی ڈھیلے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ .

''جب کوئی وضو کرے، تو ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑے اور استنجا کرنے والا طاق ڈھیلے استعمال کرے۔''

(صحيح البخاري : 162، صحيح مسلم : 237)

❁ عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں ہر چیز سکھائی ہے، حتی کہ بول و براز کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بول و براز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے، دائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین سے کم ڈھیلے استعمال کرنے، نیز گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی روکا ہے۔“

(صحيح مسلم: 262)

سوال: استحاضہ کیا ہے؟

جواب: استحاضہ ایک بیماری ہے۔

❁ علامہ، عبید اللہ بن محمد بن عبد السلام، مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ جَرْيَانُ الدَّمِ مِنْ فَرْجِهَا فِي غَيْرِ أَوَانِهٖ مِنْ عِرْقٍ فِي أَدْنَى الرَّحِمِ دَونَ قَعْرِهٖ، يُقَالُ لِذٰلِكَ الْعِرْقِ الْعَاذِلُ.

”یہ حیض ونفاس کے علاوہ شرمگاہ سے نکلنے والا خون ہے، یہ خون ایک رگ سے نکلتا ہے، یہ رگ رحم کے اندر نہیں ہوتی بل کہ رحم کے منہ کے پاس ہوتی ہے، اسے عرق عاذل کہتے ہیں۔“

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: 255/2، طبع جديد)

استحاضہ کا خون سرخ اور پتلا ہوتا ہے، اس میں بُو نہیں ہوتی۔

جس عورت کو یہ خون آتا ہو، اسے ”مستحاضہ“ کہا جاتا ہے۔ وہ پاک عورت کے حکم میں ہوتی ہے۔ مستحاضہ کے چند خاص احکام ومسائل ہیں۔

سوال: کیا استحاضہ والی عورت نماز روزہ کرے گی؟

جواب: مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز و روزہ، تلاوتِ قرآن اور جماع سے رکی رہے گی، البتہ حیض ختم ہونے کے بعد غسل ضروری ہے۔ غسل کے بعد باقی دنوں میں اس کا حکم عام عورتوں جیسا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”سیدہ فاطمہ بنتِ ابو حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو تو خون دھوئیں اور نماز ادا کریں۔“

(صحيح البخاري : 228، صحيح مسلم : 333)

❁ صحیح بخاری کی ایک روایت (325) کے الفاظ یہ ہیں:

”سیدہ فاطمہ بنتِ ابو حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں استحاضہ ہوں، پاک نہیں رہ سکتی۔ نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ حیض نہیں، بلکہ ایک رَگ کا خون ہے۔ آپ (استحاضہ سے پہلے) جتنے دن حیض میں گزارتی تھیں، اتنے دن نماز سے رک جائیں، پھر غسل کریں اور نماز پڑھیں۔“

فائدہ:

❁ شرح معانی الآثار (1/162) میں ”حسن“ سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

لٰكِنَّهٗ عِرْقٌ فَتَقَهٗ إِبْلِيسُ، فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ؛ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ؛ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ.

”یہ ایک رگ ہے، جسے ابلیس پھاڑ دیتا ہے۔ حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز ادا کریں اور جب حیض آ جائے تو نماز سے رک جائیں۔“

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”سیدہ امِ حبیبہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے بارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں سوال کیا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان کے غسل کا برتن دیکھا۔ وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آپ کو حیض (کی پہلے سے معلوم مدت) روکے رکھے،رُکی رہیں، پھر غسل کریں اور نماز ادا کریں۔"

(صحيح مسلم : 334)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالِاعْتِكَافُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَحَمْلُهُ وَسُجُودُ التِّلَاوَةِ وَسُجُودُ الشُّكْرِ وَوُجُوبُ الْعِبَادَاتِ عَلَيْهَا فَهِيَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ كَالطَّاهِرَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ .

"نماز، روزہ، اعتکاف، تلاوت قرآن، مصحف کو چھونے اور اُٹھانے، سجدہ تلاوت، سجدہ شکر اور واجب عبادات میں مستحاضہ کا حکم پاک عورت کی طرح ہے،اس پر اجماع ہے۔"

(شرح النّووي : 17/4)

سوال: کیا حالت استحاضہ میں عورت سے جماع جائز ہے؟

جواب: مستحاضہ سے مجامعت کی جاسکتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾(البقرة : ٢٢٣)

"بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔اپنی کھیتی کو جیسے چاہو،آؤ۔"

آیت کے عموم سے معلوم ہوا کہ استحاضہ میں مجامعت جائز ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ممانعت ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

دَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ كَالرُّعَافِ الدَّائِمِ، لَا يَمْنَعُ الصَّوْمَ وَلَا الصَّلَاةَ وَلَا الْوَطْئَ.

''استحاضہ کا خون، دائمی نکسیر کی طرح ہے۔ روزے، نماز اور جماع سے رکاوٹ نہیں۔''

(الهداية ص 64، فتاویٰ عالمگیری: 39/1)

سوال: مستحاضہ کے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: مستحاضہ ایک وضو سے صرف ایک نماز پڑھ سکتی ہے۔ اسے ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرنا ہوگا ہے، مثلاً ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا، تو نمازِ ظہر کے فرائض اور سنتیں ہی ادا کرسکتی ہے۔ دیگر نوافل یا قرآن کی تلاوت کرنا چاہتی ہے تو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ اسی طرح دو نمازیں جمع کرنی پڑیں تو ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرے گی۔

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنتِ ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ.

''ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کریں۔''

(صحيح البخاري: 36/1، رقم الحديث: 228)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جب استحاضہ سے حیض کا فرق کرلے تو حیض کے ایام کو دیکھے، ان کے آغاز اور اختتام کے مطابق عمل کرے، حیض کے دن گزر جائیں، تو غسل کرے، استحاضہ کے باقی مسائل طہارت والے ہی ہیں۔ البتہ وہ ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرے، ایک وضو کے ساتھ ایک نماز پڑھ سکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے،اس کے علاوہ کوئی ایسی عبادت نہیں کرسکتی،جس کے لئے وضوشرط ہو،نبی کریم ﷺ کے فرمان:''آپ ہرنماز کے لئے الگ وضوکریں۔'' سے یہی ظاہر ہوتا ہے،جمہوراہل علم کا فیصلہ بھی یہی ہے۔''

(فتح الباري :409/1، 410)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''سیدہ فاطمہ بنتِ ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:اللہ کے رسول!میں مہینہ،دو مہینے مستحاضہ رہتی ہوں۔فرمایا:یہ حیض نہیں ہوتا،بلکہ ایک رگ کا خون ہوتا ہے۔حیض کے ایام میں نماز سے رک جائیں،حیض ختم ہو جائے تو غسل کریں اور ہرنماز کے لئے الگ وضوکریں۔''

(صحيح ابن حبّان : 1354، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: : تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ .

''رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا،مستحاضہ کیا کرے؟فرمایا؛حیض کے دنوں کا حساب رکھے،اتنے دن نماز نہ پڑھے،پھرایک مرتبہ غسل کرے اور ہرنماز کے لئے الگ وضوکرے۔''

(صحيح ابن حبّان : 1355، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا فرمان ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

''مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز نہ پڑھے، پھر غسل کرے اور ہر نماز کیلئے الگ وضو کرے۔'' (السنن الکبرٰی للبیهقي : 329/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اسْتُحِيضَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ آلِ أَنَسٍ، فَأَمَرُونِي، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : أَمَّا مَا رَأَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ؛ فَلَا تُصَلِّي، وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، وَلَوْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ، فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی آل سے ایک عورت کو استحاضہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا، میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا۔ تو فرمایا: جب تک حیض کا خون دیکھے، نماز سے رُکی رہے، جب طہر دیکھے، اگرچہ دن کا ایک حصہ ہی ہو، تو غسل کر کے نماز ادا کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شیبة : 127/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا؛

تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلٰى ظُهْرٍ، وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ.

''ایک دن کے لئے ایک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے۔ خون زیادہ آئے تو کپڑا باندھ لے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك : 63/1، سنن أبي داوٗد : 301، واللفظ لہٗ، وسندہٗ صحیحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: منگنی کے لیے استخارہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے منگنی کے لئے استخارہ کی مخصوص دعا سکھائی ہے۔ استخارہ خود کریں، کسی سے کروانا درست نہیں، ٹی وی چینلز پر استخارہ کا کاروبار عام ہے، دوسروں کے لئے استخارہ کیا جاتا ہے، یہ شکم پروری کا ذریعہ تو ہوسکتا ہے، شریعت نہیں ہے، ان سے بچیں اور اللہ سے تعلق مضبوط کریں، اسی میں بہتری ہے۔

❀ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کسی کو نکاح کا پیغام بھیجیں، تو اسے پوشیدہ رکھیں، وضو کریں، نماز پڑھیں، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں اور یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ فَإِنْ رَأَيْتَ لِي فُلَانَةً (تُسَمِّيْهَا بِاسْمِهَا) خَيْرًا لِّي فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْدُرْهَا لِي وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِّي مِنْهَا فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْضِ لِي بِهَا.

”یا اللہ! تو طاقت رکھتا ہے، میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، تو ہی غیب کو جاننے والا ہے، اگر فلاں عورت (یہاں عورت کا نام لیا جائے) میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، تو اسے میرا مقدر بنا دے، اگر کوئی دوسری عورت میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، تو میرے حق میں اس کا فیصلہ فرما۔“

(المعجم الكبير للطبراني : 133/4، ح :3901، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 147/7، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1220) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (4040) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (314/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا، تو انہوں نے کہا:

مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلٰى مَسْجِدِهَا.

''میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی، جب تک اپنے رب سے استخارہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر اپنی جائے نماز پر کھڑی ہو گئیں۔''

(صحیح مسلم : 1428)

سوال: نماز استخارہ کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: خیر و شر ہر کام کے دو پہلو ہیں، کسی بھی کام سے خیر کشید کر لینا اور شر سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا انسان کے بس میں نہیں، یہ قدرت صرف اللہ کریم کے پاس ہے اور استخارہ نام ہے خود سپردگی کا، کہ اللہ میں یہ کام کرنے جا رہا ہوں، تو اس کا وکیل ہے، اس میں خیر عطا کرنا، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کام میں بظاہر خیر نظر آتی ہے، مگر اس میں خیر ہوتی نہیں، یا خیر کے ساتھ شر بھی امڈ آتا ہے، اس لئے چاہیے کہ ہر کام سے پہلے استخارہ کر لیا جائے اور وہ کام اللہ کی نگہبانی میں سرانجام دیا جائے۔ تا کہ شر ختم ہو اور زندگی خوشیوں کا استعارہ بن جائے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ لِمَنْ هَمَّ بِأَمْرٍ سَوَآءٌ كَانَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ ظَاهِرُ الْخَيْرِ أَمْ لَا.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ہر کام سے پہلے استخارہ مستحب ہے، اس میں بظاہر خیر ہو یا نہ ہو۔“

(شرح مسلم: 144/5)

استخارہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور مسلمان کے لیے محفوظ قلعہ ہے، ہمارے ہاں اس سنت کو انتہائی بھیانک تعبیریں پہنا دی گئی ہیں، اسے ذوق اسلام کے مطابق سمجھنے کے بجائے اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ استخارہ یہ ہے کہ دو رکعت ادا کریں اور دعائے استخارہ پڑھ کر کام شروع کریں، مثلاً؛

☆ رشتہ طے کرنے کے لئے گھر سے نکلیں، تو استخارہ کریں۔

☆ کاروبار شروع کرنے سے پہلے استخارہ کریں۔

☆ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے استخارہ کرلیں۔

ہمارے ہاں جو یہ ذہن پایا جاتا ہے کہ استخارہ کے بعد سو جائیں، خواب میں اشارہ ملے گا، بے حقیقت ہے، قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

سوال: کیا کسی سے قسم لی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، کسی اہم معاملہ میں قسم اٹھانے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: قسم اٹھائیے۔“

(صحيح البخاري: 2666، صحيح مسلم: 220/138)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ فرما دیا۔“

(صحيح مسلم: 1712)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: قضائے حاجت کے وقت قبلہ رو ہونا کیسا ہے؟

جواب: قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنے کا جواز اس صورت میں ہے، جب سامنے کوئی اوٹ، دیوار یا پردہ وغیرہ حائل ہو۔ اس مسئلہ میں وارد احادیث ملاحظہ ہوں:

❀ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(مدینہ والو!) قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرو، نہ پیٹھ، بل کہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لو۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم شام کے علاقہ میں گئے، دیکھا کہ وہاں باتھ روم قبلہ رُو بنے ہوئے تھے۔ ہم نے تو اپنا رخ قبلہ سے پھیر لیتے اور 'استغفر اللہ' پڑھتے۔"

(صحيح البخاري : ٣٩٤، صحيح مسلم : ٢٦٤)

❀ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"انہیں کہا گیا کہ تمہارا نبی تو تمہیں ہر چیز ہی سکھاتا ہے، حتی کہ قضائے حاجت کے اصول بھی سمجھاتا ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضائے حاجت کے لیے قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے، دائیں ہاتھ، تین پتھروں سے کم اور لید یا ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

(صحيح مسلم : ٢٦٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَتِهٖ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا .

”قضائے حاجت کے لیے کوئی قبلہ کی طرف منہ کرے، نہ پیٹھ۔“

(صحيح مسلم : ٢٦٥)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

”لوگ ایسے ہی کہتے ہیں کہ قضائے حاجت کے لیے بیت اللہ اور بیت المقدس کی طرف منہ نہیں کیا جا سکتا، جب کہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو اینٹوں پر بیٹھے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت فرما رہے تھے۔“

(صحيح البخاري : ١٤٥، صحيح مسلم : ٢٦٦)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

اِرْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهٗ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ، مُسْتَقْبِلَ الشَّأْمِ .

”اپنے کسی کام کی غرض سے میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت کر رہے تھے۔“

(صحيح البخاري : ١٤٨، صحيح مسلم : ٢٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کو جواب دیا، جو قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنا نا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائز سمجھتے تھے، کیوں کہ انہوں نے خود نبی کریم ﷺ کو قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تھا۔ جبکہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ممانعت والی حدیث سن رکھی تھی اور نبی کریم ﷺ کا عمل ان کے علم میں نہ آسکا، تب ہی تو فرماتے ہیں:

مَا أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيسِ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ أَوِ الْبَوْلَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ أَوْ قَالَ الْكَعْبَةَ بِفَرْجٍ .

”میں ان باتھ رومز کا کیا کروں؟ جب کہ میں نے تو نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان سن رکھا ہے: قضائے حاجت کے وقت کوئی قبلہ رخ نہ ہو۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٣٩/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ ہمیں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کر کے پیشاب کرنے سے منع کرتے تھے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو موت سے ایک برس پہلے قبلہ رخ پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔“

(مسند الإمام أحمد : ٣٦٠/٣، سنن أبي داوٗد : ١٣، سنن الترمذي : ٩، سنن ابن ماجة : ٣١، شرح معاني الآثار : ٢٣٤/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۵۸)، امام ابن حبان (۱۴۲۰) اور امام ابن الجارود رحمہم اللہ (۳۱) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ”امام مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام بزار رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر لابن حجر: ۱/ ۱۲۸) نے ”حسن“ کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (شرح مسلم: ۳/ ۱۵۵) نے سند کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''حسن'' کہا ہے۔حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدرالمنیر :۲/ ۳۰۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ سلیمان بن زیاد مصری کہتے ہیں:

''ایک جمعہ ہم سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھوں نے سلفچی (ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن) منگوایا اور ایک بچی سے کہا مجھے پردہ کریں، اس نے پردہ کیا، آپ نے اس برتن میں پیشاب کیا۔ اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رو بہ قبلہ پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔''

(صحیح ابن حبّان : ۱۴۱۹، وسندہٗ حسنٌ)

ان احادیث کی رو سے اکثر محدثین قبلہ کی طرف کر کے پیشاب کرنے کے بارے میں ممانعت والی روایات کو فضا اور صحرا پر محمول کرتے ہیں کہ پردہ یا اوٹ ہو، تو جائز ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہو، کیوں کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کرنا ثابت ہے۔

❀ سید الفقہاء امام بخاری رحمہ اللہ یوں باب قائم کرتے ہیں:

بَابٌ : لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ إِلَّا عِنْدَ الْبَنَاءِ، جِدَارٍ أَوْ نَحْوِهِ .

''اس بات کا بیان کہ قضائے حاجت کے لیے قبلہ رخ نہ ہوا جائے الا کہ دیوار وغیرہ کی صورت میں کوئی عمارت حائل ہو۔''

❀ شارحِ صحیح مسلم حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) اس مسئلہ میں مذہبِ علما ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

’’جو احادیث قبلہ رخ پیشاب کرنے کی ممانعت میں آئیں ہیں، انہیں صحرا پر محمول کریں گے اور یہ بات علمائے کرام کے ہاں طے ہے کہ جب جمع و تطبیق ممکن ہو، ترجیح پر عمل نہیں کیا جا سکتا، بل کہ جمع و توفیق اور تمام احادیث پر عمل واجب ہوگا۔ اس مسئلہ میں جمع و توفیق ممکن ہے، لہٰذا اسی پر عمل کیا جائے گا۔ علمائے کرام نے صحرا اور عمارتوں میں اس لحاظ سے بھی فرق کیا ہے کہ عمارتوں میں قبلہ رخ نہ ہونے کا کہا جائے تو اس سے مشقت لاحق ہوگی، جب کہ صحرا میں ایسا کچھ نہیں ہے۔‘‘

(شرح صحيح مسلم : ۱۵۵/۳)

❁ شارحِ بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’پیشاب کرتے وقت قبلہ رخ ہونے کے حوالے سے عمارت اور صحرا میں فرق جمہور کا موقف ہے۔ امام مالک، شافعی اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ نیز تمام دلائل پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے۔‘‘

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : ۲٤٦/۱)

تنبیہ نمبر ①:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ يَّكْرَهُونَ أَنْ يَّسْتَقْبِلُوا بِفُرُوجِهِمُ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ : أُرَاهُمْ قَدْ فَعَلُوهَا، اسْتَقْبِلُوا بِمَقْعَدَتِي الْقِبْلَةَ .

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا کہ ایک قوم قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنا حرام سمجھتی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے ہی کرتے ہوں گے،آپ قبلہ رخ پیٹھ پھیرا کریں۔“

(سنن ابن ماجة : ٣٢٤، مسند الإمام أحمد : ١٨٤/٦، مسند الطيالسي : ١٥٤١، شرح معاني الآثار للطحاوي : ٢٣٤/٤)

سند ”ضعیف“ ہے۔

① امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَالِدُ بْنُ أَبِي صَلْتٍ عَنْ عِرَاكٍ مُّرْسَلٌ .

”خالد بن ابوصلت کی عراک سے روایت ”مرسل“ ہوتی ہے۔“

(التاريخ الكبير : ١٥٥/٣)

② خالد بن ابو صلت راوی ”مجہول“ ہے۔سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات:٢٥٢/٦) کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔

❀ حافظِ اندلس علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ فَهُوَ سَاقِطٌ....خَالِدُ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ وَهُوَ مَجْهُولٌ لَّا يُدْرٰى مَنْ هُوَ .

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث ضعیف ہے۔....خالد بن ابوصلت مجہول راوی ہے،اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں!“

(المحلیٰ بالآثار : ٢٦١/١)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَكَادُ يُعْرَفُ .　　”اس کی پہچان ممکن ہی نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(ميزان الإعتدال : ٦٣٢/١)

❀ حافظ ابن حجر نے اسے ''مقبول'' (مجہول) کہا ہے۔

(تقریب التھذیب : ۱٦٤٣)

③ یہ ''منقطع'' ہے۔ عراک کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں ہے۔ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (علل ابن ابی حاتم، ص۱٦۲۔۱٦۳) نے اس روایت کو''مرسل'' کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے، وہ بھی عراک کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کا انکار کرتے ہیں۔ جس روایت میں عراک نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کی تصریح کی ہے اس میں علی بن عاصم واسطی راوی ''ضعیف'' ہے۔

④ سنن دارقطنی (٦٠/١) میں «خالد الحذاء عن رجل عن عراك» کی سند سے خالد حذا اور عراک کے درمیان جو''رجل'' ہے، وہ خالد بن ابوصلت ہے۔ خالد نے عراک سے سماع کی تصریح نہیں کی۔ یہ 'المزید فی متصل الاسانید' کی قبیل سے ہے، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ نمبر ②:

❀ مروان اصفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی اونٹنی قبلہ رخ بٹھائی اور اس کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگے۔ میں نے پوچھا: ابو عبد الرحمٰن! (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت) قبلہ رخ پیشاب کرنا منع نہیں ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں، لیکن یہ ممانعت فضا سے متعلقہ ہے، جب درمیان میں کوئی اوٹ ہو، تو کوئی مضائقہ نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داوٗد : ١١، السنن الکبریٰ للبیهقي : ٩٢/١)

سند ''ضعیف'' ہے۔حسن بن ذکوان ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اس حدیث کو امام ابن الجارود (٣٢)، امام ابن خزیمہ (٦٠) اور امام دارقطنی رحمہم اللہ (١/٥٦) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (١/٢٥٦) نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ علامہ حازمی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار، ص ٣٨)

الحاصل:

اگر سامنے دیوار یا پردہ حائل ہو، تو قبلہ رخ پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اکثر ائمہ سلف کا یہی مؤقف ہے۔بعض روایات بھی اسی مؤقف کو تقویت دیتی ہیں۔واللہ اعلم!

سوال: نماز استسقاء کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: استسقاء کے معنی بارش طلب کرنے کے ہیں، بارش مولائے کریم کی بہت بڑی نعمت ہے، اسے بارانِ رحمت کہتے ہیں، انسانی وجود کی بقا اسی پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ اسے مؤخر کر دیں تو خشک سالی ڈیرے ڈال لیتی ہے، جاندار کئی ایک بیماریوں کی زد میں آ جاتے ہیں، خوراک کی کمی واقع ہو جاتی ہے، اسلام نے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا درس دیا ہے اور وہ نماز استسقا کی صورت میں ہے، استسقاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نیز اس پر مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے عید گاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا، وہ رکھ دیا گیا، آپ ﷺ نے ایک دن مقرر کیا، اس دن آپ ﷺ سورج طلوع ہوتے ہی نکلے اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ اللہ کی بڑائی اور حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: آپ نے خشک سالی اور قحط کی شکایت کی ہے، اللہ کا وعدہ ہے کہ اسے پکاریں گے تو وہ قبول کرے گا، پھر آپ ﷺ نے دعا شروع کی: تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے خاص ہیں، وہ رحمان ورحیم ہے۔ روزِ جزا کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، جو چاہے کرتا ہے، اللہ! تو ہی معبود برحق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو غنی اور ہم محتاج۔ ہم پر بارش نازل فرما، اُسے ہمارے لئے تادیر طاقت ونفع کا سبب بنا، پھر آپ ﷺ نے ہاتھ بلند کئے اور اتنے بلند کیے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر آپ ﷺ نے کمر مبارک لوگوں کی طرف کی اور ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنی چادر پلٹی، لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور نیچے اُتر کر دو رکعتیں پڑھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک بدلی پیدا کی، وہ کڑکی، گرجی اور برسی۔ آپ ﷺ اپنی مسجد میں واپس نہ آئے تھے کہ ندیاں بہہ پڑیں، لوگوں کو پناہ گاہوں کی طرف دوڑتے دیکھا تو ہنس دیئے، حتی کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں، فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔"

(سنن أبي داوٗد: 1173، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (2519) امام ابن حبان رحمہ اللہ (2860) نے "صحیح" اور امام حاکم رحمہ اللہ (328/1) نے بخاری ومسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے۔ حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی شرط برقرار رکھی ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (الأذكار، ص 160) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ الصَّلَاةِ لِلْاِسْتِسْقَاءِ، وَعَلَيْهِ اتِّفَقَ الْعُلَمَاءُ إِلَّا أَبَا حَنِيفَةَ.

''یہ حدیث نماز استسقاء کی مشروعیت پر دلیل ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ تمام اہل علم کا اس پر اتفاق واجماع ہے۔''

(التّحبير لإيضاح معاني التيسير: 99/6)

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ.

''نبی کریم ﷺ نے بارش طلب کرنے کے لیے دو رکعت ادا کیں اور اپنی چادر کو پلٹا۔'' (صحيح البخاري: 1026، صحيح مسلم: 2/894)

❁ ایک روایت میں ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي، قَالَ: فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَآئَهٗ، ثُمَّ صَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَائَةِ.

''میں نے نبی کریم ﷺ کو اس دن دیکھا جب نماز استسقا کے لئے نکلے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف کمر مبارک کی اور دعا کرتے ہوئے قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، اپنی چادر پلٹی اور اونچی قراءت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائیں۔“

(صحيح البخاري : 1025، صحيح مسلم:4/894)

صحیح مسلم میں جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ کے الفاظ نہیں ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اکرم ﷺ (بارش طلب کرنے کے لئے) عاجزی، انکساری اور گریہ زاری کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے، لمبا خطبہ نہیں دیا، بلکہ زیادہ وقت دعا، گڑگڑاہٹ اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے میں لگے رہے، پھر نمازِ عید کی طرح دو رکعتیں پڑھیں۔“

(سنن أبی داوٗد : 1165، سنن النّسائي : 1507، سنن التِّرمِذي : 559، سنن ابن ماجه : 1266، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1405) امام ابن حبان رحمہ اللہ (2862) اور امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (6/ 33: القسم المفقود) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ النُّعْمَانُ أَبُو حَنِيْفَةَ : لَا تُصَلّٰی صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ وَلَا آمُرُهُمْ بِتَحْوِيْلِ الرِّدَآءِ وَلٰكِنْ يَّدْعُوْنَ وَ يَرْجِعُوْنَ بِجُمْلَتِهِمْ قَالَ أَبُوْ عِيسٰى : خَالَفَ السُّنَّةَ .

”امام ابوحنیفہ نعمان (بن ثابت) کہتے ہیں: استسقا کی نماز نہیں پڑھی جائے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گی، نہ ہی میں لوگوں کو چادر پلٹنے کا حکم دیتا ہوں، بلکہ دُعا کر کے سارے وہیں سے واپس آجائیں گے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: انہوں نے یہ کہہ کر سنت کی مخالفت کی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 559، طبع دارالسلام)

سوال: کیا نماز استسقاء سے پہلے تین دن روزے رکھنا مسنون ہے؟

جواب: نماز استسقاء سے پہلے تین روزے رکھنا مسنون عمل نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات میں ایسا کچھ نہیں ملتا۔

سوال: کیا نماز استسقاء کے لیے عیدگاہ کی طرف جانا مسنون ہے؟

جواب: بارش کی نماز کے لئے عیدگاہ وغیرہ کی طرف نکلنا سنت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِي وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَقَلَبَ رِدَاءَهٗ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ استسقا کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلے، قبلہ رُخ ہو کر دو رکعتیں پڑھائیں اور چادر اُلٹ دی۔''

(صحيح البخاري: 1027، صحيح مسلم: 2/894)

سوال: کیا مکہ اور مدینہ میں بھی نماز استسقاء باہر نکل کر پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: جی ہاں۔ مکہ و مدینہ میں بھی مسنون یہی ہے کہ نماز استسقاء کے لیے عیدگاہ یا صحرا وغیرہ کی طرف نکلا جائے۔

سوال: نماز استقاء انفرادی پڑھی جاسکتی ہے یا صرف اجتماعی ہی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: انفرادی بھی پڑھی جا سکتی ہے، البتہ اجتماعی پڑھنا مسنون ہے۔

سوال: کیا بارش کے لیے صلحا سے دعا کروانا جائز ہے؟

جواب: کسی زندہ صالح انسان سے دعا کرانا جائز ہے، یہ وسیلہ کی جائز صورت ہے۔بارش کے لیے بھی دعا کرائی جا سکتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کی صورت میں عباس بن عبد مطلب رضی اللہ عنہ (کی دعا) کے وسیلے سے بارش طلب کرتے اور دُعا فرماتے: یااللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی (کی دعا) کے وسیلے سے بارش طلب کرتے تھے، تو ہمیں عطا کرتا تھا، اب ہم تیری طرف تیرے نبی کے چچا (کی دعا) کا وسیلہ پکڑتے ہیں، تو ہمیں بارش عطا فرما، اس طرح انہیں بارش عطا کی جاتی تھی۔''

(صحيح البخاري: 1010)

❁ صحابی رسول سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں بارش کے لیے بہت ہی نیک تابعی یزید بن الاسود رحمہ اللہ کی دعا کا وسیلہ پکڑا تھا:

إِنَّ النَّاسَ قُحِطُوا بِدِمَشْقَ، فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَسْقِي بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ.

''دمشق میں قحط پڑ گیا، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یزید بن الاسود رحمہ اللہ کے وسیلے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارش طلب کرنے کے لیے نکلے۔''

(تاريخ أبي زرعة :602/1، تاريخ ابن عساكر : 112/65، 111، وسندهٗ صحيحٌ)

قارئین کرام! غور فرمائیں یہ بالکل وہی الفاظ ہیں، جو صحیح بخاری کی حدیث میں ہیں کہ اُس میں اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِب کے الفاظ ہیں اور اِس میں يَسْتَسْقِي بِيَزِيدَ بْنِ الْاَسْوَدِ کے الفاظ ہیں۔

❁ دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے:

''ایک دفعہ قحط پڑا، سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور دمشق کے لوگ بارش طلب کرنے کے لیے نکلے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے، تو فرمایا: یزید بن الاسود جرشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں آواز دی۔ وہ لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منبر پر بٹھایا اور خود ان کے قدموں کے پاس بیٹھ گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دُعا کی: اللہ! ہم تیری بارگاہ میں سب سے بہتر اور افضل شخص کی سفارش لائے ہیں، اللہ! ہم تیرے پاس یزید بن الاسود جرشی کی سفارش لے کر آئے ہیں۔ (پھر فرمایا) یزید! اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھائیے (اور دُعا کیجیے)، یزید رحمہ اللہ نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ جلد ہی افق کی مغربی جانب ایک ڈھال نما بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، ہوا چلی اور بارش شروع ہوگئی، حتی کہ محسوس ہوا کہ لوگ اپنے گھروں تک بھی نہ پہنچ پائیں گے۔''

(المعرفة والتّاريخ للفسوي :219/2، تاريخ ابن عساكر:112/65، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس اثر کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الإصابة في تمييز الصحابة : 697/6)

❁ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابی رسول سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی نیک تابعی کی دُعا کا وسیلہ پکڑا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

إِنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ يَسْتَسْقِي، فَقَالَ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ : قُمْ يَا بَكَّاءُ .

''سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے میدان میں نکلے تو یزید بن اسود رحمہ اللہ سے کہا: اے اللہ کے حضور گڑ گڑانے والے! کھڑے ہو جائیں اور دعا کریں۔''

(المعرِفة والتّاريخ للفسوي : 220/2، تاريخ أبي زرعة : 602/1، تاريخ ابن عساكر : 212/65، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: نماز استسقاء کے لیے کتنی رکعات مسنون ہیں؟

جواب: نماز استسقاء میں دو رکعت مسنون ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش طلب کرنے کے لیے دو رکعت ادا کیں اور اپنی چادر کو پلٹا۔'' (صحيح البخاري : 1026، صحيح مسلم : 2/894)

سوال: نماز استسقاء میں چادر کو کیوں پلٹا جاتا ہے؟

جواب: یہ عمل نیک فال لیتے ہوئے کیا جاتا ہے، کہ جس طرح چادر پلٹ گئی ہے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ حالات کو بھی پلٹ دے گا اور بارانِ رحمت کا نزول فرمائے گا۔

سوال: بارش کو دیکھ کر کیا دعا کرنی چاہیے؟

جواب: بارش کے نفع مند ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ، قَالَ : اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم بارش دیکھتے، تو فرماتے: اللہ! اسے بے ضرر اور نفع مند بنا دے۔''

(صحيح البخاري : 1032)

❁ شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادل کو دور سے آتا دیکھتے، تو کام چھوڑ دیتے، اگرچہ نماز میں ہی کیوں نہ ہوتے، اس کے سامنے آ کر دعا کرتے:

أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهٖ .

''اے اللہ! ہم اس بادل کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں''

بارش ہوتی، تو دو یا تین مرتبہ فرماتے:

اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا مَّرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا .

''اے اللہ! اسے نفع مند بنا۔''

اللہ تعالیٰ بادل ختم کر دیتے اور بارش نہ ہوتی، تو اللہ کی تعریف کرتے۔

(سنن ابن ماجه : 3889، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان مختلف دعائیں منقول و ماثور ہیں، ان میں سے کوئی دعا پڑھی جا سکتی ہے، ساری دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تکبیر کہتے تو قرات سے پہلے ایک لمحہ خاموش رہتے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ قربان، آپ خاموشی کے وقفے میں کیا پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا: میں یہ دعا پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ.

”یا اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال، جتنی مشرق اور مغرب میں ہے، یا اللہ! مجھے گناہوں سے یوں پاک کر، جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے، اللہ! میری خطائیں برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“

(صحيح البخاري: 744؛ صحيح مسلم: 598)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا فرماتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا، وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا اَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ .

”میں اپنے چہرے کو ذات الٰہی کی طرف متوجہ کرتا ہوں، جس نے آسمان و زمین پیدا کیے۔ میں مشرک نہیں، میری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے، میں پہلا مسلمان ہوں، یا اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو میرا رب، میں تیرا بندہ، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، گناہوں کا معترف ہوں، میرے تمام گناہ معاف فرما! صرف تو ہے جو گناہ معاف کرتا ہے، اچھے اخلاق کی راہنمائی کر، رہنمائی تو ہی کرتا ہے، برے اخلاق سے بچا، برے اخلاق سے تو ہی بچاتا ہے۔ میں حاضر ہوں، تمام بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے، برائی تیری طرف منسوب نہیں، میں تیرے ساتھ قائم اور تیری طرف لوٹنے والا ہوں تو بہت بابرکت اور بہت بلند ہے، میں تجھ سے معافی مانگتا اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم: 771)

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے اور یہ کلمات ادا کرتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرَكَ.

”یا اللہ! تو پاک ہے، حمد وثنا تیرے ہی لئے ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بلند وبرتر ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 50/3، 69؛سنن أبي داود: 775؛سنن النّسائي: 900؛ سنن التّرمذي: 242؛ سنن ابن ماجه: 804؛ وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا ثناء کے آخر میں وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ کے الفاظ ثابت ہیں؟

جواب: ثناء کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ قطعاً ثابت نہیں۔

سوال: حجر اسود کو استلام کا کیا حکم ہے؟

جواب: استلام کے معنی چھونے کے ہیں، خواہ بوسہ لے کر چھونا ہو یا ہاتھ سے ہو۔ طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا، ہاتھ سے چھونا یا اشادہ کرنا ہر طرح جائز ہے۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

”آپ رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا، پھر فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نفع دے سکتا ہے، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔“

(صحیح البخاري: 1597، صحیح مسلم: 1270)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ فَقَالَ : مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انہوں نے اپنے ہاتھوں سے حجر اسود کو چھوا، پھر ہاتھ کو بوسہ دے کر فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے، ایسا کرنا نہیں چھوڑا۔“

(صحيح البخاري : 1606، صحيح مسلم : 1268)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ آئے، تو حجر اسود کے پاس آکر اسے بوسہ دیا، پھر دائیں طرف چلتے ہوئے تین چکروں میں رمل (تیز تیز چلنا) کیا اور چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے۔“

(صحيح مسلم : 1218)

سوال: کیا قرآن کریم کی تلاوت کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے؟

جواب: قرآن کریم کی تلاوت کے لیے قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں۔ یہ حکم صرف نماز کے لیے ہے، ہر عبادت کے لیے نہیں، البتہ بعض اُمور میں قبلہ رخ ہونا مستحب ضرور ہے، مثلاً دعا وغیرہ کے لیے رو بہ قبلہ ہونا مستحب ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا حجر اسود کا بوسہ لینا صنم پرستی ہے؟

جواب: حجر اسود جنتی پتھر ہے، کوئی مسلمان اسے پوجنے کے لیے یا اس کی تعظیم وعبادت کے لیے بوسہ نہیں دیتا، بلکہ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے استلام کیا ہے، جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

”آپ رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا، پھر فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نفع دے سکتا ہے، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔“

(صحيح البخاري : 1597، صحيح مسلم : 1270)

سوال: روایت: ”مشت زنی کرنے والا ملعون ہے۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث بے اصل ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ : نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ، لَا أَصْلَ لَهٗ .

”حدیث: ”مشت زنی کرنے والا ملعون ہے۔“ بے اصل ہے۔“

(الأسرار المرفوعة، ص 376)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: جلق (مشت زنی) کا کیا حکم ہے؟

جواب: جلق (مشت زنی) ناجائز، حرام اور لغو ہے۔ انتہائی قبیح اور رسوا کن گناہ ہے۔ دین و دنیا کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس سے قوائے جسمانی کمزور ہو جاتے ہیں، قبل از وقت بڑھاپا چھا جاتا ہے۔ چہرے کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ نامردی اور بانجھ پن کا سبب ہے۔ نسیان کا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔ اعصابی، دماغی اور جسمانی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

"اکثر اہل علم مشت زنی کو حرام سمجھتے ہیں، بعض اہل علم نے تو کہا ہے کہ یہ اپنے ہی ساتھ زنا کرنے کے مترادف ہے۔ یہ معصیت ہے، اسے شیطان نے ایجاد کیا اور لوگوں میں جاری کر دیا، یہاں تک کہ یہ ایک بحث و مباحثہ بن چکا ہے، کاش کہ اس پر گفتگو ہی نہ کی جاتی۔ اگر اس کے جواز پر دلیل بھی قائم ہو جائے، تب بھی معزز لوگ اس کے گھٹیا پن کی وجہ سے اس سے اعراض کریں گے۔"

(تفسير القرطبي : 12/106)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ (المؤمنون : ۷)

"جو اس کے سوا کچھ اور تلاش کرے، تو یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔"

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے متعہ کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ : وَقَرَأَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى غَيْرَ مَا زَوَّجَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَوْ مَا مَلَّكَهُ فَقَدْ عَدَا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”میرے اور آپ کے مابین کتاب اللہ فیصل ہے۔ آپ نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝﴾ (المومنون: ٥)

”اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں......“ لہٰذا جس نے اپنی زوجہ یا لونڈی کے علاوہ کسی سے شہوت پوری کی، اس نے حد سے تجاوز کیا۔“

(النّاسخ والمَنسوخ للقاسم بن سلّام: 131، مسند الحارث [بغية الباحث]: 479، السّنن الكبرٰى للبيهقي: 206/7، 207، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (305/2، 393) نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ اس آیت کے تحت امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ الْعَمَلُ بِالذَّكَرِ إِلَّا فِي الزَّوْجَةِ أَوْ فِي مِلْكِ الْيَمِينِ وَلَا يَحِلُّ الْاِسْتِمْنَاءُ .

”عضو خاص کو صرف بیوی یا لونڈی (کے ساتھ جماع) میں استعمال کیا جا سکتا ہے، مشت زنی جائز نہیں۔“

(الأمّ: 102/5)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْاِسْتِمْنَاءَ بِالْيَدِ حَرَامٌ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ .

”اس آیت میں دلیل ہے کہ مشت زنی حرام ہے، اکثر اہل علم یہی کہتے ہیں۔“

(تفسير البغوي: 410/5)

❁ علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جو بات ہم نے کی ہے، اس کی دلیل علامہ عثمان بن علی زیلعی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) نے ذکر کیا ہے کہ ”مشت زنی کی حرمت اس فرمان باری تعالیٰ سے ثابت ہوتی ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ......﴾ ”یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں......۔“ نیز علامہ زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف بیوی اور لونڈی سے استمتاع کو مباح کیا ہے۔“ (تبیین الحقائق: ۱/۳۲۳) علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے نکتہ پیش کیا ہے کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی سے شہوت پوری کرنا حلال نہیں ہے۔ ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم!“

(فتاویٰ شامی: 399/2)

❁ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ : أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ .

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی (حلال طریقے سے) اپنی شہوت پوری کرتا ہے، کیا اس کے لیے اس میں بھی اجر ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھلا بتائیں کہ اگر وہ حرام ذریعہ سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے، تو کیا اس پر گناہ ہے؟ (یقیناً ہے) تو اسی طرح اگر وہ حلال ذریعہ سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے، تو اس کے لیے اس میں اجر ہے۔“

(صحيح مسلم: 1006)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مشت زنی کے گناہ ہونے پر یہ حدیث دلیل ہے، کیونکہ اس میں ناجائز طریقے سے شہوت پوری کی جاتی ہے۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل (عورتوں سے الگ رہنا) کی اجازت نہیں دی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اجازت دے دیتے، تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔“

(صحيح البخاري: 5073، صحيح مسلم: 1402)

یہ حدیث دلیل ہے کہ مشت زنی حرام ہے، یہ تبتل سے بڑھ کر ہے، جو انسان کو خصی کر دیتی ہے۔

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَرِهَ الِاسْتِمْنَاءَ.

”آپ رحمہ اللہ مشت زنی کو ناپسند کرتے تھے۔“

(مصنّف عبد الرزاق: 13586، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الِاسْتِمْنَاءُ فَالْأَصْلُ فِيهِ التَّحْرِيمُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰى فَاعِلِهِ التَّعْزِيرُ؛ وَلَيْسَ مِثْلَ الزِّنَا.

”جمہور اہل علم کے نزدیک مشت زنی حرام ہے اور ایسا کرنے والے پر تعزیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سزا) ہے، البتہ یہ زنا کی طرح نہیں ہے۔“

(مَجموع الفتاویٰ : 229/34)

❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

اَلْاِسْتِمْنَاءُ حَرَامٌ، وَفِيهِ التَّعْزِيرُ .

”مشت زنی حرام ہے، اس پر تعزیر ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری : 170/2، الجوهرة النّيِّرة للزَّبِيدي : 155/2)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَمْنٰی بِيَدِهٖ لِغَيْرِ حَاجَةٍ عُزِّرَ، وَإِنْ فَعَلَهٗ خَوْفًا مِّنَ الزِّنَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .

”جو بغیر ضرورت کے مشت زنی کرے، اس کو تعزیرا سزا دی جائے گی اور جو زنا کے خوف سے ایسا کرے، تو اس پر تعزیر نہیں ہے۔“

(المقنع في فقه الإمام أحمد، ص 440)

❁ علامہ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری حنفی (٥٤٢ھ) لکھتے ہیں:

إِنْ قَصَدَ تَسْكِينَ شَهْوَةٍ، أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ عَلَيْهِ وَبَالٌ .

”جو تسکین شہوت کا ارادہ کرے، تو میرے مطابق اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

(خلاصة الفتاویٰ : 260/1، البحر الرّائق لابن نُجَيم : 293/2، البِناية للعَيني : 39/4، عُمدة القاري للعيني : 69/20)

❁ محدث محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (١٣٥٣ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْاِسْتِمْنَاءِ ضَرَرٌ عَظِيمٌ عَلَى الْمُسْتَمْنِي بِأَيِّ وَجْهٍ كَانَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَالْحَقُّ أَنَّ الْاِسْتِمْنَاءَ فِعْلٌ حِرَامٌ لَا يَجُوزُ ارْتِكَابُهُ لِغَرَضِ تَسْكِينِ الشَّهْوَةِ وَلَا لِغَرَضٍ آخَرَ وَمَنْ أَبَاحَهُ لِأَجْلِ التَّسْكِينِ فَقَدْ غَفَلَ غَفْلَةً شَدِيدَةً وَلَمْ يَتَأَمَّلْ فِيمَا فِيهِ مِنَ الضَّرَرِ .

''کسی بھی صورت میں مشت زنی کرنے والے کیلئے اس فعل میں بہت بڑا ضرر ہے۔ حق بات یہی ہے کہ مشت زنی حرام فعل ہے، تسکین شہوت یا کسی بھی مقصد کے لیے اس کا ارتکاب جائز نہیں۔ جس نے تسکین شہوت کے لیے اس کی اجازت دی، وہ بہت بڑی غفلت کا شکار ہو گیا، اس نے یہ نہیں دیکھا کہ اس میں کتنا نقصان ہے۔''

(تحفة الأحوذي : 169/4)

❁ محدث البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَقُولُ بِجَوَازِهِ لِمَنْ خَافَ الْوُقُوعَ فِي الزِّنَا .

''جسے زنا کا اندیشہ ہو، ہم اس کے لیے بھی مشت زنی کے جواز کا فتویٰ نہیں دیتے۔''

(تمام المنّة، ص 420)

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النّور : ۳۳)

''جو لوگ اسباب نکاح کی قدرت نہیں رکھتے، انہیں پاک دامن رہنا چاہیے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دے۔''

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ .

”جو شخص اپنی عزت نفس کا خیال رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے بچا لے گا، جو بے نیاز رہے گا، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دے گا۔“

(صحيح البخاري : 1469، صحيح مسلم : 1053)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ .

”جوانو! آپ میں سے جو کوئی اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ شادی کر لے اور جو اسباب نکاح کی طاقت نہیں رکھتا، وہ روزے رکھے، اس سے اس کی شہوت ٹوٹ جائے گی۔“

(صحيح البخاري : 5065، صحيح مسلم : 1400)

شہوت کی تسکین کے لیے مشت زنی کی اجازت قطعاً درست نہیں۔ مندرجہ بالا دلائل سے اس نظریہ کا رد ہوتا ہے۔ استعفاف اور صبر سے کام لے، شہوت کو توڑنے کے لیے روزے رکھے۔

سوال: ہوا خارج ہونے پر استنجاء کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہوا خارج ہونے پر استنجاء کرنے کا ثبوت کتاب وسنت اور اسلاف امت سے ثابت نہیں، اہل علم نے اسے بدعت کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ فقہ حنفی میں ہے:

بِدْعَةٌ وَّهُوَ الْاِسْتِنْجَاءُ مِنَ الرِّيحِ .

”ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا بدعت ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:50/1)

سوال: کیا مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: مذی نکلنے پر وضو لازم ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّ ابْنَتَهُ كَانَتْ تَحْتِي فَأَمَرْتُ رَجُلًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ : مِنْهُ الْوُضُوءُ .

”مجھے کثرت سے مذی آتی تھی، مگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے میں شرم محسوس کرتا تھا، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا) میرے نکاح میں تھیں، چنانچہ میں نے ایک آدمی (مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ) سے کہا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: اس سے وضو ضروری ہے۔“

(صحيح البخاري : 269)

❁ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پانی کے بعد منی نکلتی ہے، اسے مذی کہتے ہیں اور ہر جوان کو مذی آتی ہے، چنانچہ ایسی کیفیت میں آپ شرمگاہ اور خصیتین کو دھو لیا کریں اور نماز والا وضو کر لیا کریں۔“

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 342/4، سنن أبي داوٗد : 211، سنن التّرمذي : 133، سنن ابن ماجه :651، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: قضائے حاجت کی دعا کیا ہے؟

جواب: بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کے لیے مسنون دعا ہے۔

❁ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ .

''یا اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 142، صحيح مسلم : 375)

❁ بیت الخلا سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ . ''میں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں۔''

(سنن أبي داوٗد : 30، وسندہٗ صحيحٌ)

سوال: کیا نومولود بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب: نومولود بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

سوال: نماز فجر کا افضل وقت کیا ہے؟

جواب: نماز فجر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔

نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہوتا ہے۔

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ أَوَّلَهُ الصُّبْحُ الصَّادِقُ وَآخِرَهُ تَطْلُعُ الشَّمْسُ .

”امت کا اجماع ہے کہ نماز فجر کا اول وقت صبح صادق ہے اور آخری وقت طلوع آفتاب ہے۔“

(تبیین الحقائق : 79/1)

نبی کریم ﷺ نماز فجر غلس (رات کے آخری حصے کے اندھیرے) میں ادا کرتے تھے، دلائل ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ .

”صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔“

(صحیح مسلم : 612)

اس حدیث مبارکہ میں نماز فجر کے ابتدائی اور انتہائی وقت کو بیان کیا گیا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ، لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ .

”مؤمن عورتیں اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں، وہ چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، پھر وہ نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 578، صحیح مسلم : 645)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر دوپہر کے وقت ادا فرماتے،عصر سورج کے سرخ ہونے کے وقت (نہ کہ زرد ہونے کے وقت)،مغرب غروب آفتاب کے وقت ادا فرماتے اور نماز عشاء جب لوگ زیادہ ہوتے،تو جلد ادا فرماتے اور جب لوگ کم ہوتے،تو لیٹ کر دیتے اور نماز فجر اندھیرے میں ادا فرماتے تھے۔“

(صحیح البخاري : 565، صحیح مسلم : 646)

❁ سیدنا ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا فرماتے،تو ہم میں سے ہر کوئی (صرف) اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو پہچان لیتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سے سو تک آیات کی تلاوت فرماتے تھے۔“

(صحیح البخاري :541، صحیح مسلم : 647)

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اس وقت کھڑی کرتے، جب فجر (صادق) پھوٹتی اور لوگ ایک دوسرے کو پہچان نہیں پاتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 614)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ، قَالَ: فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ.

''ہم نے غزوہ خیبر میں خیبر کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی۔''

(صحيح مسلم : 1365)

❀ سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيسَ حَتّٰى مَاتَ، وَلَمْ يَعُدْ إِلٰى أَنْ يُّسْفِرَ.

''اس کے بعد وفات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (فجر) اندھیرے میں ہی رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فجر روشنی میں ادا نہیں کی۔''

(سنن أبي داود : 394، سنن الدّارقطني : 975، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 363/1، التّمهيد لابن عبد البرّ : 18/8، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۳۹۲)، امام ابن حبان (۱۴۹۴) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/۱۹۲) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مَعالم السّنن : 295/1)

❀ حافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(شرح التّرمذي : 360/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اسقاط حمل سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسقاطِ حمل (Miscarriage) سے مراد ہے؛ حمل گرا دینا۔ شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز اور حلال نہیں، اس میں کئی مفاسد اور مضرات ہیں۔ اسقاط جس مقصد کے لیے بھی ہو، ناجائز ہے۔ جس بچے کی رحم مادر میں تخلیق ہو چکی ہے، اس کو دنیا میں آنے کا مکمل حق حاصل ہے، اس کا اسقاط کرانا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ﴾ (بني إسرائيل: ٣١)

”اپنی اولادوں کو قتل مت کرو۔“

سوال: کیا اسلام اور ایمان میں فرق ہے؟

جواب: کتاب وسنت کی نصوص میں ایمان واسلام کا لفظ کبھی تو اکٹھا آتا ہے اور کبھی ان کو الگ الگ ذکر کیا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دونوں کا ایک ہی معنی ہے، یا یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں؟

اس میں اہل علم کا اختلاف ہے، یاد رہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف صحابہ وتابعین کے بعد شروع ہوا، ان سے منقول آثار بتاتے ہیں کہ ان کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں یعنی اسلام اور ہے اور ایمان اور۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جو کہ دونوں کو ایک سمجھتے تھے:

”وہ (محمد بن نصر رحمہ اللہ) اپنے اختیار کردہ مذہب پر صحابہ وتابعین یا اسلام کے مشہور ائمہ کرام میں سے کسی ایک کا بھی قول نقل نہیں کر پائے کہ اس نے اسلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور ایمان کی حقیقت کو ایک قرار دیا ہو، بلکہ میرے علم میں اسلاف میں سے کسی ایک نے بھی یہ بات نہیں کہی۔‘‘

(الإیمان، ص ٣٤٩)

ایمان و اسلام میں فرق تو صحابہ و تابعین کا اجماعی قول ہے، اکثر اہل سنت والجماعت اسی پر قائم ہیں۔

جبکہ ان کو ایک کہنے والوں میں امام بخاری، امام محمد بن نصر مروزی، امام ابن مندہ اور حافظ ابن عبدالبر وغیرہم رحمہم اللہ شامل ہیں۔

دلائل:

ایمان و اسلام کو دو الگ الگ حقائق کہنے والوں کے پاس کتاب و سنت کے بہت سے دلائل ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾(الحُجُرات : ١٤)

’’اعرابیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، (اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے، بلکہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔‘‘

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أُسْتُفِيدَ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْإِيمَانَ أَخَصُّ مِنَ الْإِسْلَامِ، كَمَا هُوَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

’’اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایمان، اسلام سے زیادہ خاص چیز ہے، یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔‘‘

(تفسير ابن كثير : ٣٢٧/٧)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں (مال غنیمت) تقسیم کیا، ایک آدمی کو نہ دیا، وہ مجھے اچھا لگتا تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے فلاں کو نہیں دیا، جبکہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن یا مسلمان۔ میں کچھ دیر خاموش رہا، پھر پہلی بات دہرائی: آپ نے فلاں کو نہیں دیا، جبکہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن یا مسلمان۔ میں پھر پہلی بات دہرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلا سا ہی جواب دیا، پھر فرمایا: سعد! میں ایک شخص کو مال غنیمت دیتا ہوں، جبکہ دوسرا شخص مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے، مبادا کہ اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل جہنم میں نہ گرا دے۔‘‘

(صحيح البخاري : ٢٧، صحيح مسلم : ١٥٠)

اس مذہب کی ایک مشہور دلیل حدیث جبریل بھی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں الگ الگ سوال کیے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

قَدْ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ مُسَمَّى الْإِسْلَامِ، وَمُسَمَّى الْإِيمَانِ، وَمُسَمَّى الْإِحْسَانِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ نے حدیث جبریل میں اسلام، ایمان اور احسان کو الگ الگ قرار دیا ہے۔“ (الایمان، ص ۱)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان و اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں کا اپنا اپنا معنی ہے، چنانچہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے، جبکہ ایمان باطنی اعمال کا نام ہے۔

بعض اہل علم نے اس فرق کی بڑی اچھی وضاحت کی ہے، وہ یہ کہ دونوں میں بسا اوقات فرق ہوتا ہے اور بسا اوقات فرق نہیں ہوتا، چنانچہ جب یہ دونوں الفاظ الگ الگ استعمال ہوں، تو دونوں کا ایک ہی معنی ہوتا ہے اور جب اکٹھے ہوں، تو الگ الگ معنی دیتے ہیں، جب دونوں اکٹھے ہوں، تو اسلام کی تفسیر ظاہری اعمال اور ایمان کی باطنی اعمال سے ہو گی، جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے۔

اس کے برعکس جب وہ علیحدہ علیحدہ آئیں، تو ہر ایک دوسرے کو بھی شامل ہوتا ہے، جیسا کہ وفد عبدالقیس والی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایمان کی تفسیر ظاہری اعمال سے کر دی، نیز فرمان باری تعالیٰ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران : ۱۹) ”یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔“ بھی اس پر شاہد ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جب ایمان و اسلام ایک جگہ جمع ہوں، تو الگ الگ معنی دیتے ہیں اور جب الگ الگ استعمال ہوں، تو ان کا معنی ایک ہوتا ہے، حافظ خطابی، حافظ بغوی، حافظ ابن الصلاح، علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن رجب وغیرہم رحمہم اللہ اسی تفصیل کے قائل ہیں۔

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ سعد رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث کا ظاہر ایمان اور اسلام میں فرق کو ضروری قرار دیتا ہے، اس مسئلہ میں اہل علم نے لمبی بحث کی ہے اور بڑی بڑی کتابیں لکھ دی ہیں، یہاں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اختصار کے پیشِ نظر جو بات بیان کرنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ایمان اور اسلام بسا اوقات ایک ہی ہوتے ہیں، چنانچہ مسلم کو مومن کہہ دیا جاتا ہے اور مومن کو مسلم۔ اکثر یہ مختلف ہوتے ہیں، چنانچہ ہر مسلم کو مومن نہیں کہا جا سکتا، جبکہ ہر مومن کو مسلم کہنا درست ہوتا ہے، ان دونوں کو ایک معنی میں اس وقت استعمال کیا جاتا ہے، جہاں ظاہر و باطن برابر ہوں، اگر ایسا نہ ہو، تو یہ مختلف ہو جاتے ہیں، اس موقع پر مسلم کا معنی ہوگا: وہ ظاہری طور پر مطیع ہو گیا ہے، اس حدیث میں أَوَ مُسْلِمًا اسی معنی میں ہے۔ فرمان باری تعالیٰ: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ ''اعرابیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، (اے نبی!) آپ کہہ دیجئے، تم ایمان نہیں لائے، بلکہ کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے۔'' (الحجرات :۱۴) بھی یہی بتاتا ہے کہ اسلام سے مراد ظاہری اطاعت ہے، عربی شاعر امیہ بن ابی صلت کے اس شعر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:

أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِمَنْ أَسْلَمَتْ

لَهُ الرِّيحُ تَحْمِلُ مُزْنًا ثِقَالًا

''میرا چہرہ اس ذات کے لیے مطیع ہو گیا، جس کے لیے بھاری بادل اٹھائے ہوئے ہوا مطیع ہے۔'' (أعلام الحديث: ۱/۱۶۰۔۱۶۱)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تحقیق بات یہی ہے، جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ہے، جب اسلام اور ایمان کے بارے پوچھا گیا، تو آپ نے اسلام کی تفسیر ظاہری اعمال اور ایمان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی ارکان خمسہ سے کی، ہم بھی جب ایمان واسلام کا اکٹھا تذکرہ کریں، تو وہی جواب دینا ہمارے لیے ضروری ہے، جو نبی اکرم ﷺ نے دیا، البتہ جب اسلام کا نام اکیلا لیا جائے، تو اس میں بلا شبہ ایمان بھی داخل ہو جاتا ہے، یہی بات حق ہے، نیز مسلمان کو کیا مومن بھی کہا جا سکتا ہے؟ اس بارے بحث ہو چکی ہے؟

(الإيمان، ص ٢٤٦)

✿ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ہماری مذکورہ تفصیل سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے، یعنی جب اسلام اور ایمان میں سے ہر ایک کا الگ الگ ذکر کیا جائے، تو اس وقت ان میں کوئی فرق نہیں ہوگا، اگر دونوں کو اکٹھا ذکر کیا جائے، تو دونوں میں فرق ہوگا، وہ یہ کہ ایمان دل کی تصدیق، اقرار اور معرفت کا نام ہے، جبکہ اسلام بندے کی اللہ کے سامنے ظاہری اطاعت، خشوع وخضوع اور انکساری کو کہا جاتا ہے...... لہٰذا ایمان سے مراد تصدیق قلبی اور اسلام سے مراد ظاہری عمل ہے۔“

(جامع العُلوم والحِكَم، ص ٢٥)

✿ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِسْلَامُ، وَمَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ : أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ، وَأَنْ يَّسْلَمَ مِنْكَ كُلُّ مُسْلِمٍ، وَكُلُّ ذِي عَهْدٍ .

”اسلام کیا ہے؟ یہ کہ آپ کا دل اللہ کے لیے خالص ہو جائے، نیز آپ سے ہر مسلمان اور ذمی محفوظ ہو جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٣/١٤، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۞ زہری رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾(الحُجُرات : ١٤) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نَرٰى أَنَّ الْإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ، وَالْإِيمَانَ الْعَمَلُ .

”ہمارے مطابق اسلام کلمہ اور ایمان عمل ہے۔“

(تفسیر عبد الرّزاق : ٣/٢٣٣_٢٣٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام زہری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ توحید و رسالت کی گواہی دینے والے کو مسلمان کہا جاتا ہے، منافق وغیرہ اس میں شامل ہوتے ہیں، لیکن ایمان صرف اسی کے مقدر میں ہوتا ہے، جو عمل کرے اور اصل عمل تو دل کا ہے، اس طرح امام صاحب کا یہ فرمان اسلام کو ظاہری اور ایمان کو باطن سے خاص کرتا ہے، لہٰذا اسلام کو کلمہ کہنا، لغوی طور پر ہے، نہ کہ شرعی اعتبار سے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبریل میں اور حدیث ابن عمر میں اس کی جو وضاحت کی ہے، وہ زہری رحمہ اللہ جیسے امام سے مخفی نہیں تھی۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب توحید و رسالت کی گواہی دینے والا ہر شخص یہود و نصاری سے جدا ہو کر مسلمان بن جاتا ہے اور اس پر اسلامی احکام جاری ہو جاتے ہیں، تو بلا استثنیٰ اسی کو بالجزم اختیار کیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں، اسلام کلمہ ہے، امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے ان کی موافقت بھی کی ہے، ان کی مراد یہ نہ تھی کہ ضروری اسلام صرف کلمہ ہی ہے، کیونکہ زہری رحمہ اللہ جیسے شخص سے یہ مخفی رہنا ناممکن ہے۔“(مَجموع الفتاوٰی : ٧/٤١٥)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بچوں کے ناموں کے متعلق شریعت نے کیا راہنمائی کی ہے؟

جواب: ہر معاملہ کی طرح شریعت نے ناموں کے متعلق بھی راہنمائی کی ہے۔ اچھے اور خوبصورت نام رکھنے کی ترغیب دی ہے، نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کے نام درست نہ تھے، ان کو تبدیل فرمایا، تاکہ نام سے ہی نیک شگون لیا جائے۔

❁ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کے دادا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: آپ کا نام؟، عرض کیا: حزن (جس کا معنی تنگی و پریشان ہے)، فرمایا: (حزن نہیں، بلکہ) آپ کا نام سہل (آسانی وفراخی) ہوگا، مگر میرے دادا نے نام تبدیل نہ کیا، تو اس وقت سے حزن وملال ہمارا مقدر بنا ہوا ہے۔

(صحيح البخاري : 6190)

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام بدل کر منذر رکھا، تو اس دن سے اسے منذر کہا جانے لگا۔

(صحيح البخاري : 6191، صحيح مسلم : 2149)

سوال: دوران نماز سامنے سانپ یا کوئی زہریلا جانور آجائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: دوران نماز بھی ان زہریلی اشیا کو مارنے کا حکم ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ .

”نبی کریم ﷺ نے نماز میں بھی دو کالی چیزوں (سانپ اور بچھو) کو مارنے کا حکم دیا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 473/2، سنن أبي داوٗد : 921، سنن النّسائي : 1203، سنن التّرمذي : 390، سنن ابن ماجه : 1245، صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۸۶۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۳۵۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۵۶/۱) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر ۱۸۸/۴) نے بھی ”صحیح“ قرار دیا ہے، سفیان کی متابعت ہوئی ہے، مسند احمد (۴۷۳/۲) میں یحییٰ بن ابی کثیر نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

سوال: شراب کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: شراب اور ہر نشہ آور چیز کو کھانا یا پینا حرام ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ ہو، جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منبر رسول اللہ ﷺ پر خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اما بعد! جس روز شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت وہ انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی اور خمر (شراب) ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جو عقل کو ڈھانپ لے (زائل کر دے)۔“

(صحيح البخاري : 4619، صحيح مسلم : 3032)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ تُجْعَلُ خَلًّا فَكَرِهَهُ .

''نبی کریم ﷺ سے شراب کا سرکہ بنانے کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے اسے ناپسند کیا۔''

(صحيح مسلم : 1983)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ .

''ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔''

(صحيح البخاري : 5585، صحيح مسلم :2001)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدَنَا أَشْرِبَةً أَوْ شَرَابًا مِّنْ هٰذَا الْبِتْعِ مِنَ الْعَسَلِ وَالْمِزْرِ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيرِ فَمَا تَأْمُرُنَا فِيهَا؟، قَالَ : أَنْهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے پاس کچھ مشروبات ہیں جو بتع یعنی شہد کی شراب، اور مزر یعنی مکئی اور جو کی نبیذ ہے، تو آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں ہر نشہ آور چیز سے روکتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 4343، صحيح مسلم : 1733)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے اور ہر خمر حرام ہے۔“

(صحيح مسلم : 2003)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّنْبَذَ فِي الْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ وَالنَّقِيرِ، قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقیر (تارکول لگا ہوا برتن) مزفت (روغنی برتن) دبا (کدو سے بنا ہوا برتن) حنتمہ (پرانا سبز مٹکا) اور نقیر (لکڑی کا برتن) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے، نیز فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 501/2، سنن النّسائي : 5592، سنن ابن ماجه : 3401، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۸۶۴)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۴۰۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۵۸) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

”ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/16ـ21، سنن النّسائي : 5590، سنن التّرمذي : 1864، سنن ابن ماجه : 3390، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۶۹) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۵۹) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ .

”جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو، تو اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 343/3، سنن أبي داوٗد : 3681، سنن التّرمذي : 1865، سنن ابن ماجه : 3393، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ کہا ہے اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۶۰) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا ایک دوسرا طریق صحیح ابن حبان (۵۳۸۲) میں آتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ .

”جس چیز کا ایک فرق (16 رطل وزن) نشہ پیدا کرے، اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 71/6۔131، سنن أبي داوٗد : 3687، سنن التّرمذي : 1866، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۸۳) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۶۱) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ .

”جس چیز کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے نشہ آتا ہو، تو میں آپ کو اس کی کم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقدار سے بھی منع کرتا ہوں۔“

(سنن النّسائي : 5611، سنن الدّارمي : 2099، مسند أبي يعلٰی : 694، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۳۷۰) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۶۸) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے آپ کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، سو اب ان کی زیارت کیا کریں، کیوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی ماں کی (قبر کی) زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے، یہ آخرت یاد دلاتی ہے، میں نے آپ کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، میرا مقصد یہ تھا کہ مالدار لوگ ان لوگوں کے لیے فراخی پیدا کریں، جن کے پاس (قربانی کی) گنجائش نہیں ہے، اب آپ کھائیں بھی اور جمع بھی کر سکتے ہیں اور میں نے آپ کو کچھ برتنوں (کے استعمال) سے روکا تھا، برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا، ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

(صحیح مسلم : 106/977)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُّخْلَطَا جَمِيعًا، وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُّخْلَطَا جَمِيعًا، وَّكَتَبَ إِلٰی أَهْلِ جُرَشٍ أَنْ لَّا يَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ گدر (آدھی پکی ہوئی) کھجور اور (مکمل) پکی ہوئی کھجور، نیز خشک انگور (کشمش) اور کھجور کو اکٹھا ملا کر نبیذ بنایا جائے، نیز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ نے جُرش والوں کو لکھ بھیجا کہ وہ خشک انگور اور کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بنائیں۔''

(صحیح مسلم : 1990)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا أُنْزِلَ آخِرُ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

''جب سورت بقرہ کی آخری آیات اتریں، جن میں سود کا بیان ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور لوگوں کے سامنے ان آیات کی تلاوت کی، پھر آپ نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا۔''

(صحیح البخاري : 459، صحیح مسلم : 1580)

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی:

''فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فلاں شخص کو اللہ تباہ کرے، اسے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے، ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔''

(صحیح البخاري : 2223، صحیح مسلم : 1582)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے شراب، بت، مردار اور خنزیر کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے پوچھا: مردار کی چربی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ اس سے چمڑے اور کشتیوں کو رنگا جاتا ہے، نیز لوگ اس سے چراغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی جلاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: حرام ہے، اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے، جب ان پر چربی حرام ہوئی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی۔"

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم :1581)

سوال: کیا حق شفعہ ثابت ہے؟

جواب: ہر غیر منقولہ جائیداد کی خریداری کا اول حق دار پڑوسی ہے، جب تک اس پر جائیداد پیش نہ کی جائے، کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں اور وہ حق شفعہ کر کے اس لین دین کو روک سکتا ہے، البتہ حق شفعہ ایک بار ہی حاصل ہوتا ہے، اس کے بعد پڑوسی کو دوبارہ دعویٰ شفعہ کا حق حاصل نہیں۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتّٰى يَعْرِضَهَا عَلٰى شَرِيكِهِ .

"جس کے پاس زمین یا کھجور (کا باغ) ہو، تو وہ اسے اپنے ساجھی پر پیش کیے بغیر فروخت نہ کرے۔"

(مسند الإمام أحمد : 307/3، سنن النّسائي : 4704، سنن ابن ماجه : 2492، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابو عوانہ رحمہ اللہ (۵۵۲۴) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۶۴۱) نے "صحیح" قرار دیا ہے۔ مسند حمیدی (۱۳۰۹) میں سفیان بن عیینہ اور ابو الزبیر نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكٍ لَّمْ يُقْسَمْ رَبْعَةٍ، أَوْ حَائِطٍ لَّا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يَّبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهٗ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِنْ بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس مشترکہ چیز میں شفعہ کا حق رکھا ہے، جو تقسیم نہ ہوئی ہو، خواہ مکان ہو یا باغ ہو، اپنے ساجھی کو اطلاع دیے بغیر اسے بیچنا مالک کے لیے جائز نہیں ہے۔ وہ (ساجھی) چاہے گا، تو خرید لے گا، چاہے گا، تو چھوڑ دے گا۔ اگر مالک ساجھی کو بتائے بغیر فروخت کر دے، تو ساجھی اس کا زیادہ حقدار ہے۔“

(صحيح مسلم : 1608)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا، جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو، لیکن جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے بدل دیے جائیں، تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔“

(صحيح البخاري : 2213)

❁ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْجَارُ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوِ الْأَرْضِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”پڑوسی ہمسائے کا گھر یا زمین خریدنے کا زیادہ حقدار ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 5/8-12، سنن أبي داوٗد : 3517، سنن التّرمذي : 1368، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا ہے اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (٦٤٤) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهٖ، زَادَ أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَمْرٍو : مَا سَقَبُهٗ؟ قَالَ : الشُّفْعَةُ، قُلْتُ : زَعَمَ النَّاسُ أَنَّهُ الْجِوَارُ؟ قَالَ : إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ ذٰلِكَ .

”پڑوسی قربت کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔ابونعیم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا: سقب سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے شفعہ مراد ہے۔ میں نے کہا: لوگ تو کہتے ہیں کہ اس سے پڑوس مراد ہے۔ انہوں نے کہا: لوگ تو یہی کہتے ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 389/4، مسند الطّيالسي : 973-1272، سنن الدّارقطني : 224/4، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (٦٤٥) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں؟

جواب: حرمت والے مہینے چار ہیں؛

① ذوالقعدہ ② ذوالحجہ ③ محرم ④ رجب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سانپ بچھو وغیرہ کے ڈسنے پر دَم کرنا جائز ہے؟

جواب: کوئی زہریلی چیز ڈس لے، تو جس طرح دوائی استعمال کرنا جائز ہے، اسی طرح دَم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دَم کے الفاظ میں شرک وبدعت کی آمیزش نہ ہو، یہ بھی علاج کی ایک قسم ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''کسی سفر کے دوران ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، تو ایک بچی آ کر کہنے لگی: اس قبیلے کے سردار کو بچھو وغیرہ نے کاٹ لیا ہے اور ہمارے معالج غائب ہیں۔ کیا آپ میں کوئی دم کرنا جانتا ہے؟ ایک صحابی اس کے ساتھ چل دیئے۔ ہم نے انہیں کبھی دم کرتے نہیں دیکھا تھا، لیکن انہوں نے دم کیا اور وہ سردار صحت یاب ہو گیا۔ سردار نے انہیں تیس بکریاں دیں اور ہمیں دودھ بھی پلایا، وہ بکریاں لے کر آ گئے، تو ہم نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ دم کیسے کیا جاتا ہے؟ کہنے لگے: نہیں، میں نے تو بس سورت فاتحہ پڑھی اور دم کر دیا۔ بکریوں کے بارے میں ہم نے طے کیا، کہ اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کریں گے، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں۔ پھر ہم مدینہ منورہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟ بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لیں اور میرا حصہ بھی رکھیے گا۔''

(صحيح البخاري: 5007، صحيح مسلم: 2201)

سوال: کیا انگلیوں پر تسبیح کرنا جائز ہے؟

جواب: تسبیح کسی بھی چیز پر گنی جا سکتی ہے، کیونکہ اس کا مقصود گنتی پوری کرنا ہوتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا انگلیوں پر گن کر تسبیح کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا بہرے کو نکاح کا گواہ بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: چونکہ بہرہ سن نہیں سکتا، اس لیے وہ گواہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، البتہ اگر وہ نکاح نامہ اور اس میں طے شدہ شرائط پڑھ سکتا ہے، تو اس کی گواہی معتبر ہے۔

سوال: اُصول شرع کتنے ہیں؟

جواب: محدثین کرام کے ہاں بالاجماع اُصول شرع چار ہیں۔

① قرآن مجید ② حدیث ③ اجماع ④ قیاس صحیح۔

❁ علامہ ابوالحسین یحییٰ بن ابی الخیر یمنی رحمہ اللہ (۵۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأُصُولُ الَّتِي بَنٰى أَصْحَابُ الْحَدِيثِ عَلَيْهَا أَقْوَالَهُمُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ .

”محدثین نے جن اُصولوں پر اپنے اقوال کی بنیاد ڈالی ہے، وہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔“

(الانتصار في الرّدّ على المُعتزلة القدرية الأشرار : 102/1)

انہیں دلائل شرعیہ، احکام شرعیہ، ادلہ اربعہ، مآخذ شرعیہ، ادلۃ الاحکام، دلائل الفقہ، اُصول اربعہ، ادلۃ اجتہادیہ، مصادر اربعہ اور ادلہ سمعیہ بھی کہا جاتا ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ وَغَيْرُهُ : إِذَا كَانَ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ عَلٰى أَصْلٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ أَوْ إِجْمَاعِ الْأُمَّةِ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَهُوَ الْاِجْتِهَادُ وَالْاِسْتِنْبَاطُ الَّذِي أَبَاحَهُ اللّٰهُ لِلْعُلَمَاءِ، وَأَمَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الرَّأْيُ الْمَذْمُومُ وَالْقِيَاسُ الْمُتَكَلَّفُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ، فَهُوَ مَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى هٰذِهِ الْأُصُولِ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ ظَنٌّ وَنَزْغٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَالدَّلِيلُ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل : ٣٦)

”علامہ مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے: جب رائے اور قیاس کی بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع امت پر ڈالی جائے، تو وہ قیاس اور رائے محمود ہے۔ یہی وہ اجتہاد اور استنباط ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے علما کے لیے مباح قرار دیا ہے۔ جبکہ مذموم رائے اور ممنوع قیاس وہ ہے، جس کی بنا ان اُصولوں پر نہ ڈالی جائے، کیونکہ یہ محض گمان ہے اور شیطان کی چال ہے۔ اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل : ٣٦) ”اس کی پیروی مت کریں، جس کا آپ کو علم نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 351/10، التّوضيح لابن المُلَقّن : 66/33)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأُصُولَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ وَالْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فِي الْحَقِيقَةِ هُمَا الْأَصْلُ وَالْآخَرَانِ مَرْدُودَانِ إِلَيْهِمَا .

”اُصول شریعت درحقیقت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس (صحیح) ہیں۔ درحقیقت قرآن اور حدیث ہی اصل ہیں، دوسرے دو (اجماع وقیاس) انہی کی طرف لوٹتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري : 366/4)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) نے بھی یہی اصول ذکر کیے ہیں۔

(کتاب المَجروحين : 158/3)

❁ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) نے بھی چار اُصول ذکر کیے ہیں۔

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحَين : 423/3)

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے بھی چار اصول ذکر کیے ہیں۔

(سُبُل السّلام :14/1)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نے بھی یہی کہا ہے۔

(نيل الأوطار : 257/5)

سوال: قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی مشروع اور مستحب مؤکد سنت ہے، شعائر اسلام میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے، یہ ضروریات دین میں سے ہے، جانتے بوجھتے اس کا انکار کفر والحاد ہے، مسلمانوں کا متواتر اور متوارث عمل ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الضَّحَايَا لَا يَجُوزُ ذِبْحُهَا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ .

”اجماع ہے کہ دس ذوالحجہ کے طلوع فجر سے پہلے قربانیاں ذبح کرنا جائز نہیں۔“

(الاجماع، ص 78)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) لکھتے ہیں:

اَلَّذِي يُضَحّٰى بِهٖ بِإِجْمَاعٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعِزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چار قسم کے جوڑوں کی قربانی ہوگی، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 188/23)

✿ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (682ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ .

”مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اجماع ہے۔“

(الشّرح الكبير : 530/3)

✿ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا أَنْكَرَ أَصْلَ مَشْرُوعِيَّتِهِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا بَيْنَ الْأُمَّةِ فَإِنَّهٗ يَكْفُرُ .

”جس عمل کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو، اس کا سرے سے انکار کر دے، تو کافر ہو جائے گا۔“

(فتاویٰ شامی : 314/6)

✿ نیز نقل کرتے ہیں:

لَوْ أَنْكَرَ أَصْلَ الْوِتْرِ وَأَصْلَ الْأُضْحِيَّةِ كَفَرَ .

”اگر کوئی شخص وتر اور قربانی کی مشروعیت کا انکار کرے، وہ کافر ہو جائے گا۔“

(فتاویٰ شامی : 314/6)

سوال: قربانی کے لیے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے، یہ کم سے کم عمر ہے، ورنہ اس سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زائد عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ .

”دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔“

(صحيح مسلم : ١٩٦٣)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

”ارباب علم مُسِنَّةٌ دوندے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ کو کہتے ہیں، نیز اس حدیث میں وضاحت ہے کہ بھیڑ کے علاوہ جنس کا جَذَعَةٌ بطور قربانی جائز نہیں، بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ اس پر اجماع ہے۔“

(شرح صحيح مسلم : ١٥٥/٢)

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

”قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے، جب کھلائیں، تو اچھا کھلائیں۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٧٣/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

تمام اہل لغت کے نزدیک مسنہ کا معنی دوندا ہے۔ بعض اہل علم نے سہولت کے پیش نظر جانور کی عمر بیان کر دی ہے۔ اگر اس عمر کو پہنچ جاتا ہے، مگر دوندا نہیں ہوتا، تو قربانی جائز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔اس لیے قربانی میں شرط جانور کے دوندا ہونے کی ہے،نہ کہ عمر کی۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ، وَقَالُوا: إِنَّمَا يُجْزِءُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری کی جنس کا ''جذعہ'' قربانی میں کفایت نہیں کرتا، جبکہ بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' کفایت کرتا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: ١٥٠٨)

❀ سیدنا ابو بردہ بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا،عرض کیا:اللہ کے رسول!میرے پاس کھیرا بکرا ہے،جو دوندا سے بہتر ہے۔فرمایا:

اِذْبَحْهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

''آپ اسی کی قربانی کر سکتے ہیں،لیکن کسی اور کے لیے کھیرا بکرا کفایت نہیں کرے گا۔''

(صحيح البخاري: ٩٦٨، صحيح مسلم: ١٩٦١)

''جذعہ'' کی عمر میں اختلاف ہے،جمہور ایک سال کے قائل ہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ مَا لَهُ سَنَةٌ تَامَّةٌ، هٰذَا هُوَ الْأَصَحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَهُوَ الْأَشْهَرُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ وَغَيْرِهِمْ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بھیڑ کی جنس کا ”جذعہ“ مکمل ایک سال کا ہوتا ہے، یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین ہے اور اہل لغت کے ہاں مشہور ہے۔“

(شرح صحیح مسلم : ۱۵۵/۲)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے جَذَعَۃٌ کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے، تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جاسکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں؛

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

② قوت خرید سے باہر ہونا۔

تنبیہ:

بعض ناعاقبت اندیش جانور دوندا باور کروانے کے لئے سامنے والے دانت توڑ دیتے ہیں، یہ محض دھوکا اور فریب ہے، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

سوال: جانور میں کون سے عیوب قربانی کے لیے مانع ہیں؟

جواب: جانور میں درج ذیل عیوب ونقائص نہ ہوں؛

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي .

”چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) لنگڑا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : ٨٤/٤، سنن أبي داؤد : ٢٨٠٢ ، سنن النسائي : ٤٣٧٤ ، سنن الترّمذي : ١٤٩٧ ، سنن ابن ماجه : ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابن حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (۴۸۱) اور امام حاکم رحمہم اللہ (۱/ ۴۶۸) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

خریداری کے بعد عیب پیدا ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٨٩/٩ ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهٗ فَمَرِضَتْ عِنْدَهٗ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : ٣٨٦/٤ ، ح : ٨١٦١، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے) جانور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔

(سنن النّسائي : ٤٣٨١، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن صحیح'' امام ابن خزیمہ (۲۹۱۴) اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحباب پر محمول ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے اور ٹوٹے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٢٨٠٥، سنن النّسائي : ٤٣٨٢، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امامِ ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

یاد رہے کہ کان اور سینگ میں معمولی نقص مضر نہیں۔

تنبیہ:

① بعض جانوروں کے پیدائشی طور پر خصیتین نہیں ہوتے، ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے۔

② پیدائشی طور پر سینگوں کا نہ ہونا قربانی سے مانع نہیں۔

③ حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے، اجتناب بہتر ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا ایام قربانی میں کوئی وقت قربانی کے لیے ممنوع ہے؟

جواب: ایام قربانی میں کوئی وقت ممنوع نہیں، دن رات میں کسی بھی وقت قربانی کی جاسکتی ہے۔

سوال: جو شخص بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو، کیا وہ لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: ایسا مجبور شخص لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے، نماز بہرصورت ادا کرنی ہے۔

سوال: کیا حائضہ کے لیے پاک ہو کر مقام مخصوصہ پر خوشبو لگانا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، حیض کی باقی ماندہ بدبو کو ختم کرنے کے لیے کوئی بھی خوشبو استعمال کی جاسکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا طریقہ سکھایا۔ پھر فرمایا: خوشبو کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ بولی: کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ فرمایا: سبحان اللہ (تعجب ہے کہ ایسی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی)، اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ چھپا لیا۔“

(صحیح مسلم: 332)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا حائضہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے؟

جواب: حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ : فَقُلْتُ : إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .

”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔ عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں، فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

(صحيح مسلم : 298)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ، نَاوِلِينِي الثَّوْبَ، فَقَالَتْ : إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .

”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، آپ نے فرمایا: عائشہ! مجھے کپڑا پکڑائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حائضہ ہوں۔ فرمایا: ماہواری ہاتھ کو تو نہیں آئی۔“

(صحيح مسلم : 299)

معلوم ہوا کہ ماہواری میں مسجد میں داخلہ جائز نہیں۔ ایامِ مخصوصہ میں مسجد میں داخلہ ممنوع نہ ہوتا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چٹائی پکڑانے سے احتراز نہ کرتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضاحت کی نوبت نہ آتی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ ہاتھ داخل کرنے میں کوئی حرج

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں، واضح اشارہ ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ؛ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا.

”رسول اللہ ﷺ مسجد میں (بحالتِ اعتکاف) سے اپنا سر مبارک میری جانب (حجرہ میں) داخل فرماتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی۔ آپ ﷺ اعتکاف سے بلا ضرورت گھر نہیں آتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 2029، صحيح مسلم : 297)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں داخل کیوں نہ ہوئیں اور انہیں باہر سے نبی کریم ﷺ کو کنگھی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عید گاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔“

(صحيح البخاري :981، صحيح مسلم : 890)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ باب باندھتے ہیں؛

بَابُ الْحَائِضِ لَا تَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَلَا تَعْتَكِفُ فِيهِ .

”حائضہ مسجد میں داخل ہوسکتی ہے، نہ اس میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔“

(السنن الکبریٰ :308/1)

اسلافِ امت بھی حائضہ کا مسجد جانا جائز نہیں سمجھتے تھے:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

كَانَتْ لَا تَرٰى بَأْسًا أَنْ تَمَسَّ الْحَائِضُ الْخُمْرَةَ .

”آپ رضی اللہ عنہا حائضہ کے لئے (مسجد کی) چٹائی چھونے میں حرج نہیں جانتی تھیں۔“

(سنن الدارمي : 1116، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَقْرَبِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ .

”حائضہ پاک ہونے تک مسجد کے قریب نہ پھٹکے۔“

(المؤطّأ للإمام مالك :342/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَقُولُ لِجَارِيَتِهٖ : نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَتَقُولُ :

إِنِّي حَائِضٌ، فَيَقُولُ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ بِيَدِكِ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لونڈی کو مسجد سے چٹائی پکڑانے کا حکم دیتے۔ وہ کہتی : حائضہ ہوں۔ فرماتے: حیض ہاتھ کو تو نہیں آیا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 360/2، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ تَضَعَ الْحَائِضُ فِي الْمَسْجِدِ الشَّيْءَ وَتَأْخُذَهُ مِنْهُ، وَلَا تَدْخُلُهُ .

”ماہواری میں مسجد سے کوئی چیز اٹھائے یا رکھے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 360/2، وسندهٗ صحيحٌ)

نوٹ:

بعض اہل علم کا موقف ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے، استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں،

إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ .

”مسلمان نجس نہیں ہوتا۔“(صحيح مسلم : 372)

یہ استدلال انتہائی ضعیف اور کمزور ہے۔اس بحث کا تعلق پاکی ناپاکی سے نہیں، بل کہ شریعت کا حکم ہے حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز نہیں، اس حدیث کو دلیل بنا کر حائضہ کو مسجد میں داخلے کی اجازت دی جا سکتی ہے، تو پھر اسی حدیث کی رُو سے اس کے لئے نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ کی اجازت بھی ہونی چاہئے۔

کسی صحابی یا تابعی سے باسند صحیح ثابت نہیں کہ اس نے ماہواری میں مسجد جانا جائز قرار دیا ہو۔

تنبیہ:

❁ عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مروی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَأَيْتُ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُونَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمْ مُّجْنِبُونَ، إِذَا تَوَضَّؤُوا وُضُوءَ الصَّلَاةِ.

''میں نے کئی صحابہ کو دیکھا وہ حالتِ جنابت میں وضو کر کے مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 313/2، نقلا عن سنن سعید بن منصور)

اس اثر کی سند ضعیف ہے، ہشام بن سعد مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

ماہواری میں مسجد جانا جائز نہیں۔

سوال: ہم جنس پرستی کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: فطری خواہش کی تکمیل کی حد مقرر ہے: اپنی بیوی کے پاس آؤ یا اپنی لونڈی سے حظ اٹھاؤ، اس کے سوا کوئی تیسرا رستہ اپنانا منع ہے۔

یعنی یہ دو رستے فطرت سے ہیں اور ان سے سوا جتنے بھی راہ ڈھونڈ لئے گئے ہیں، وہ اللہ کے باغیوں کے اختیار کردہ رستے ہیں، وہ چاہے غیر عورت سے زنا ہو یا ہم جنس پرستی (Homosexuality)، ہر دو طریقے قبیح اور غیر فطری ہیں۔

اسلام نے جس طرح ایک زانی کے لئے حد مقرر کی ہے، اسی طرح ایک ہم جنس پرست (Homosexual) پر بھی حد مقرر کی گئی ہے۔

ہم جنس پرستی معاشرے کے لئے ناسور ہے، یہ ایسی درندگی ہے، جو زہر ہلاہل سے زیادہ قاتل ثابت ہوتی ہے۔ یہ انتہائی مہلک غلطی اور نفس کا دھوکہ ہے، جو عزت کے معیار کو تار تار کر دیتا ہے۔ اس خبیثہ سے ہر حقیقت شناس اور سلیم الفطرت انسان کو گھن آتی ہے، دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کالے ہو جاتے ہیں اور یہ انسانی صحت کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ جو قومیں اس عمل میں مبتلا کر دی جائیں، اللہ کی جانب سے سخت گرفت کا شکار ہو جاتی ہیں، ناسپاسی اور نافرمانی کے برے نتائج ان کی حالت سے ظاہر ہوتے ہیں، ان کی اخلاقی زندگی کا معیار انتہائی پست ہونے لگتا ہے، عفت و عصمت کا جوہر گم کر بیٹھتی ہیں اور ہمت و شجاعت ان سے مفقود ہو جاتی ہے۔

❁ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (۱۸۷ھ) فرمایا کرتے تھے:

لَوْ أَنَّ لُوطِيًّا اغْتَسَلَ بِكُلِّ قَطْرَةٍ مِنَ السَّمَاءِ لَقِيَ اللّٰهَ غَيْرَ طَاهِرٍ .

”ایک لوطی اگر آسمان سے گرنے والے پانی کے ہر قطرے سے نہا لے، تو بھی اللہ کو ناپاکی کی حالت میں ملے گا۔“

(ذمّ الهوىٰ لابن الجوزي، ص 208، وسندهٗ صحيحٌ)

لواطت سے رشتوں کا تقدس اور حرمت بھی ختم ہو جاتی ہے، اسی لئے قرآن مجید نے اسے فاحشہ اور خبائث سے تعبیر کیا ہے۔ فاحشہ اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنی حد سے گزر جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَّأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾(الأعراف: 33)

”کہہ دیجئے کہ میرے رب نے ظاہری و باطنی بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح گناہ اور ناحق زیادتی کو حرام قرار دیا ہے، میرے رب نے اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ تم اس کے ساتھ شرک کرنے لگو، جس پر کوئی دلیل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نازل نہیں ہوئی ہے، اور اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہنے لگو جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔''

زنا اور لواطت ناحق اور ناجائز طریقہ ہے، اس لئے باطل ہے اور فحاشی ہے۔ شیطان تم کو فحاشی کی طرف ہی بلاتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة : 169)

''وہ تم کو برائی، بے حیائی اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کا حکم دیتا ہے۔''

افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض ممالک میں اس رسوائی اور فحاشی کو قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے۔ مرد مرد سے نکاح کر لیتا ہے اور عورت عورت سے نکاح کر لیتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج ہے، انسانی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ اللہ کی زمین پر فساد کی بدترین صورت ہے۔

❀ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

''پہلی نبوتوں کا کلام جو لوگوں کو پہنچا ہے، وہ یہ ہے کہ جب آپ میں حیا نہ رہے تو آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 6120)

آہ کہ اب قوموں سے شرم وحیا کا عنصر مفقود ہوتا جا رہا ہے، اسی لئے ان شنیع جرائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوجواز کے پردے میں چھپانے کی کوششیں بھی عام ہورہی ہیں، ارے جو عمل انسان کو اپنے رب کا باغی اور نافرمان بنا دے، وہ کیونکر جائز اور بہتر عمل ہوسکتا ہے؟

بھلا اسلام ایسے جرم کی حمایت کیسے کرسکتا ہے؟ اس مہلک اور کبیرہ گناہ کو سند جواز دینے والوں سے کوئی پوچھے کہ کفار کے برے اعمال، جن کی پاداش میں وہ خود ہلاک ہو گئے، خیر کے پیامبر کیونکر ہوسکتے ہیں؟ یہ تو بے حیائی اور نری بے شرمی ہے، جس میں سرتاسر ہلاکت خیزیاں پنہاں ہیں۔

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

(بني إسرائيل : 32)

”زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، یقیناً یہ فحاشی اور برا راستہ ہے۔“

❀ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزْنُوا . ”زنا مت کرو۔“

(صحیح البخاري : 18، صحیح مسلم : 1709)

سوال: غلام آزاد کرنے پر کیا اَجر و ثواب ہے؟

جواب: غلام کو آزاد کرنے کا بڑا اجر و ثواب بیان ہوا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا، اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ .

”جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا، تو اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آزاد کرنے والے کا ہر عضو جہنم سے محفوظ رکھے گا۔“

(صحيح البخاري : 2517، صحيح مسلم : 1509)

سوال: کیا کوئی ایسا عمل ہے، جس پر غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملتا ہو؟

جواب: اب غلاموں کا دور تو نہیں ہے، البتہ کچھ ایسے اعمال موجود ہیں، جن کے کرنے سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، ملاحظہ فرمائیں؛

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص دس مرتبہ یہ دعا پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .

”اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہت ہے، خاص اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔“

اسے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔“

(صحيح البخاري : 6404؛ صحيح مسلم : 2693؛ واللفظ لهٗ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے دن میں سو مرتبہ یہ کلمہ کہا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی کی بادشاہی ہے، حمد اسی کے لیے خاص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"
اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی، شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس دن عمل میں کوئی اس کا ہم پلہ نہیں ہوگا، سوائے اس سے بھی زیادہ عمل کرنے والے کے۔"

(صحيح البخاري : 6403؛ صحيح مسلم :2691)

سوال: کیا اعتکاف صرف مسجد میں جائز ہے؟

جواب: مرد ہو یا عورت، اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص ہے، نیز اعتکاف ہر مسجد میں ہوسکتا ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾(البقرة : ١٨٧)

"تم مسجد میں اعتکاف کر رہے ہو۔"

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا .

"اللہ تعالیٰ نے تمام مسجدوں کو شامل کیا ہے، کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔"

(مؤطأ الإمام مالك :313/1)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْاعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا .

"تمام مساجد میں اعتکاف (کا بیان)"

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 2025)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِكَافُ جَائِزٌ فِي جَمِيعِ الْمَسَاجِدِ عَلٰى ظَاهِرِ الْآيَةِ .

”آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف تمام مساجد میں جائز ہے۔“

(الإشراف على مذاهب العلماء : 160/3)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا .

”میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔“

(صحيح البخاري : 335، صحيح مسلم :521)

اس حدیث کے تحت علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ پوری زمین میں نماز جائز ہے، ورنہ تو نص اور اجماع سے ثابت ہے کہ پیشاب و پاخانہ مسجد کے علاوہ ہر جگہ جائز ہے، لہٰذا یہ بات درست ہے کہ مسجد کے علاوہ مقامات کا مسجد والا حکم نہیں ہے، یہ بھی درست ہے کہ مسجد کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔“

(المحلّى بالآثار : 428/3)

③ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ، يُجْمَعُ فِيهِ .

”اعتکاف صرف اس مسجد میں ہو سکتا ہے، جس میں نماز باجماعت کا اہتمام ہو۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

④، ⑤ امام حکم بن عتیبہ اور امام حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا يُعْتَكَفُ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يَجْمَعُونَ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں کیا جا سکتا ہے، جس میں لوگ با جماعت نماز پڑھتے ہوں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يُجْمَعُ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں جائز ہے، جس میں نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ امام عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ، إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ .

''اعتکاف اس مسجد میں درست ہے، جس میں نماز کی جماعت ہوتی ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا قِلَابَةَ اعْتَكَفَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ .

''امام ابو قلابہ رحمہ اللہ نے اپنے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کیا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 89/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالِاعْتِكَافِ فِي مَسَاجِدِ الْقَبَائِلِ .

''قبائل کی مساجد میں اعتکاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندہٗ صحیحٌ)

⑩ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، أَنَّهٗ لَا يُكْرَهُ الْاعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيهِ .

''ہمارا اتفاقی مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، اس میں اعتکاف کرنا مکروہ نہیں ہے۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 313/1)

سوال: اعتکاف کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: اعتکاف کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا مبارک عمل ہے، آپ نے اس پر ہمیشگی کی، صحابہ کرام نے بھی بڑے ذوق وشوق سے اعتکاف کیا، ہر دور کے صلحا کا اس پر عمل رہا ہے۔ لیکن اعتکاف کی مخصوص فضیلت کے متعلق جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں، ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

''نبی کریم ﷺ ہمیشہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے، حتی کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔''

(صحيح البخاري : 2026، صحيح مسلم : 1172)

سوال: اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اعتکاف سنت ہے، البتہ جس نے اعتکاف کی نذر مانی ہو، تو اس کے لیے نذر پوری کرنا واجب ہے۔

سوال: مسنون اعتکاف کیا ہے؟

جواب: مسنون اعتکاف رمضان کا آخری عشرہ ہے۔ ایک دو دن کا اعتکاف مسنون نہیں، البتہ اگر ایک یا دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی ہے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، باقی جو مسنون اور مستحب اعتکاف ہے، وہ رمضان میں آخری عشرہ ہے، واللہ اعلم!

سوال: کیا اعتکاف کے لیے روزے کی شرط ہے؟

جواب: اعتکاف الگ عبادت ہے اور روزہ الگ۔ جو شخص بیماری یا کبرِ سنی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، وہ اعتکاف کر سکتا ہے۔ اسی طرح جو معتکف دوران اعتکاف بیمار ہو جائے اور روزہ توڑ دے، تو اس کا اعتکاف برقرار ہے، کیونکہ اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

سوال: کیا نابالغ بچہ اعتکاف کر سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف نفلی عبادت ہے، ہر بالغ و نابالغ کر سکتا ہے، البتہ انتظامی ضرورت کے لیے اگر نابالغ بچوں پر پابندی لگا دی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض آجائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: دوران اعتکاف حیض آنے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، حائضہ فوراً مسجد سے نکل جائے، اس پر اعتکاف کی قضا واجب نہیں، کیونکہ اعتکاف نفلی عبادت ہے اور نوافل کی قضا واجب نہیں ہوتی۔

سوال: جو معتکف بلا ضرورت مسجد سے باہر کام کاج کے لیے چلا جائے، اس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اعتکاف کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا اعتکاف فاسد ہے، کیونکہ مسجد سے انتہائی ضروری کام کے لیے ہی جایا جا سکتا ہے۔

سوال: دوران اعتکاف سگریٹ نوشی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: دورانِ اعتکاف سگریٹ پینا گناہ ہے، البتہ اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

سوال: کیا اعتکاف توڑنے پر قضا واجب ہے؟

جواب: اعتکاف نفلی عبادت ہے، اس کی قضا مستحب ہے، واجب نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب کسی نفل کو شروع کر کے ترک کیا جائے، تو اس کی قضا واجب ہو جاتی ہے، جبکہ جمہور اہل علم کا مذہب ہے کہ کسی نفل کام کو شروع کیا جائے، تو اختتام تک نفل ہی رہتا ہے، واجب نہیں ہوتا، سوائے نفلی حج اور عمرہ کے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ میں آپ کا خیمہ لگاتی اور آپ فجر کے بعد اس میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے خیمہ لگانے کی اجازت چاہی، میں نے اجازت دے دی، تو انہوں نے خیمہ لگایا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی خیمہ لگا دیا، صبح جب اتنے سارے خیمے دیکھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا؟ جب بتا دیا گیا تو فرمایا: آپ اسے نیکی سمجھ رہی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کا اعتکاف ترک کر دیا اور شوال کا ایک عشرہ اعتکاف کیا۔“

(صحيح البخاري : 2033)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”یہ حدیث دلیل ہے کہ نوافل رہ جائیں، تو قضا مستحب ہے، مالکیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ عمل شروع کرنے کے بعد اگر مکمل نہیں کیا تو قضا واجب ہے۔ حالانکہ یہ استدلال درست نہیں۔“

(فتح الباري: 277/4)

ازواج مطہرات سے ثابت نہیں کہ انہوں نے اعتکاف کی قضا دی ہو۔

سوال: کیا ”اعرج“ (لنگڑا) کی امامت جائز ہے؟

جواب: امامت کا اہل ہو، تو لنگڑا شخص امام بن سکتا ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا لنگڑا جانور قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جانور میں لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ اگر معمولی سا لنگڑا پن ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي .

”چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔“

(مسند الإمام أحمد: ٨٤/٤، سنن أبي داؤد: ٢٨٠٢، سنن النسائي: ٤٣٧٤، سنن التّرمذي: ١٤٩٧، سنن ابن ماجه: ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا نابینا شہادت دے سکتا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): قرائن وشواہد کی بنا پر نابینا کی شہادت قبول ہے۔

(سوال): کیا نابینا نکاح کر سکتا ہے؟

(جواب): نابینا نکاح کر سکتا ہے۔

(سوال): کیا کانا جانور قربانی لگ سکتا ہے؟

(جواب): کانا جانور قربانی میں ذبح نہیں کیا جا سکتا۔

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : ٨٤/٤، سنن أبي داؤد : ٢٨٠٢ ، سنن النسائي : ٤٣٧٤ ، سنن الترّمذي : ١٤٩٧ ، سنن ابن ماجه : ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اگر عیب خریداری کے بعد پیدا ہوا ہے، تو اس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٨٩/٩ ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهُ فَمَرِضَتْ عِنْدَهٗ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔“

(مصنّف عبدالرّزاق : ٣٨٦/٤ ، ح : ٨١٦١، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: جس نے بے ہوشی کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دی یا کفریہ کلمات منہ سے نکال دیے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی میں کیا گیا کوئی عمل معتبر نہیں، اس حالت میں جو کچھ بھی سرزد ہو، اس پر مؤاخذہ نہیں، کیونکہ بے ہوش انسان آفاقہ تک مکلّف نہیں رہتا۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

”تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔“

(مسند علي بن الجعد : 741، وسندهٗ صحيحٌ)

لہٰذا حالت بے ہوشی میں دی گئی طلاق معتبر نہیں اور اس حالت میں کفر کلمات ادا کرنے سے کفر لازم نہیں آتا، البتہ اسے توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

سوال: اگر دوران حج بے ہوشی ہو جائے، تو حج کا کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی سے حج فاسد نہیں ہوتا، اسے چاہیے کہ آفاقہ کے بعد وہ مناسک حج جاری رکھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا بے ہوشی سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا بے ہوشی کے بعد غسل کرنا ضروری ہے؟

جواب: بے ہوشی سے آفاقہ ہو، تو غسل کرنا مستحب ہے۔

❀ عبداللہ بن عتبہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو استفسار فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی ڈال لیے۔ ہم نے ایسا کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ تین دفعہ اسی طرح ہوا۔۔۔''

(صحيح البخاري: 687، صحيح مسلم: 418)

اس سے ثابت ہوا کہ غشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حالت روزہ میں بے ہوشی ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بے ہوشی سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: روزہ کب افطار کرنا چاہیے؟

جواب: روزہ افطار کا وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ (البقرة : ۱۸۷)

”روزہ رات تک مکمل کرو۔“

پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو، روزہ افطار کر دیا جائے۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

❀ بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صُومُوا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ، وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ، فَإِذَا كَانَ اللَّيْلُ فَأَفْطِرُوا .

”روزہ ایسے رکھیں، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کریں، جوں ہی رات داخل ہو، افطار کر لیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 225/5، وسندہٗ صحیحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

”جب اس (مغرب کی) طرف سے رات نمودار ہو جائے، اس (مشرق کی) طرف سے دن ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے، تو روزے دار کی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔“

(صحيح البخاري: 1954، صحيح مسلم: 1100)

سوال: کیا غروب آفتاب کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا مسنون و مستحب ہے؟

جواب: روزہ جلدی افطار کرنا انبیا کی سنت اور اہل سنت کا شعار ہے۔ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں اور اسی میں امت کی خیر پنہاں ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

”لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“

(صحيح البخاري: 1957، صحيح مسلم: 1098)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) نے اس حدیث پر بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ دَوَامِ النَّاسِ عَلَى الْخَيْرِ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَفِيهِ كَالدِّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوا الْفِطْرَ وَقَعُوا فِي الشَّرِّ.

”اس بات کا بیان ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے، اس کا مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ جب افطار میں تاخیر کریں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گے، تو شر میں واقع ہو جائیں گے۔“

(صحيح ابن خزيمة، قبل الحديث : 2059)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

”اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ (دنیوی واخروی) معاملات کی بربادی کا سبب جلد افطار کرنے کی سنت کو بدلنا ہے۔ نیز افطاری میں تاخیر اور اس حوالے سے سنت کی مخالفت کرنا، جانتے بوجھتے امور (دین و دنیا) کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔“

(إكمال العلم بشرح صحيح مسلم : 34/4)

❀ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (۶۶۱ھ) لکھتے ہیں:

”روزہ جلدی افطار کرنے میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہے، یہ ستاروں کے طلوع ہونے پر افطار کرتے تھے، پھر یہ ہماری امت میں اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے، یہ ان کی نشانی ہے، حالانکہ اس عمل پر رسول اللہ ﷺ راضی نہیں تھے۔“

(المُيَسَّر في شرح مصابيح السّنّة : 463/2، المِرقاة للملا علي : 1381/4)

❀ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”غروب شمس کے یقین ہو جانے کے فوراً بعد افطار کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نیز اس میں شیعہ کا رد ہے کہ جو افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ شاید لوگوں کے خیر پر رہنے کا سبب جلدی افطار کرنا ہے، کیونکہ اگر وہ افطار تاخیر سے کریں گے، تو خلاف سنت عمل کے مرتکب ٹھہریں گے اور خیر پر تب تک رہیں گے، جب تک سنت پر عمل پیرا رہیں گے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 26/2)

❀ علامہ زیلعی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى الرَّدِّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الْفِطْرَ إِلٰى ظُهُورِ النَّجْمِ لِأَنَّهُمْ إِذَا أَخَّرُوهُ كَانَ عَلٰى خِلَافِ السُّنَّةِ.

”اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو ستاروں کے طلوع ہونے تک افطاری میں تاخیر کرتے ہیں، کیونکہ یہ تاخیر خلافِ سنت ہے۔“

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق :343/1)

❀ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

فِي التَّعْجِيلِ رَدٌّ عَلَى الشِّيعَةِ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ إِلٰى ظُهُورِ النُّجُومِ.

”روزہ جلدی افطار کرنے میں شیعہ کا رد ہے، جو افطاری کو ستاروں کے طلوع ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔“

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 400/13)

❀ تابعی کبیر، ابو عطیہ وادعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”میں اور مسروق رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، ہم نے کہا: ام المومنین! دو صحابی ہیں، ایک جلدی افطار کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کرتے ہیں، جبکہ دوسرے (تھوڑی) تاخیر سے افطار کرتے ہیں اور نماز میں بھی تاخیر کر دیتے ہیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کون ہیں، جو افطار اور نماز میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، تو سیدہ نے فرمایا: جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 1099)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ.

''دین تب تک غالب رہے گا، جب تک لوگ جلدی افطار کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود ونصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔''

(سنن أبي داود : 2353، السنن الكبرى للنسائي : 3313، سنن ابن ماجه : 1698، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۰۶۰) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۰۳) نے صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۴۳۱) نے اسے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع:۶/۴۰۴) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

''یہ سند ''صحیح'' ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزّجاجة : 71/2)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلّٰى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلٰى شَرْبَةٍ مِّنْ مَاءٍ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کیے بغیر مغرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نماز پڑھائی ہو، چاہے پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کر لیں۔“

(صحیح ابن حبان : 3504، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا .

”ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 199/11، وسندهٗ صحیحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(تنوير الحوالك : 133/1)

ان تمام احادیث کے متعلق حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ مُتَوَاتِرَةٌ صِحَاحٌ .

”یہ احادیث متواتر اور ”صحیح“ ہیں۔“

(الاستذكار : 345/3)

❀ علامہ ابن رشد قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مِنْ سُنَنِ الصَّوْمِ تَأْخِيرَ السُّحُورِ وَتَعْجِيلَ الْفِطْرِ .

”فقہا کا اجماع و اتفاق ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا روزے کی سنن میں شامل ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد : 404/1)

❀ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ سُنَّةٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهَا .

''افطار میں جلدی کرنا بالاتفاق سنت ہے۔''

(الشافي في شرح مسند الشافعي : 198/3)

❀ امام ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''آپ رحمہ اللہ (عالم اہل بیت) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رمضان میں افطاری کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے سوتیلے بیٹے کو بھیجتے کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ جوں ہی سورج غروب ہوتا، وہ خبر دیتا، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھانا شروع کر دیتے، ہم بھی کھانے لگ جاتے، کھانے سے فارغ ہوتے، تو اقامت کہی جاتی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے، ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

المیہ:

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''اب لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ غروب شمس کے ایک وقت بعد اذان دیتے ہیں، اس خیال سے کہ وقت پوری طرح داخل ہو جائے، افطاری تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کرتے ہیں، سنت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، اسی لیے ان میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ باقی، اللہ ہی مددگار ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 4/199)

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ قَوْلُ طَائِفَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ كَالرَّوَافِضِ وَنَحْوِهِمْ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَدِّ بِهِمْ.

''افطار میں تاخیر کرنا اہل بدعت روافض وغیرہ کا مذہب ہے، معتمد علیہ علما میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔''

(فتح الباري لابن رجب : 4/353)

سوال: افطاری کی دعا کیا ہے؟

جواب: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

''پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے اگر چاہا تو اجر ثابت ہوگا۔''

(سنن أبي داود : 2357؛ عمل اليوم والليلة للنّسائي : 299؛ وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(سنن الدّارقطني : 2/182)

امام حاکم رحمہ اللہ (1/422) نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: اقامت کن نمازوں کے لیے کہی جاتی ہے؟

جواب: اقامت ان باجماعت نمازوں کے لیے کہی جاتی ہے، جن کے لیے اذان دی جاتی ہے، یعنی پانچ نمازیں اور نماز جمعہ۔ عیدین، نماز وتر اور دیگر نوافل کی جماعت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اقامت نہیں کہی جائے گی۔

سوال: کیا کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: جس کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی جائے، اس کھانے پینے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

❀ سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش میں ایک یتیم لڑکا تھا، ایک مرتبہ (دورانِ کھانا) میرا ہاتھ برتن میں گھوم رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹا! اللہ کا نام لے کر دائیں ہاتھ سے برتن کے کنارے سے وہ کھانا کھائیں جو آپ کے قریب ہو: اس کے بعد میں ویسے ہی کھانا کھاتا تھا۔''

(صحيح البخاري: 5376؛ صحيح مسلم: 2022)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کھانے کی ابتداء بسم اللہ سے کریں اور اگر بھول جائے بعد میں یاد آئے تو یہ دعا درمیان میں پڑھ لیں:

بِسْمِ اللّٰهِ فِي اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ.

''اللہ کے نام سے، کھانے کا آغاز واختتام اسی کے نام سے۔''

(مسند الإمام أحمد: 6/246-207-208-265؛ سنن أبي داود: 3767؛ سنن التّرمذي: 1858؛ سنن ابن ماجه: 3264؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (5214)، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (زادالمعاد: 2/397) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (4/108) نے ''صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاسناد‘‘اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’’آدمی گھر داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے آج تمہیں کھانا ملے گا نہ رہائش، گھر داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے، تمہاری رہائش اور خوراک کا بندوبست ہو گیا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم : 2018)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو اس وقت تک کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے، جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شروع نہیں فرماتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ بڑھاتے تھے، ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے، اچانک ایک بچی آئی گویا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہے، اس نے کھانے میں ہاتھ رکھنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ لیا، پھر ایک دیہاتی آیا، وہ بھی اسی طرح تھا جیسا کہ اسے دھکیلا جا رہا ہو، آپ نے اسے بھی ہاتھ سے پکڑ لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر ’’بسم اللہ‘‘ نہ پڑھی جائے تو شیطان اس پر دسترس حاصل کر لیتا ہے، وہ اس بچی کو لے کر آیا تا کہ وہ اس کے لیے ذریعے دسترس حاصل کر سکے، لیکن میں نے اسے ہاتھ سے پکڑ لیا، پھر وہ دیہاتی کو لایا تا کہ وہ اس کے لیے ذریعے دسترس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حاصل کر سکے، لیکن میں نے اسے بھی ہاتھ سے پکڑ لیا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میری جان ہے، بے شک اس (شیطان) کا ہاتھ اس (بچی) کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔''

(صحیح مسلم : 2017)

❀ سیدنا امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا، جب وہ لقمہ اس نے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ.

''اللہ کے مبارک نام سے اس کا آغاز واختتام کرتا ہوں۔''

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے، فرمایا: ''شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا، جب اس نے بسم اللہ پڑھ لی، تو شیطان نے اپنے منہ کا سب کچھ قے کر دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 336/4، سنن أبي داوٗد : 3768، عمل الیوم واللّیلة للنّسائي : 282، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (108/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: کیا میزبان کا مہمانوں کو بار بار کھانا تناول کرنے کا کہنا درست ہے؟

جواب: میزبان کا مہمانوں کو یہ کہنا کہ کھانے پینے کے لیے اور لیں یا مزید تناول فرمائیں وغیرہ افضل ومستحب ہے، تاآنکہ ان کے سیراب ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ پیٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھر کر کھانے کے لئے بار بار اصرار کرنا مستحب ہے۔

❀ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، مَیں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا، کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا، ایک دن میں راستے میں بیٹھ گیا، جو صحابہ کرام کی گزر گاہ تھی، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا: میرے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کہا، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا ایک مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ بھی نہیں کھلایا، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا دیئے اور آپ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو پڑھ لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہر! میں نے عرض کیا: لبیک، اللہ کے رسول! فرمایا: میرے ساتھ آ جایئے اور آپ چلنے لگے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، میں نے اجازت طلب کی، مجھے اجازت مل گئی، جب آپ داخل ہوئے تو ایک پیالہ میں دودھ ملا، دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا: فلاں مرد یا فلان عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحفہ بھیجا ہے، فرمایا: ابو ہر! عرض کیا: لبیک، اللہ کے رسول! فرمایا: اہل صفہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے، وہ نہ کسی گھر میں پناہ ڈھونڈتے، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے کچھ نہیں رکھتے تھے، البتہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے، چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری، میں نے سوچا: یہ دودھ ہے ہی کتنا، کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو جائے، اس کا حقدار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا، جب صفہ والے آئیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائیں گے اور میں انہیں دے دوں گا، مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول کے حکم برآوری کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا، چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچائی، انہوں نے آکر اجازت چاہی، اجازت مل گئی، پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بنا کر بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی: میں نے عرض کیا: لبیک، اللہ کے رسول! فرمایا: سب حاضرین کو پلاؤ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا، ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر دوسرے شخص کو دیتا، وہ بھی سیر ہو کر پیتا، پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا، اسی طرح تیسرا بھی پی کر پیالہ مجھے واپس کر دیتا، اسی طرح میں نبی کریم تک پہنچا، لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے، آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ابو ہر! میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! فرمایا: اب میں اور تم باقی ہیں، عرض کیا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، میں نے بیٹھ کر دودھ پیا، نبی کریم ﷺ برابر فرماتے رہے: اور پیو، آخر مجھے کہنا پڑا: نہیں، اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اب بالکل گنجائش نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے دے دو، میں نے پیالہ نبی کریم ﷺ کو دے دیا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی لیا۔''

(صحيح البخاري : 6452)

سوال: کھانے پینے کے بعد کی دعا کیا ہے؟

جواب: کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا .

''اللہ تعالیٰ بندے کے اس طرزِ عمل پر خوش ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھائے، تو اس پر حمد بیان کرے یا ایک گھونٹ پیئے، تو اس پر حمد بیان کرے۔''

(صحيح مسلم : 2734)

کھانے پینے کے بعد مندرجہ ذیل دعائیں مسنون ہیں؛

❁ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دسترخوان اٹھاتے، تو یہ دُعا پڑھتے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا.

”ہر قسم کی پاکیزہ تر اور بابرکت حمد اللہ کے لیے ہے، اس کھانے سے کفایت کی جاسکتی ہے نہ اسے خیر آباد کہا جاسکتا ہے، اے ہمارے ربّ! نہ ہی اس سے بے نیازی دکھائی جاسکتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 5458)

❁ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُورٍ.

”تمام تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے ہماری کفالت کی اور ہمیں سیراب کیا، اس کھانے سے کفایت کی جاسکتی ہے، نہ اس نعمت کی ناشکری کی جاسکتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 5459)

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا لیتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ، وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا.

”تمام تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے کھلایا، پلایا اور حلق سے اترنے والا بنایا اور پھر اس کے خروج کی راہ بنائی۔“

(سنن أبي داود : 3851؛ عمل اليوم والليلة للنسائي : 285؛ وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (5220) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”جس نے کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّة .

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر رزق عطا کیا۔“

اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

(سنن أبي داود : 4023؛ سنن التّرمذي : 3458؛ سنن ابن ماجه : 3285؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“، امام حاکم رحمہ اللہ (1/507) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: 1/120؛ معرفۃ الخصال المکفرۃ، ص 74) نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن جبیر رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ سال خدمت کرنے والے صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع کرتے، تو بسم اللہ پڑھتے اور کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ، وَاَغْنَيْتَ، وَاَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ، وَاَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا اَعْطَيْتَ .

”اللہ! تو نے کھانا کھلایا، پانی پلایا، (بھوک سے) کفایت کیا، ہدایت عطا فرمائی اور زندگی عطا فرمائی، تیرے دیئے پر تیرا شکر اور تیری ہی تعریف۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(عمل اليوم واللّيلة لابن السُّنّي : 466؛ مسند الإمام أحمد : 4/62ـ375/5؛ السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 6898؛ وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: نماز میں ادھر اُدھر التفات کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں نگاہ سجدے والی جگہ پر ہونی چاہیے، دائیں بائیں یا اوپر نگاہ ڈالنا جائز نہیں، حالت تشہد میں نگاہ انگشت شہادت پر ہونی چاہیے۔

سوال: کیا نماز تراویح میں نابالغ بچہ امام بن سکتا ہے؟

جواب: حاضرین میں سب سے زیادہ قاری نابالغ بچہ ہو، تو وہ فرض اور نفل ہر نماز کے لیے بن سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو یزید جرمی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم لوگوں کی گزرگاہ پر موجود پانی کے پاس رہتے تھے، چنانچہ ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ یہ دین کیسا ہے؟ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد اپنے محلے کے لوگوں کی طرف سے اسلام کی معلومات لینے گئے، تو جب تک اللہ تعالی نے چاہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے، پھر جب واپس آئے، تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ وہ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں ایک سچے رسول کے پاس سے آ رہا ہوں۔ پھر فرمایا: وہ آپ کو فلاں فلاں کاموں کا حکم دیتے ہیں اور فلاں فلاں کاموں سے روکتے ہیں، نیز یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو، تو ایک آدمی اذان کہے، پھر وہ امامت کرائے، جو آپ میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو، ہمارے محلے والوں نے غور کیا، تو مجھ سے زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

قرآن جاننے والا کسی کو نہ پایا، کیوں کہ میں قافلے والوں سے قرآن یاد کرتا رہتا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھے آگے (کھڑا) کر دیا، میں چھ برس کی عمر میں انہیں نماز پڑھاتا رہا۔"

(صحيح البخاري: 4302)

سوال: ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی کے ذریعے امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان ذرائع سے امامت جائز نہیں۔ اقتداء کے لیے امام کی طرف قصد ضروری ہے۔

سوال: جس امام سے فروعی اختلاف ہو، کیا اس کی اقتدا میں نماز جائز ہے؟

جواب: فروعی اختلاف ہو، تو امامت درست ہے، البتہ جو شخص اعتقادی مسائل میں راہِ راست پر نہ رہے، اس کی اقتدا جائز نہیں۔

سوال: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

جواب: امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے، جو قرآن کا بڑا قاری ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"مہاجرین جب مکہ سے مدینہ آئے، تو انہوں نے قباء کے ساتھ عصبہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، تو سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی امامت کروائی، کیوں کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔ ان میں سیدنا ابو سلمہ بن عبدالاسد اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔"

(صحيح البخاري: 692)

❁ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَ ةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَّلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهٖ، وَلَا يُقْعَدُ فِي بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ إِلَّا بِإِذْنِهٖ.

''لوگوں کی امامت وہ کرائے، جو سب سے زیادہ کتاب اللہ (قرآن) کو پڑھنے والا ہو، اگر قرأت میں سب برابر ہوں، تو پھر امامت وہ کرائے، جو سنت کو زیادہ جانتا ہو، اگر سنت میں سب برابر ہوں، تو پھر وہ کرائے، جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں، تو وہ کرائے، جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو، کوئی کسی کی سلطنت میں اس کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرائے اور نہ ہی بغیر اجازت اس کی عزت کی جگہ پر بیٹھے۔''

(صحیح مسلم : 673)

سوال: کیا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہر اُمتی کا فریضہ ہے؟

جواب: مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ ہر برائی کو حتی المقدور روکا جائے اور بساط کے مطابق نیکی وتقویٰ کا حکم دیا جائے۔

❀ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَّأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة: ٧١)

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے، بُری باتوں سے منع کرتے، نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ انہی پر اللہ مہربان ہوگا، اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَاَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ اَضْعَفُ الْإِيمَانِ .

''برائی دیکھیں تو ہاتھ سے ختم کریں، اگر طاقت نہ ہو، تو زبان سے روکیں، اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانیں، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

(صحيح مسلم : 49)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ یقیناً نیکی کا حکم کرو گے اور برائی سے منع کرو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ آپ پر عذاب نازل کر دے، پھر اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں ہوں گی۔''

(سنن التّرمذي : 2169، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: لوگوں میں سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟

جواب: ماں وہ رشتہ ہے، جو سب سے بڑھ کر حسن سلوک کی مستحق ہے، ماں باپ کا ہر جائز حکم پورا کرنا ضروری ہے، ان کو تنگ کرنا یا برا بھلا کہنا گناہِ کبیرہ ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا، وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

(بني إسرائيل : ٢٤-٢٥)

”آپ کا رب فیصلہ کرتا ہے کہ اس کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ، والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اگر تمہارے والدین یا ان میں سے کوئی بڑھاپے میں پہنچ جائیں، تو انہیں اُف بھی نہیں کہنا، بلکہ بڑی عمدہ بات کرنی ہے۔ عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے، تو بھی اُن پر رحمت فرما۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے عمدہ برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: آپ کی ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: پھر آپ کے والد گرامی۔''

(صحیح البخاري :5971، صحیح مسلم : 2548)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے، پوچھا گیا: یارسول اللہ! کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ فرمایا: وہ کسی کے باپ کو برا بھلا کہے گا، تو وہ بھی اس کے باپ اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔''

(صحیح البخاري : 5973، صحیح مسلم : 90)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ .

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا: ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔''

(مسند الإمام أحمد : 6180، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”منبر لائیں۔ ہم منبر لائے، آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچے، تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو پھر آمین کہا۔ نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے خلاف معمول بات سنی، فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اس کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ دوسری سیڑھی پر پہنچا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ تیسری پر چڑھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے ماں باپ، دونوں یا ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 4/153، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: کیا ماں کو وراثت میں حق دار بنایا گیا ہے؟

جواب: ماں ہر صورت وراثت کی حق دار ہے، البتہ مختلف حالتوں میں اس کے حصے کی مقدار مختلف ہے، مگر کسی حالت میں ماں محروم نہیں ہوتی۔

سوال: کیا مصحف سے دیکھ کر نماز میں قرأت کی جا سکتی ہے؟

جواب: نماز میں زبانی قراءت کی قدرت نہ ہو تو قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قرأت کی جا سکتی ہے، محدثین اسے جائز سمجھتے تھے، نیز اگر سامع حافظ نہ ہو، تو وہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ .

''ان کے غلام ذکوان انہیں امامت قرآن مجید سے دیکھ کر کرواتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1/96 تعليقاً، مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337؛ كتاب المَصاحف لابن أبي داود : 797، السنن الكبرٰى للبَيهقي : 2/253، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (خُلاصة الأحكام : 1/550) نے سند کو ''صحیح'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغليق التعليق : 2/291) نے روایت کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدٌ لَّا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ .

''امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی قوم کی امامت کروائے اور قرأت قرآن مجید سے دیکھ کر کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شعبہ رحمہ اللہ، بیان کرتے ہیں:

فِي الرَّجُلِ يَؤُمُّ فِي رَمَضَانَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ، رَخَّصَ فِيهِ .

''حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قراءت کی رخصت دیتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام حسن بصری رحمہ اللہ اور امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ، فرماتے ہیں:

''نماز میں قرآن پکڑ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”نماز میں قرآن سے دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/337؛ وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَرٰى بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الْمُصْحَفِ فِي رَمَضَانَ بَأْسًا، يُرِيدُ الْقُرْآنَ .

”رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قراءت میں حرج نہیں۔“

(كتاب المصاحف لابن أبي داوٗد : 805، وسندهٗ حسنٌ)

❁ محمد بن عبداللہ بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْقِرَائَةِ فِي الْمُصْحَفِ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَقَالَ : لَمْ يَزَلِ النَّاسُ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ .

”میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ لوگ امامت کرواتے ہوئے قرآن ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں؟ فرمایا: شروع اسلام سے ہر دور کے مسلمان ایسا کرتے آئے ہیں۔“

(كتاب المَصاحف لابن أبي داوٗد : 806، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام مالک رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کرواتا ہے؟، فرمایا:

لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا اضْطُرُّوا . ”اگر مجبوری ہو، تو حرج نہیں۔“

(كتاب المَصاحف لابن أبي داود : 808، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يُصَلِّي وَالْمُصْحَفُ إِلٰى جَنْبِهٖ، فَإِذَا تَرَدَّدَ نَظَرَ فِيهِ .

''امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نماز پڑھتے، تو قرآن ان کے پہلو میں پڑا ہوتا۔ جب بھول جاتے تو اسے دیکھ لیتے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 420/2، ح :3931، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُّصَلِّي وَغُلَامُهٗ يُمْسِكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهٗ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ .

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر رکتے تو لقمہ دے دیتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 337/2، السنن الكبرٰى للبيهقي : 212/3، وسندہٗ صحیحٌ)

ثابت ہوا کہ قرآن پکڑ کر قراءت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف سلف سے کچھ ثابت نہیں۔

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری (2/ 185) کی تحقیق میں اسے بوقت ضرورت جائز قرار دیا ہے۔

سوال: حدیث سفینہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ ثُمَّ قَالَ سَفِينَةُ : أَمْسِكْ، خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةُ عُمَرَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَخِلَافَةُ عُثْمَانَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ ثُمَّ خِلَافَةُ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِينَ قُلْتُ : فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ : كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میری اُمت میں خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی۔سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شمار کریجئے،سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بارہ برس چھ ماہ تھی،سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال تھی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نے تیس سال پورے کر دیئے۔(سعید بن جمھان رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا:سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؟ فرمایا:وہ پہلے بادشاہ تھے۔''

(مسند الطّيالسي : 1203، مسند الإمام أحمد : 221/5، سنن التّرمذي : 2226، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهٗ مَنْ يَشَاءُ .

''خلافت علی منہاج النبوۃ تیس سال تک ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہیے گا، بادشاہت عطا کر دے گا۔''

(سنن أبي داود : 4646، وسندهٗ صحيحٌ)

حشرج بن نباتہ کی متابعت سنن ابی داود (۴۶۴۶) وغیرہ میں عبدالوارث بن سعید بصری (ثقہ،ثبت) نے اور مسند احمد (۲۲۰/۵، ۲۲۱) وغیرہ میں حماد بن سلمہ (ثقہ ثبت) اور سنن ابی داود (۴۶۴۷) میں العوام بن حوشب الواسطی نے کی ہے۔

رہا مسئلہ سعید بن جمھان کا،تو جمہور نے اس کی توثیق کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (السنۃ للخلال،ص:۴۱۹)،امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (تاریخ یحیی بن معین:۳۶۹۵)،امام ابن عدی رحمہ اللہ (الکامل:۴۰۲/۳)،امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ (المعرفۃ والتاریخ:۷۸/۲)، امام ترمذی رحمہ اللہ (السنن : ۲۲۲۶، بتحسين حديثه) امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (السنۃ:۱۲۲۲،بتصحیح حديثه)،امام ابن الجارود رحمہ اللہ (المنتقی : ۹۷۶، بتصحيح حديثه) امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات : ۲۸۷/۴)، امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک : ۷۱/۳، بتصحيح سنده) اورحافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد : ۳۶۶/۹)وغیرہم نے توثیق کی ہے۔

کسی ثقہ امام نے انہیں ''ضعیف'' نہیں کہا۔

رہا امام بخاری رحمہ اللہ (التاریخ الصغیر : ۱۹۶/۱) اور حافظ ساجی رحمہ اللہ (تہذیب التہذیب:۱۴/۴) کا «لَا يُتَابَعُ عَلٰى حَدِيثِهٖ» ''اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔'' سے مراد یہ حدیث نہیں ہے۔

ویسے بھی جب حشرج بن نباتہ واضح ثقہ ہے،تو متابعت نہ بھی ہو،تو حرج نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَثِيْرٌ مِّنَ الثِّقَاتِ قَدْ تَفَرَّدُوْا، فَيَصِحُّ أَنْ يُّقَالَ فِيْهِمْ : لَا يُتَابَعُوْنَ عَلٰى بَعْضِ حَدِيْثِهِمْ .

''کتنے ہی ثقہ راوی ہیں، جن کے بارے میں کہنا درست ہو گا کہ ان کی متابعت نہیں ہوئی۔''(تاريخ الإسلام : 1199/4، ت بشار)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب ''من تكلم فيه وهو موثق أو صالح الحديث''(۱۲۷) میں ذکر کیا ہے،لہٰذا حافظ ذہبی کا ''قوم يضعّفون''(میزان الاعتدال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

:۱۳۱/۲) کہنا مضر نہیں۔ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کا ''شَيْخٌ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ'' (اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔) کہنے سے اس کی ہر ہر حدیث کا مضطرب ہونا لازم نہیں آتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (السنۃ للخلال، ص: ۴۱۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۶۵۷)، امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (السنۃ: ۱۲۲۲) اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموع الفتاویٰ: ۱۸/۳۵) نے اس حدیث کو، جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک: ۷۱/۳) اور حافظ بوصیری رحمہ اللہ (اتحاف الخیرۃ: ۲۷۶/۸) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (سنن ترمذی: ۲۲۲۶) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (موافقۃ الخُبر الخَبر: ۱۴۱/۱) نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سعید بن جہمان صغیر تابعی اور صدوق راوی تھے۔''

کسی ''ثقہ'' محدث نے اس حدیث پر کلام نہیں کیا، بلکہ محدثین نے اس حدیث کی تصحیح کر کے اسے قبول کیا ہے، لہٰذا ابن خلدون مورخ (تاریخ ابن خلدون: ۴۵۸/۲) اور ابن العربی مالکی (العواصم من القواصم، ص: ۲۰۱) کا اسے بغیر دلیل کے صحیح تسلیم نہ کرنا ناقابل التفات ہے۔

حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے محدثین کا استدلال:

① میمونی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ خلافت بارے کیا خیال ہے؟ فرمایا: ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم (ہی خلیفہ تھے)، کہا گیا، آپ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

استدلال کرتے ہیں؟ فرمایا: میں حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے بھی استدلال کرتا ہوں، ایک دوسری دلیل بھی مدنظر ہے، وہ یہ کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہ خوبی جانتا ہوں کہ وہ سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں امیر المومنین کے نام سے موسوم نہیں ہوئے، نہ ہی آپ نے جماعت، جمعہ اور حدود قائم کیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ نے یہ کام کیا، معلوم ہوا کہ اب یہ کام ان پر واجب ہو گیا تھا، جو پہلے واجب نہ تھا۔''

(الإعتقاد: 469، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''خلافت کے بارے میں ہم حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے دلیل لیتے ہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد لعبد اللّٰه: 1833)

② امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث ائمہ اربعہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے۔''

(الإبانة عن أصول الدّيانة: 251)

③ امام ابن حبان رحمہ اللہ (صحیح ابن حبان: ۶۶۵۷)

④ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (صریح السنۃ، ح: ۷)

⑤ امام آجری رحمہ اللہ (الشریعۃ: ۵۶۴)

⑥ امام بیہقی رحمہ اللہ (الاعتقاد: ۴۶۷) بھی اس حدیث سے خلفائے اربعہ کا ہی اثبات کرتے ہیں۔

❁ امام سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَحَقَّ بِالْوِلَايَةِ مِنْهُمَا فَقَدْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَطَّأَ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَالْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارَ، وَمَا أُرَاهُ يَرْتَفِعُ لَهُ مَعَ هٰذَا عَمَلٌ إِلَى السَّمَاءِ .

”جو یہ دعوی کرتا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کے زیادہ حق دار تھے، اس نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، مہاجرین اور انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کو غلط قرار دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس عقیدے کے ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف بلند ہو۔“

(سنن أبي داوٗد : 4630، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل سنت جو اہل فقہ و اہل الحدیث ہیں، ان کا مذہب ہے کہ سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا جائے اور سیّدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کی جائے، ان کے محاسن ذکر کیے جائیں، ان کے فضائل عام کیے جائیں اور ان کے حق میں استغفار کیا جائے۔ یہی حق ہے، جس کا خلاف جائز نہیں۔ والحمدللہ!“ (الإستذكار : 110/5)

سوال: کیا حاکم وقت کی اطاعت ضروری ہے؟

جواب: حاکم وقت کی اطاعت ضروری ہے، بشرطیکہ شریعت کی مخالفت میں نہ ہو، ورنہ اطاعت نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النّساء : ٥٩)

”اہل ایمان! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے ولی الامر کی اطاعت کرو، اگر تمہارے درمیان کوئی اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اس میں خیر ہے اور بہترین انجام ہے۔“

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَى الرَّدِّ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ الرَّدُّ إِلٰى كِتَابِهٖ، وَمَعْنَى الرَّدِّ إِلٰى رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّدُّ إِلٰى سُنَّةٍ بَعْدَ وَفَاتِهٖ، وَهٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ .

”اللہ کی طرف پھیرنے کا معنی قرآن کی طرف پھیرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرنے کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف رجوع ہے، اس بارے میں تمام مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔“

(شرح الصّدور بتحریم رفع القبور، ص 3)

سوال: کیا سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی؟

جواب: سقیفہ بنی ساعدہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تمام لوگوں نے بیعت کر لی۔

❀ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا، وہ منبر پر بیٹھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلا دن تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے، کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: مجھے امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بعد تک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زندہ رہیں گے اور سب سے آخر میں فوت ہوں گے۔ اگر محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں، تو اللہ نے آپ کے درمیان وہ چیز رکھی ہے، جس کے ذریعے اس نے محمد ﷺ کی رہنمائی فرمائی تھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں اور غار میں ان کے ساتھ دوسرے تھے۔ وہ آپ کے اُمور چلانے کے زیادہ مستحق ہیں، کھڑے ہو جائیں اور ان کی بیعت کریں۔ صحابہ کرام کے ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کی بیعت کر لی تھی اور عام بیعت منبر پر ہوئی۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس دن سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ منبر پر چڑھیے۔ وہ بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے، تو لوگوں نے ان کی عام بیعت کی۔''

(صحيح البخاري : 7219)

سوال: امیر مہدی کے متعلق اہل سنت کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہو گا۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، قربِ قیامت پیدا ہوں گے اور وہ پوری دنیا میں عدل و انصاف کے پھریرے لہرائیں گے۔

ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ مہدی کے بارے میں مروی احادیث متواتر اور صحیح ہیں۔ اہل علم کی تحقیق ملاحظہ ہو:

① حافظ عقیلی رحمہ اللہ (م:۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْمَهْدِيِّ أَحَادِيْثُ جِيَادٌ .

''مہدی کے بارے میں عمدہ احادیث ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير : 254/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ نیز فرماتے ہیں:

فِي الْمَهْدِيِّ أَحَادِيثُ صَالِحَةُ الْأَسَانِيدِ .

”مہدی کے بارے احادیث کی سندیں ثابت ہیں۔“

(الضّعفاء الکبیر: 75/2)

② علامہ ابوالحسین محمد بن حسین الآبری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ وَاسْتَفَاضَتْ بِكَثْرَةِ رُوَاتِهَا عَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَهْدِيِّ .

”ظہور مہدی کے بارے میں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے متواتر و مشہور روایات مروی ہیں۔“

(تہذیب التہذیب لابن حجر: 144/9)

③ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيْثُ فِي التَّنْصِيصِ عَلٰى خُرُوْجِ الْمَهْدِيِّ أَصَحُّ إِسْنَادًا وَفِيْهَا بَيَانُ كَوْنِهِ مِنْ عِتْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”مہدی کی آمد کے بارے میں احادیث کی سندیں صحیح ہیں۔ ان میں وضاحت ہے کہ مہدی خانوادہ نبوت سے ہوں گے۔“

(تاریخ ابن عساکر: 517/47، تہذیب التّہذیب لابن حجر: 126/9)

④ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْعُلَمَاءُ أَنَّ خُرُوجَ الْمَهْدِيِّ حَقٌّ لَّا شَكَّ فِيهِ وَلَا رَيْبَ، وَأَنَّ خُرُوجَهُ يَكُونُ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَقَبْلَ نُزُولِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ مہدی کا آنا برحق ہے، جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، نیز اجماع ہے کہ مہدی کا آنا دجال کے خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔“

(المسالك في شرح مؤطأ الإمام مالك : 321/7)

⑤ مفسر قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

”صحیح متواتر احادیث میں ہے کہ مہدی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہوں گے، لہٰذا مہدی کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قرار دینا درست نہیں۔“

(تفسير القرطبي : 122/8)

⑥ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يُحْتَجُّ بِهَا عَلٰى خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ .

”مہدی کی آمد والی احادیث صحیح ہیں۔“(منهاج السنّة : 95/4)

سوال: ”امام غائب“ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: امیر مہدی کے مقابلہ میں روافض نے ”امام غائب“ بنا رکھا ہے۔ وہ ان کا ”مہدیٔ منتظر“ ہے۔ اس کا نام محمد بن حسن عسکری رکھا ہے۔

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”اس سے مراد وہ مہدی ہیں، جو آخر زمانے میں ہوں گے۔ وہ ایک خلیفہ راشد اور ہدایت یافتہ امام ہوں گے۔ ان سے مراد وہ مہدیٔ منتظر نہیں جس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارے میں رافضی دعویٰ کرتے ہیں اور سامراء کے ایک مورچے سے اس کے ظہور کے منتظر ہیں۔اس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ اس کے بارے میں کوئی روایت واثر ہی موجود ہے۔‘‘

(النّهاية في الفِتَن والمَلاحِم :49/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

’’مہدی نکلیں گے۔ان کا ظہور مشرق کے علاقے سے ہوگا، نہ کہ سامراء کے مورچے سے، جاہل رافضیوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اس غار میں موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں ان کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ ایک قسم کی بے وقوفی، بہت بڑی رسوائی اور شیطان کی طرف سے شدید ہوس ہے، کیونکہ اس پر کوئی دلیل و برہان نہیں، قرآن سے نہ سنت رسول سے، عقل سے اور نہ استحسان (قیاس) سے۔‘‘

(النّهاية في الفِتَن والمَلاحِم :55/1)

مزید لکھتے ہیں:

’’جن بارہ اماموں کے بارے میں روایات منقول ہیں، وہ سارے قریشی ہوں گے، ان سے مراد وہ بارہ نہیں، جن کی امامت کا دعویٰ رافضی کرتے ہیں، ان کے خیال کے مطابق صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کی ہے، نیز ان کے گمان کے مطابق آخری مہدی منتظر ہوگا، جو سامراء کے پہاڑوں میں روپوش ہے، جس کا کوئی وجود اور نام ونشان نہیں ہے، بلکہ حدیث میں جن بارہ ائمہ کی خبر دی گئی ہے، ان سے مراد خلفائے اربعہ سیدنا

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم نیز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، ائمہ اہل سنت کا بارہ اماموں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔‘‘

(البداية والنّهاية : 278/6)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’امامی رافضیوں کی چوتھی بات یہ ہے کہ مہدی کا نام محمد بن حسن عسکری ہے، جس کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ وہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہے، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے نہیں۔ وہ آبادیوں میں موجود ہے، لیکن آنکھوں سے اوجھل ہے۔ عصا کا وارث ہے، خلا کو پُر کرے گا، وہ چھوٹا سا تھا، جب سامراء کے مورچے میں داخل ہوا تھا۔ یہ پانچ سو سال (اور اب سے کوئی بارہ سو سال) پہلے کی بات ہے۔ اس کے بعد نہ کسی آنکھ نے اسے دیکھا، نہ اس کے بارے میں کوئی خبر ملی، نہ کوئی نشان ملا۔ امامی شیعہ ہر روز گھوڑے لے کر مورچے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس کا انتظار کرتے ہیں اور اسے آوازیں لگاتے ہیں کہ اے ہمارے مولیٰ تو نکل، اے ہمارے مولا تو نکل۔ پھر وہ ناکامی و نامرادی کے ساتھ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ یہ ان کی اور ان کے امام منتظر کی روداد ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مَا آنَ لِلسِّرْدَابِ أَنْ يَّلِدَ الَّـذِي كَلَّمْتُمُوهُ بِجَهْلِكُمْ مَّا آنَـا
فَعَلٰى عُقُولِكُمُ الْعَفَاءُ، فَإِنَّكُمْ ثَلَّثْتُمُ الْعَنْقَـاءَ وَالْغِيْـلَانَا

ابھی وقت نہیں آیا، ابھی وقت نہیں آیا کہ مورچے سے وہ شخص نمودار ہو، جس سے تم اپنی جہالت کی بنا پر باتیں کرتے ہو۔ تمہاری عقلوں پر مٹی پڑ گئی ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تم عنقاء اور غیلان (عربوں کے ہاں دو وہمی و خیالی چیزوں) کو تین کر رہے ہو۔ یہ لوگ بنی آدم کے لیے باعث عار ہیں، کوئی صاحب عقل و بینش ان کی بیوقوفی پر ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

(المنار المنيف : 153)

عنقاء وہ پرندہ ہے، جس کا نام لیا جاتا ہے، لیکن وجود نہیں ملتا۔ اسی طرح غیلان چڑیل کو کہتے ہیں، جس کا نام تو ہے، لیکن وجود کوئی نہیں، اسی طرح شیعوں کے مہدی اور امام غائب کا نام ہی ہے، وجود کوئی نہیں۔

سوال: ودیعت (امانت) کے کیا احکام ہیں؟

جواب: ودیعت وہ مال ہے، جو کسی کے پاس رکھوایا جائے اور اس پر معاوضہ نہ ہو۔ مال رکھوانے والے کو "مودِع" اور جس کے پاس رکھوایا جائے، اسے "مودَع" کہتے ہیں۔ ودیعت بالاجماع جائز ہے۔ مودَع پر مال کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ جب مالک اپنی امانت واپس مانگے، تو اسے لوٹائی جائے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾(النّساء : ٥٨)

"اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دو۔"

② ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ﴾(البقرة : ٢٨٣)

"اگر آپس میں امن و امان ہو، تو جسے امانت سونپی گئی ہے، وہ اس کی ادائیگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مالک کو) کر دے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے، جو اس کا رب ہے۔“

③ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ﴾

(آل عمران : 75)

”بعض اہل کتاب ایسے ہیں کہ آپ ان کے پاس خزانہ بھی بطور امانت رکھیں، تو آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔“

کوئی بھی چیز بطور امانت رکھنا معاشرتی ضرورت ہے، جس کا شریعت نے بھی لحاظ رکھا ہے۔ آیات بالا سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ امانت رکھنا جائز ہے، تب ہی تو اسے صحیح سلامت مالکوں کو لوٹانے کا حکم ہوا ہے۔ نیز امانت کو لکھنے اور بسا اوقات نہ لکھنے کا جواز بھی بیان ہوا ہے، اگر یہ جائز نہ ہوتا، تو اس کے عدم جواز پر نص قائم ہو جاتی۔

مودَع کے لیے ضروری ہے کہ وہ ودیعت کردہ مال کی حفاظت ایسے کرے، جیسے اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اسے اپنے قبضے میں رکھے اور لاپرواہی نہ کرے۔

ودیعت تلف ہو جائے؟:

ودیعت کردہ چیز مودَع کے پاس ضائع ہو جائے، تو اس کا نقصان کس کے ذمہ ہوگا، مودَع کے یا مودِع کے؟

اس کی مختلف صورتیں ہیں، بعض صورتوں میں اس نقصان کا ذمہ دار مودَع ہوگا اور بعض صورتوں میں یہ نقصان مودِع کا ہی ہوگا اور وہ مودَع سے مطالبہ کا مجاز نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں مودَع ضامن ہے:

مندرجہ ذیل صورتوں میں نقصان کا ذمہ دار مودَع ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① مودَع مال کی حفاظت نہ کرے، بلکہ اسے تلف ہوتا دیکھے، لیکن باوجود استطاعت کے، اس کی حفاظت نہ کرے، مثلاً اس کے سامنے لوگ مال کو نقصان پہنچا رہے ہوں اور طاقت کے باوجود نہ روکے۔

② مالک کی اجازت کے بغیر مال کو استعمال کرنا شروع کر دیا اور اسی دوران نقصان ہو گیا، تو ذمہ دار بھی استعمال کرنے والا ہوگا۔

③ مودَع امانت کسی ایسے شخص کے سپرد کر دے، جو حفاظت کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو، اس کے پاس مال تلف ہو گیا، تو اس کا نقصان مودَع کے ذمہ ہوگا۔

④ ودیعت کردہ مال کو مودَع اپنے مال کے ساتھ اس انداز میں شامل کر لے کہ اسے علیحدہ کرنا دشوار ہو، تو بھی مودَع ذمہ دار ہے۔

⑤ اگر مودِع مال واپس مانگے، لیکن مودَع مُکر جائے کہ آپ نے مجھے مال دیا ہی نہیں، پھر بعد میں اقرار کر لے، لیکن عذر پیش کرے کہ مال تلف ہو گیا ہے، تو اس صورت میں مودَع ضامن ہوگا اور مودِع مال کے مطالبہ کا مجاز ہوگا۔

جن صورتوں میں مودَع ضامن نہیں:

① اگر مال ودیعت پر قدرتی آفت آ جائے، تو اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار مودَع نہیں ہوگا، بلکہ اس کا نقصان مودِع (مال کے مالک) کو ہی ہوگا۔

② مال چوری ہو جائے یا ڈاکو لوٹ کر لے جائیں۔ مال کو بچانا مودَع کی استطاعت سے باہر ہو، تو نقصان کا ذمہ دار مودَع کو نہ ٹھہرایا جائے گا۔

③ مودَع نے چیز کو استعمال نہیں کیا، لیکن پھر بھی خراب ہو گئی، مودَع کو اس کے خراب ہونے کا بھی علم نہیں، تو اس خرابی کا ذمہ دار مودَع نہ ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: انسانی اعضا کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: انسانی اعضاء واجزاء کی خرید وفروخت جائز نہیں، کیونکہ جب ایک آزاد انسان کی خرید وفروخت جائز نہیں، تو اس کے کسی جزو کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ فرماتا ہے: روز قیامت تین لوگوں کے خلاف میں خود مدعی ہوں گا؛ جس نے میرے نام پر عہد کیا، پھر اسے توڑ دیا، جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی، جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا، مگر اسے مزدوری ادا نہ کی۔"

(صحیح البخاري : 2227)

اصل انسان کے وجود کی حرمت ہے، اس لیے تو کئی زخموں پر دیت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے وجود میں بے جا تصرف نہیں منع فرمایا ہے، وہ خود کو جان بوجھ کر زخمی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ وہ اپنا کوئی عضو کسی کو عطیہ کر دے۔ یاد رہے کہ انسان کا خون اس میں داخل نہیں، کیونکہ خون عطیہ کرنے سے اس کی کمی پوری ہو جاتی ہے، اسی لیے خون کے عطیہ میں اہل علم نے گنجائش رکھی ہے۔

سوال: کیا مسجد میں غیر مسلم داخل ہو سکتا ہے؟

جواب: حرم مکہ کے علاوہ غیر مسلم ہر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ نصوص میں مسجد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام میں داخل ہونے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾(التّوبة : ٢٨)

''اہل ایمان! مشرک نجس ہیں، اس سال (۹ ھ) کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئیں۔''

(سوال): کیا انسان کو آگ کا عذاب دینا جائز ہے؟

(جواب): انسان تو انسان، کسی بھی جاندار کو آگ کا عذاب دینا جائز نہیں، آگ کا عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: اگر آپ کو فلاں فلاں دو قریشی آدمی مل جائیں، تو انہیں آگ میں جلا دینا، پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آپ کو فلاں فلاں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا، لیکن آگ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے سکتا ہے، اگر وہ مل جائیں، تو انہیں قتل کر دینا۔''

(المنتقى لابن الجارود : 1057، صحيح البخاري : 3016)

❁ سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهٗ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ .

''آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن سعيد بن منصور : ٢٦٤٣، مسند الإمام أحمد : ٤٩٤/٣، سنن أبي داود : ٢٦٧٣، وسندهٗ حسنٌ)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : ١٤٩/٦)

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ .

''آگ کا عذاب اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔''

(صحيح البخاري : ٣٠١٦)

✿ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ .

''کسی کو آگ میں مت جلائیں۔''

(صحيح البخاري : ٣٠١٧)

✿ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ بَدَّلَ دِينَهٗ فَاقْتُلُوهُ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق خارجی لائے گئے، انہوں نے ان کو (بطور سزا) جلا دیا۔ جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم ہوا، تو انہوں نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتا، تو کبھی نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے: آپ اللہ کا عذاب مت دیں، چنانچہ میں انہیں قتل کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 6922)

❁ سنن ترمذی (۱۴۵۸، وقال: حسن صحیح، وسندہ صحیح) میں ہے:

بَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا، فَقَالَ : صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ .

’’جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی، تو انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ کہا ہے۔‘‘

ثابت ہوا انسان مسلمان ہو یا کافر، اسے آگ سے جلانا جائز نہیں، آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے۔

سوال: کیا مسلم علاقوں میں غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

جواب: بعض علاقے خالص مسلمانوں کے ہوتے ہیں، جن کو مسلمان ہی آباد کرتے ہیں، پھر غیر مسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگتے ہیں، جیسے اسلامی تاریخ میں بصرہ اور بغداد وغیرہ کے نام ملتے ہیں، تو وہاں اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ بناتا ہے، تو اس عبادت گاہ کو گرا دیا جائے گا۔ ان میں ناقوس بجانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، شراب فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی خنزیر کھانے کی اجازت دی جائے گی اور نہ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو شرک کی دعوت دے سکتا ہے۔

❁ علامہ ابو بکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا مَذْهَبُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ .

(جو گرجا گھر آمد اسلام کے بعد بنائے گئے، انہیں منہدم کر دیا جائے گا اور نئے گرجے بنانے سے باز رہا جائے گا) یہ مسلمان علما کا اجماعی و اتفاقی مذہب ہے۔"

(سراج الملوك، ص 138)

❁ امام طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ (۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي لِبَيْتِ رَحْمَةٍ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَيْتِ عَذَابٍ .

"رحمت والے گھر کو عذاب والے گھر کے قریب نہیں ہونا چاہیے۔"

(الأموال للقاسم بن سلام : 263، الأموال لابن زنجويه :401، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس قول کی وضاحت میں امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أُرَاهُ يَعْنِي الْكَنَائِسَ وَالْبِيَعَ وَبُيُوتَ النِّيرَانِ، يَقُولُ : لَا يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ مَعَ الْمَسَاجِدِ فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ .

"ان کی مراد کنیسے، گرجے اور مجوسیوں کے آتش کدے ہیں۔ یہ چیزیں مسلمانوں کے علاقوں میں اللہ کی مسجدوں کے ساتھ نہیں ہونی چاہئیں۔"

(الأموال، تحت الحديث : 263)

❁ علامہ سبکی (۷۵۶ھ) کہتے ہیں:

إِذَا أَبْقَيْنَا كَنِيسَةً فَإِنَّا نَقُولُ بِأَنْ لَا نَهْدِمَهَا ...... وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ الْإِذْنُ فِيهَا وَلَا الْتِزَامُ بِذٰلِكَ وَلَا التَّمْكِينُ مِنْ تَرْمِيمِهَا إِذَا شُعِّثَتْ وَلَا إِعَادَتُهَا إِذَا خَرِبَتْ، كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَرِدْ بِهٖ دَلِيلٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَرْعِيٌّ مَعَ أَنَّهٗ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ فَلَا يُمْكِنُ مِنْهُ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْمُحَرَّمَاتِ أَنَّهُمْ مَمْنُوعُونَ مِنْهَا مِثْلَنَا حَتّٰى يَرِدَ دَلِيلٌ عَلَى التَّقْدِيرِ فِيهِ وَالتَّمْكِينِ مِنْهُ أَعْنِي التَّرْمِيمَ وَالْإِعَادَةَ فَكَانَ مَمْنُوعًا .

''جب ہم کوئی کنیسا باقی رکھتے ہیں، تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم کنیسوں کو منہدم نہیں کرتے۔......اس سے اجازت دینا لازم نہیں آتا، نہ ان کا التزام کرنا لازم آتا ہے اور جب وہ گررہے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کرتے اور جب وہ خراب ہو رہے ہوں، تو ان کی اصلاح نہیں کرتے، کیونکہ ایسے کسی کام پر کوئی شرعی دلیل وارد نہیں ہوئی، یہ محرمات میں سے ہے اور محرمات میں اصل ممانعت ہے۔ جب تک کہ کوئی دلیل ان کی ترمیم یا مرمت کی مل جائے، لہٰذا یہ ممنوع ہے۔''

(فتاوی السّبکي : 2/386-387)

❁ امام عمرو بن میمون بن مہران رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا کہ نصرانیوں کو شام میں ناقوس بجانے سے منع کردیں، فرمایا: ان کو سر کی مانگ نکالنے سے منع کیا جائے گا۔ ان کے پیشانی کے بال کاٹنے کا حکم دیا، نیز حکم دیا کہ اپنی پٹیاں کس کر باندھیں، زین پر سوار نہ ہوں۔ عمامہ اور ریشم نہ پہنیں۔ اپنی صلیب گرجے کے اوپر آویزاں نہ کریں۔ تو اگر ان میں سے کوئی شخص ایسا کرے گا، اس کو اتار دیا جائے گا۔ نیز لکھا کہ ان کی خواتین کو کجاؤں پر سوار ہونے سے منع کیا جائے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : 19235، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: غیر مسلم مقتولین کا مثلہ کرنا کیسا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اسلام نے احترامِ آدمیت پر زور دیا ہے، غیر مسلم جو مقتول پڑا ہے، اسلام میں اس کے جسم کی بے حرمتی جائز نہیں، مسلمانوں کو مثلہ وغیرہ سے منع کر دیا گیا ہے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اپنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے، پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کریں، اللہ کے منکروں سے لڑائی کریں، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، جب مشرک دشمن سے لڑائی ہو، تو انہیں لڑائی سے پہلے تین چیزوں (میں سے کوئی ایک ماننے) کی دعوت دینا، ان میں سے جو بات بھی وہ مان جائیں، اسے قبول کر لینا اور ان سے لڑائی نہ کرنا، انہیں اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسے قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ انہیں بھی وہی حقوق و فرائض ملیں گے، جو باقی مسلمانوں کے ہیں، پھر انہیں اپنے گھروں سے دارالمہاجرین (مدینہ) منتقل ہونے کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے بھی وہی حقوق و فرائض ہوں گے، جو باقی مہاجرین کے ہیں، اگر وہ اسلام تو لے آئیں، مگر اپنے گھروں (علاقے) میں ہی رہنا پسند کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کے حقوق اعرابی مسلمانوں جیسے ہوں گے، ان پر عام مسلمانوں والا حکم نافذ ہوگا (یعنی نماز زکوۃ وغیرہ) اور مال غنیمت اور فے میں سے انہیں کچھ نہیں ملے گا، اگر وہ اس بات (اسلام) سے انکار کر دیں، تو انہیں جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا، اگر وہ مان جائیں، تو قبول کر لینا اور ان سے لڑائی نہ کرنا، لیکن اگر وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ مانیں، تو پھر اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جہاد کرنا، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کرلیں اور وہ آپ سے اللہ اور اس کے رسول کا عہد (ضمانت) مانگیں، تو انہیں اللہ اور رسول کا عہد نہ دینا، بل کہ اپنا، اپنے آبا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دینا، کیوں کہ اپنے، اپنے ساتھیوں اور آبا کے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے کی بہ نسبت آپ کے لیے آسان ہے، جب آپ کسی قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ آپ سے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں، تو ایسا نہ کرنا، کیا معلوم آپ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا درست فیصلہ معلوم کر پاتے ہو (یا نہیں)؟ البتہ ان کا فیصلہ خود کرنا۔''

(صحیح مسلم :1731)

سوال: انسان پر اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجب کب عائد ہوتے ہیں؟

جواب: انسان جب عمرِ بلوغ کو پہنچ جائے، تو اس پر فرائض وواجاب عائد ہوتے ہیں، اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھی جاتی ہیں۔

سوال: انصار نے مہاجرین سے کیسا سلوک کیا؟

جواب: جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے، تو وہ بے سر وسامان تھے، کھانے پینے کے اشیا اور رہائش کے لیے مکان نہ تھے، اس وقت انصار نے ایثار کی ایسی مثالیں قائم کیں، کہ جن کی نظیر ملنا مشکل ہے، مہاجرین کو رہنے کے لیے گھر دیے، اپنے کاروبار میں شریک کیا، بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں، آپ جس کو پسند کریں، میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، آپ اس سے شادی کر لینا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَوَ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي لَقَدْ آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ وَكَلِمَةً أُخْرٰى.

''انصار ایک رستے پہ جائیں اور باقی لوگ دوسرے رستے پہ، میں انصار کے ساتھ رہوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی، تو میں ایک انصاری ہوتا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے ماں باپ قربان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغہ نہیں کیا، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی، آپ کو پناہ فراہم کی۔''

(صحيح البخاري: 3779)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مہاجرین مکہ سے آئے، تو ان کے پاس سامان دنیا سے کچھ نہیں تھا، انصار کو اللہ نے زمین و جائیداد دے رکھی تھی، انصار نے ان کو اپنے باغات میں حصہ دار بنا لیا، مہاجرین ان کے باغات میں کام کرتے اور فصل کی کٹائی پر اس کا نصف وصول کر لیتے۔ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، جو میرے اخیافی بھائی عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باغ تحفہ میں دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: غزوہ خیبر سے واپس مدینہ آ کر مہاجرین نے انصار کے دیئے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھلوں کے حصے واپس کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو باغ واپس دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو اس باغ میں سے کچھ درخت عطا فرمائے۔''

(صحيح البخاري: 2630، صحيح مسلم: 1771)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول! اللہ کے رسول! ہمارے نخلستانوں کو ہمارے بھائیوں میں اور ہم میں تقسیم کر دیجئے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی درست! ہم محنت کریں گے اور اس کے بدلے پھل سے حصہ وصول کر لیں گے، مہاجرین نے کہا: ہم نے سنا اور قبول کیا (ہمیں قبول ہے)۔''

(صحيح البخاري: 2325)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے امیر ترین صحابی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو ان کا بھائی بنا دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عبدالرحمٰن! آپ جانتے ہیں کہ میں انصار کا امیر ترین فرد ہوں، آپ میرا آدھا مال لے لیجئے، میری دو بیویاں ہیں، ان میں جو خوبصورت لگے، اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیجئے گا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ آپ کے گھر میں برکت دے، مجھے آپ بازار کا رستہ بتلا دیجئے، بازار گئے اور کچھ گھی اور پنیر کما کر لے آئے۔''

(صحيح البخاري: 3781)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جو اللہ و روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، انصار سے بغض نہیں رکھے گا، اگر ہجرت نہ ہوتی، تو میں ایک انصاری ہوتا، اگر انصار ایک وادی کی طرف چل پڑیں، تو میں انصار کے ساتھ رہوں گا، انصار کا مجھ سے قرب دوسروں کی نسبت ایسا ہے، جیسا کہ تحتانی لباس کا بالائی لباس کی نسبت جسم سے۔“

(صحيح مسلم : 76)

سوال: ”انفاق فی سبیل اللہ“ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اس میں قتال سمیت وہ تمام اُمور داخل ہیں، جو اعلائے کلمۃ اللہ سے متعلقہ ہیں، مدارس پر خرچ کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہے، کیونکہ مدارس کے قیام کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت ہے۔

سوال: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْرًا شِبْرًا وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ، قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ : فَمَنْ .

”آپ ضرور بالضرور پہلی قوموں کے پیچھے لگ جاؤ گے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کی بل میں گھس گئے، تو آپ بھی ان کے پیچھے گھس جاؤ گے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا پہلی قوموں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اور کون۔“

(صحيح البخاري : 7320، صحيح مسلم : 2669)

اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ خطاب صحابہ کو ہے، مگر اس سے مراد بعد والے لوگ ہیں، کیونکہ صحابہ کرام اسی ہدایت پر قائم رہے، جس پر نبی کریم ﷺ انہیں چھوڑ کر گئے، صحابہ کرام بدعات ومعاصی سے کوسوں دور تھے۔ بدعات وخرافات بعد کے زمانوں میں جاری ہوئیں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ پوری اُمت یہود ونصاریٰ کی طرح کافر ہو جائے گی، بلکہ اس حدیث میں بعض گناہ اور شریعت کی مخالفت مراد ہے، جو عہد صحابہ کے بعد رونما ہوئی۔

سوال: صدقہ فطر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر بالغ ونابالغ، مرد وعورت، آزاد وغلام پر فرض ہے، جس کی ادائیگی گھر کے سربراہ پر واجب ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر رمضان میں صدقہ فطر فرض کیا ہے، جو ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد اور غلام پر کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔“

(صحيح البخاري : 1504، صحيح مسلم : 984)

سوال: قرآن کریم کی کتنی آیات ہیں؟

جواب: قرآن کریم کی چھ ہزار (٦٠٠٠) سے زائد آیات ہیں، زائد کتنی ہیں، اس میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (٦٦٦٦) آیات ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی، ص ۴۱۵) لیکن یہ قول بے دلیل ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض کے نزدیک وقف مکمل آیت ہے اور بعض کے نزدیک وقف الگ آیت نہیں ہے۔

سوال: کیا مچھلی حلال ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: سمندری جانور حلال ہے، یہ مردہ حالت میں بھی مل جائے، تو بھی حلال ہے، اسے کھایا جا سکتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ (المائدة : ٣)

”تم پر مردار کو حرام کر دیا گیا ہے۔“

یہ حکم عام ہے، مچھلی اور سمندری جانوروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ﴾ (المائدة : ٩٦)

”تمہارے فائدے کے لیے سمندر کا شکار اور کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔“

❁ اس کی تفسیر میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا لَفِظَ مَيْتًا فَهُوَ طَعَامُهُ .

”جس مردار کو سمندر باہر پھینک دے، وہ سمندر کا کھانا ہے۔“

(تفسير ابن أبي حاتم : 6434، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

طَعَامُهٗ : مَا قَذَفَ .

”سمندر کے کھانے سے مراد وہ جانور ہے، جسے سمندر باہر پھینک دے۔“

(تفسير الطّبري : 8/727، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے وقت اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر اس سے وضو کریں، تو پیاسے رہ جاتے ہیں۔ کیا ہم سمندری پانی سے وضو کرلیا کریں؟ فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔"

(مسند الإمام أحمد : 361/2، موطأ الإمام مالك : 22/1، سنن أبي داوٗد : 83، سنن النّسائي : 59، سنن التّرمذي : 69، سنن ابن ماجه : 386-3246، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن صحیح"، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۳) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۱۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۳)، حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر لابن حجر : ۱/۱۰) حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنہ : ۲/۵۶، ح : ۲۸۱) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع : ۱/۸۲) نے "صحیح" کہا ہے، حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (الاوسط : ۱/ ۲۴۷) نے "ثابت" کہا ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ السَّمَكَ الطَّافِي حَلَالٌ وَأَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَا كَانَ مَوْتُهُ فِي الْمَاءِ وَبَيْنَ مَا كَانَ مَوْتُهُ خَارِجَ الْمَاءِ مِنْ حَيَوَانِهِ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ مر کر پانی پر تیرنے والی مچھلی حلال ہے، نیز دلیل ہے کہ جو جاندار صرف پانی میں ہی زندہ رہ سکتے ہیں، ان میں سے کوئی جانور پانی کے اندر مر جائے یا پانی سے باہر مر جائے، دونوں میں کوئی فرق نہیں (یعنی دونوں حلال ہیں)۔" (مَعالم السّنن : 44/1)

❀ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سمندر کے مردار کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ .

www.KitaboSunnat.com

”سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

(السّنن الکبریٰ للبیھقي : 253/9، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَيْتَةُ الْبَحْرِ حَلَالٌ، وَمَاؤُهُ طَهُورٌ .

”سمندر کا مردار حلال ہے اور اس کا پانی پاک ہے۔“

(المُستدرك للحاكم :501، وسندہٗ حسنٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنْ ضَرَبْتَ الْحُوتَ بِعَصَاكَ فَقَتَلْتَهٗ، أَوْ رَمَيْتَهٗ بِحَجَرٍ فَمَاتَ فَكُلْهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَالْجَرَادُ مِثْلُ ذٰلِكَ .

”اگر آپ لاٹھی سے مچھلی پر وار کریں اور وہ مر جائے یا پتھر پھینک کر ماردیں، تو وہ جس حالت میں بھی ہو، اسے کھا سکتے ہیں، ٹڈی کا بھی یہی حکم ہے۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : 8670، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

”بعض حضرات نے ”حل“ کے معنی ”پاک“ کے مراد لیے ہیں، یعنی سمندر کے مردہ کو حلال نہیں قرار دیا گیا ہے، بلکہ پاک کہا گیا ہے، مگر یہ تاویل دور از کار اور بعید از انصاف معلوم ہوتی ہے۔“

(قاموس الفقہ، جلد 2، ص 289)

مچھلی کی تمام انواع واقسام حلال ہیں، اسی طرح پانی میں رہنے والے تمام جاندار حلال ہیں، جو پانی سے باہر اپنے زندگی بحال نہیں رکھ سکتے، اگر وہ مر جائیں، تو انہیں ذبح

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیے بغیر کھایا جا سکتا ہے۔

طافی کی حلت:

مچھلی مر کر پانی کی سطح پر آ جائے، یا پانی اسے کنارے پر پھینک دے، تو اسے طافی کہتے ہیں، یہ حلال ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”ہم نے غزوہ خبط میں شرکت کی، ہمارے امیر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے، ہم بھوک سے دوچار تھے کہ سمندر نے مردار مچھلی باہر پھینک دی، جس کا نام عنبر تھا۔ وہ مچھلی ہم نے تقریبا نصف ماہ کھائی۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی سیدھی کی، (وہ اتنی بڑی تھی کہ) ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔“

(صحيح البخاري : 5493، صحيح مسلم : 1935)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ، أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ .

”اسے کھالیں، یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رزق پیدا کیا ہے، اگر کچھ حصہ بچا ہو، تو ہمیں بھی کھلائیے گا، ایک صحابہ نے اس مچھلی کا گوشت پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔“

(صحيح البخاري : 4362، صحيح مسلم : 1935)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِبَاحَةُ مَيْتَاتِ الْبَحْرِ كُلِّهَا سَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا مَاتَ بِنَفْسِهٖ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَوْ بِاصْطِيَادٍ وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى إِبَاحَةِ السَّمَكِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مردار حلال ہیں، خواہ وہ مردار خود بخود مرا ہو، یا شکار سے۔ مچھلی کے حلال ہونے پر تو مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(شرح مسلم : 86/13)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

”ایسا نہیں کہا جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (بھوک کی وجہ سے) مجبور تھے، اس لیے انہوں نے ضرورت کے تحت وہ مردار مچھلی کھالی۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مچھلی کا گوشت کھایا ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ سمندر کا پانی خشک ہو گیا ہو یا سمندر نے اسے (زندہ حالت میں) باہر پھینکا ہو۔ کیونکہ صحابی کے الفاظ ہیں: ”سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر پھینکی۔“ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی لہر نے جو مچھلی ساحل پر پھینکی تھی، وہ پانی میں پہلے ہی مر چکی تھی۔“ (التّنبیه علی مُشکِلات الهِدایة : 754/5)

۞ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ أَكَلَ السَّمَكَ الطَّافِي عَلَى الْمَاءِ .

”میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مر کر پانی کی سطح پر تیرنے والی مچھلی کا گوشت کھایا۔“

(سنن الدّارقطني : 4724، سنن أبي داود : 3815[في بعض النُّسخ، كما في الأطراف للمزي : 6602]، وسندهٗ حسنٌ)

۞ نیز فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ قَالَ : كُلُوا السَّمَكَةَ الطَّافِيَةَ .

''میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مر کر پانی کی سطح پر آنے والی مچھلی کھا سکتے ہیں۔''

(غريب الحديث للحربي : 569/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے؟

جواب: حلال جانور کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، مطلب کہ اگر حلال جانور ذبح کیے بغیر مر جائے، تو مردہ ہونے کے بعد بھی اس کے چمڑے سے انتفاع جائز ہے، کہ اسے رنگ لیا جائے، تو قابل استعمال ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ .

''دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔''

(صحيح مسلم : 366)

سوال: کیا دباغت سے کتے کا چمڑا پاک ہو جائے گا؟

جواب: کتا نجس العین ہے، کسی حرام جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک نہیں ہوتا، خواہ اسے ذبح کر لیا جائے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک (ہنسنا) ثابت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک (ہنسنا) ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہنسنا ایسا ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے، یہ مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہیں، کیونکہ ذات وصفات میں اللہ کی کوئی مثل نہیں۔ ہنسنا اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ، جنہیں صفات اختیاریہ بھی کہتے ہیں، میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہے۔ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور قدرت سے ہے۔ وہ جب چاہے کر لے، جب چاہے نہ کرے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ .

''اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستا ہے، جن میں سے ایک دوسرے کو (میدانِ مقتل میں) قتل کر دیتا ہے، مگر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 2826، صحيح مسلم : 1890)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ إِلٰى رَجُلَيْنِ ....

''خبردار! اللہ تعالیٰ دو بندوں پر ہنستا ہے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 101/9، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابوبکر، محمد بن حسین، آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

بَابُ الْإِيمَانِ بِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ، اعْلَمُوا وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ لِلرَّشَادِ مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ أَنَّ أَهْلَ الْحَقِّ يَصِفُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَبِمَا وَصَفَهٗ بِهٖ رَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا وَصَفَهٗ بِهِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهٰذَا مَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ مِمَّنِ اتَّبَعَ وَلَمْ يَبْتَدِعْ وَلَا يُقَالُ فِيهِ : كَيْفَ؟ بَلِ التَّسْلِيمُ لَهٗ وَالْإِيمَانُ بِهٖ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَضْحَكُ كَذَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ صَحَابَتِهِ وَلَا يُنْكِرُ هٰذَا إِلَا مَنْ لَا يُحْمَدُ حَالُهٗ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ .

''اس پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ ہنستا ہے۔ یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے، اہل حق اللہ کی وہی صفات بیان کرتے ہیں جو اس نے اپنے لئے بیان فرمائی ہیں، یا رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمائی ہیں۔ بدعات سے کنارہ کش رہنے والے متبعین شریعت علماء کا یہی موقف ہے۔ ان صفات کی کیفیت کا سوال نہیں کیا جائے گا، بل کہ انہیں تسلیم کیا جائے گا اور اس بات پر ایمان لایا جائے گا کہ اللہ ہنستا ہے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ اور اصحاب نبی ﷺ نے بیان کی ہے، اس کا انکار کوئی برا شخص ہی کرسکتا ہے۔''

(الشّریعة : 1051/2)

❀❀❀❀❀❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کتنی چاندی ہو، تو زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے۔

سوال: زکوٰۃ نہ دینے والوں کا کیا انجام ہے؟

جواب: زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے تیسرا رکن ہے، زکوٰۃ صاحب نصاب پر فرض ہے، جو اس کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ خود پر بڑا ظلم کرتا ہے اور روز قیامت اس کا وہ مال، جس کی وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا، اس کے لیے وبال جان بن جائے گا اور مختلف روپ دھار کر اس کی عاقبت تباہ کرے گا۔

❁ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ بھلائی کرنے کی بیعت (عہد) کی۔“

(صحيح البخاري : 1401، صحيح مسلم : 56)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ اونٹ زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے کھروں اور پاؤں سمیت اس کو روندیں گے، گائیوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ گائیاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی، بکریوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ بکریاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی، اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور کھروں سے اس کو روندیں گی، ان میں ایک بکری بھی بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی نہ ہوگی، جو مال دار آدمی مال کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور منہ کھول کر اس کا پیچھا کرے گا، جب وہ (سانپ) اس کے پاس آئے گا، تو وہ آدمی اس سے بھاگ جائے گا۔ سانپ اسے آواز دے گا کہ اپنا مال لے جا، جسے تو چھپا چھپا کر رکھتا تھا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، جب وہ کوئی چارہ نہیں پائے گا، تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا، وہ اسے اونٹ کی طرح چبا دے گا۔

ابوزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ الفاظ میں نے عبید بن عمیر سے سنے ہیں، پھر میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا۔ نیز عبید بن عمیر کہتے ہیں: ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: گھاٹ پر اس کا دودھ دوہ کر دینا، پانی پلانا، جفتی کے لیے مستعار دینا، تحفے میں دینا اور اللہ کے راستے میں اس پر سوار کرنا۔''

(صحیح مسلم: 27/988، المنتقی لابن الجارود: 335)

سوال: اہل بیت کے ناموں کے ساتھ ''علیہ السلام'' یا ''علیہ الصلاۃ والسلام'' وغیرہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسلک محدثین معتدل مسلک ہے، ہر ایک کے حقوق کی رعایت رکھتا ہے۔ جو جس کا مقام ہے، اسے دیتا ہے۔ افراط وتفریط اور غلو وتقصیر سے اجتناب کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے حوالے سے مذہب اہل سنت والجماعت کی پیروی ضروری ہے، حزم واحتیاط بھی اسی میں ہے۔ اہل حق جس کے متعلق جو بات کرتے ہیں، وہ علم وعدل پر مبنی ہوتی ہے، جبکہ اہل بدعت وضلال جہالت اور ظلم کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

اہل بیت سے عقیدت ومحبت اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا ایمان ہے، ساتھ ساتھ غلو وتقصیر سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ اہل بیت کی شان میں غلو کرتے ہوئے درست الفاظ کا استعمال نہیں کرتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام''، ''علیہ الصلاۃ والسلام'' لکھنا یا ''مولی علی'' کہنا یا ''کرم اللہ وجہہ'' لکھنا یا پڑھنا، اسی طرح حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور مہدی رحمہ اللہ کے ساتھ ''امام'' اور ''علیہ السلام'' کا لفظ لکھنے یا پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ یہ روافض کی ایجاد ہے اور ان کا شعار ہے۔ بعض کتب احادیث میں ناسخین نے یہ الفاظ ذکر کر دیئے ہیں، اصل میں نہیں ہیں۔ ائمہ اہل سنت تمام صحابہ کے لئے ایک جیسے الفاظ کا استعمال کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' بخاری کے ایک نسخہ میں ۲ بار، ابوداود میں ۲۹ بار، نسائی میں ۱ بار، السنن الکبریٰ للنسائی میں ۸ بار، ابن ماجہ میں ۲ بار، موطا مالک میں ۱ بار، مصنف عبدالرزاق میں ۲ بار اور مسند اسحاق میں ۱ بار لکھا گیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ''کرم اللہ وجہہ'' کے الفاظ نسائی میں ۵ بار اور ابن ماجہ میں بھی ۵ بار ذکر ہوئے ہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام کے ساتھ ''علیہا السلام'' صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں ۳۷ بار، ابوداود میں ۲ بار، ابن ماجہ میں ۳ بار ذکر ہوا ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بخاری کے ایک نسخہ میں ۳ بار، ابوداود اور نسائی میں ۱، ۱ بار ''علیہ السلام'' ذکر ہوا ہے، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بخاری میں ۳ بار، سنن نسائی اور ابن ماجہ میں ۱، ۱ بار ذکر ہوا ہے۔

اسی طرح عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے بخاری کے ایک نسخہ میں ۱ بار اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کے لیے ایک بار ''علیہا السلام'' ذکر ہوا ہے۔

یہ الفاظ محدثین نے نہیں لکھے، بلکہ ناسخین نے اپنی طرف سے لکھ دیے ہیں، علما نے ان پر نکیر کی ہے۔ بطور شعار ان کا استعمال درست نہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں، بہت ساری کتابوں میں کاتبین کی جانب سے یہ طریقہ غالب آ گیا ہے کہ وہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''علیہ السلام'' لگاتے ہیں، باقی صحابہ کے ساتھ نہیں لگاتے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''کرم اللہ وجہہ'' لکھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔تو ان کا معنی اگرچہ صحیح ہے، لیکن مناسب ہے کہ اس معاملے میں تمام صحابہ کو برابر رکھا جائے، کیونکہ یہ تعظیم اور تکریم کے باب سے ہے اور شیخین اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس تعظیم کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ حق دار ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔‘‘

(تفسير ابن كثير : 478/6، المَوَاهب اللَّدنية للقَسطلاني : 277/2)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تُصَلُّوا صَلَاةً عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ يُدْعٰى لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ.

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی پر درود کے الفاظ استعمال مت کریں، بلکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کے الفاظ استعمال کریں۔‘‘

(فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم للقاضي إسماعيل : 75، وسنده صحيحٌ)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ يَعْنِي اسْتِقْلَالًا لَمْ تَكُنْ مِنَ الْأَمْرِ الْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا أُحْدِثَتْ فِي دَوْلَةِ بَنِي هَاشِمٍ.

’’غیر نبی کے لیے مستقل طور پر ’’الصلاۃ‘‘ کا لفظ استعمال کرنا (خیر القرون میں) معروف نہیں تھا، یہ بنو ہاشم (عباسیہ) کے دور خلافت میں رائج ہوا۔‘‘

(الشِّفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ : 68/2، فتح الباري لابن حجر : 170/11)

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے ”الصلاۃ“ کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں روافض کی موافقت ہے، نیز صدرِ اول میں ”علیہ الصلاۃ والسلام“ نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھا، جیسا کہ ”عزوجل“ کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ جیسے محمد عزوجل کہنا درست نہیں، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں، اسی طرح ابوبکر صلوات اللہ علیہ کہنا بھی درست نہیں، اگرچہ صلوٰۃ دعا کے معنی میں ہے۔“

(الوَسيط في المَذهب: 446/2)

۞ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

”جو بات اکثر علمانے کی ہے، وہی صحیح ہے کہ (غیر نبی کے لیے ”الصلاۃ“ کا لفظ استعمال کرنا) مکروہ تنزیہی ہے، علمانے اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کے شعار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن ممانعت کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ سلف صالحین ”صلاۃ“ مستقل طور پر انبیائے کرام کے لیے خاص سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہم ”عزوجل“ کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم محمد عزوجل نہیں کہہ سکتے، بے شک آپ ﷺ عزیز وجلیل ہیں۔ اسی طرح ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما کے ناموں کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ“ نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ اس کا معنی درست ہے۔“

(العُدّة في شرح العُمدة: 612/2)

۞ علامہ ابن عابدین شامی (1252ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَحْدَثَهُ الرَّافِضَةُ فِي بَعْضِ الْأَئِمَّةِ وَالتَّشَبُّهُ بِأَهْلِ الْبِدَعِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْهِيٌّ عَنْهُ فَتَجِبُ مُخَالَفَتُهُمْ .

''یہ بدعت روافض نے اپنے بعض ائمہ کے لئے ایجاد کر لی ہے اور اہل بدعت سے مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے، سو ان کی مخالفت واجب ہے۔''

(فتاویٰ شامی : 753/6)

سوال: اگر مسلم علاقے میں غیر مسلموں کو معاہدے کے تحت رہنے کی اجازت دی جائے، تو کیا ان کی عبادت گاہوں کو منہدم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر غیر مسلم معاہدین سے معاہدہ طے پا جائے کہ ان کی عبادت گاہوں کو باقی رکھا جائے گا، تو اس معاہدے کی پاسداری کرنی چاہیے، البتہ نئے معبد خانے بنانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے اور سر عام شراب، خنزیر وغیرہ کی خرید و فروخت کی اجازت نہ دی جائے، البتہ جب معاہدہ ختم ہو جائے، تو مسلم حکمران غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو منہدم کرنے کا مجاز ہو گا۔

❀ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَنَائِسِ تُهْدَمُ؟ قَالَ : لَا إِلَّا مَا كَانَ مِنْهَا فِي الْحَرَّةِ .

''آپ سے کنیسوں سے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا ان کو گرا دیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں، البتہ مدینہ کے گرد حرہ میں اگر کوئی ہو، تو اس کو گرا دیا جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32984، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا مِنْ عَطَاءٍ مَحْمُولٌ عَلٰى مَا إِذَا حَصَلَ صُلْحٌ عَلَيْهَا أَوْ احْتَمَلَ ذٰلِكَ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا قول اس بات پر محمول ہے کہ جب ان گرجوں کے متعلق صلح ہو جائے یا صلح کا امکان ہو۔“

(فتاوى السّبكي : 394/2)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صُولِحُوا عَلٰى أَنْ يُخَلّٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النِّيرَانِ وَالْأَوْثَانِ فِي غَيْرِ الْأَمْصَارِ .

”ان سے صلح کی گئی کہ ان کے آتش کدوں اور بتوں کو شہروں کے علاوہ غیر آباد علاقوں میں باقی رکھا جائے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32986، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عوف بن ابی جمیلہ اعرابی رحمہ اللہ (۱۴۷ھ) بیان کرتے ہیں:

شَهِدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ مَعْمَرٍ أُتِيَ بِمَجُوسِيٍّ بَنٰى بَيْتَ نَارٍ بِالْبَصْرَةِ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ .

”میں عبداللہ بن عبید بن معمر کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس ایک مجوسی کو لایا گیا، جس نے بصرہ میں آتش کدہ بنایا تھا، تو انہوں نے مجوسی کی گردن قلم کر دی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 32989، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں:

”اس کی وجہ یہ ہے کہ بصرہ ایک بنجر زمین تھی، اسے مسلمانوں نے آباد کیا، تعمیر کیا اور اس میں سکونت پذیر ہوئے، لہٰذا اس میں کنیسا بنانا جائز نہیں تھا، نہ آتش کدہ بنانا جائز تھا۔ اس مجوسی نے آتش کدہ بنایا، تو یہ نقض عہد تھا، اسی لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کی گردن قلم کردی گئی۔“

(فتاوی السّبکي : 397/2)

❁ علامہ ابن ماجشون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بلادِ اسلام میں کنیسا نہیں بنایا جائے گا، ہاں اگر وہ ذمی ہوں، اسلامی شہر سے الگ رہتے ہوں، ان کے درمیان مسلمان نہ ہوں، تو اس میں ان کی مرضی ہے، وہ شراب لائیں یا خنزیر خریدیں۔ البتہ جب مسلمانوں کے درمیان رہیں تو ضروری ہے کہ پرانے کنیسے اگر ٹوٹ گئے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کی جائیگی، الا یہ کہ وہ معاہدے کی شرط ہو، تو پھر اس کو پورا کیا جائے گا، ان کو اس سے زائد بنانے سے منع کیا جائے گا، چاہے وہ زیادت ظاہری ہو یا باطنی۔“

(النّوادر والزّيادات على ما في المدوّنة للقيرواني المالكي : 376/3، الجامع لمسائل المدوّنة للصقلي : 441/15)

علامہ ماوردی رحمہ اللہ (۴۵۰ھ) لکھتے ہیں:

”اہل شرک کے جو علاقے مسلمانوں نے دشواری کے ساتھ فتح کیے، ایسے بلاد میں نئے کلیسے اور گرجے بنانے پر صلح کرنا جائز نہیں۔ لیکن جو کنیسے پہلے سے موجود ہوں، وہ اگر پرانے ہو گئے ہوں، تو ان کی مرمت نہیں کی جائے گی۔ یہ ویران علاقے کے حکم میں ہوں گے۔ البتہ فتح کے وقت جو پرانے کنیسے یا گرجے موجود ہوں، تو اگر ان سے صلح ہو جائے، تو ان کو باقی رکھنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ا۔ یہ معبد خانے باقی رکھے جائیں گے، کیونکہ یہ مسلمانوں کے مال غنیمت سے خارج ہیں۔ یہی صورت درست ہے۔ اسی لیے جن علاقوں کو دشواری کے ساتھ فتح کیا گیا ہے، ان میں بھی کلیسے اور کنیسے باقی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکھے گئے ہیں۔۲۔ان کی ملکیت مسلمانوں کو حاصل ہوگی، ان سے گرجوں اور کنیسوں کا حکم ختم ہو جائے گا۔ یہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں شامل ہوں گے۔ ذمیوں کا ان پر کوئی حق نہیں ہوگا۔ کیونکہ اہل ذمہ کی تعمیر شدہ عمارتوں کی کوئی حرمت نہیں، لہٰذا یہ مال غنیمت میں ہی شامل ہوں گی۔''

(الحاوي الكبير : 14/321-322)

نیز فرماتے ہیں:

''اگر کہا جائے کہ ہم ان شہروں میں کئی کلیسے اور کنیسے دیکھتے ہیں، جیسا کہ بصرہ کوفہ اور بغداد وغیرہ میں ہیں اور یہ اسلامی شہر ہیں، جن کو بادشاہ منصور نے بنایا ہے۔ ہم کہیں گے: اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان کو بعد میں بنایا گیا ہے، تو ان کو گرانا واجب ہوگا اور اگر یہ شہر بسانے سے پہلے موجود تھے، کیونکہ نصرانی پادری اپنے صوامع، گرجے وغیرہ صحراؤں میں بناتے تھے اور دنیا سے کٹ کر ان میں بیٹھتے تھے۔ تو انہیں قائم رکھا جائے گا، منہدم نہیں کیا جائے گا۔ اگر ان کی تعمیر کا صحیح وقت معلوم نہ ہو سکے، تو ان کو ظاہری حالت پر قائم رکھا جائے گا، استصحاب کے طور پر۔''

(الحاوي الكبير : 14/321)

سوال: کافر ذمی مسلمان کو قتل کر دے، تو کیا اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا؟

جواب: اگر کوئی کافر ذمی مسلمان کو قتل کر دے، تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

سوال: اہل کتاب کو سلام کہنا کیسا ہے؟

جواب: اہل کتاب پر سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ صحیح احادیث سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ثابت ہے، ہاں اگر وہ سلام کہیں، تو جواب میں ''وعلیکم'' کہہ دیں گے۔

(صحيح البخاري : 6256، صحيح مسلم : 2165)

لیکن جواب میں کہا گیا سلام، سلام تحیہ نہیں، بلکہ امان ہے، جو کافر کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ مَرَّ بِرَجُلٍ هَيْئَتُهٗ هَيْئَةُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ عُقْبَةُ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : أَتَدْرِي عَلٰى مَنْ رَدَدْتَ؟ فَقَالَ : أَلَيْسَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالُوا : لَا، وَلٰكِنَّهٗ نَصْرَانِيٌّ، فَقَامَ عُقْبَةُ فَتَبِعَهٗ حَتّٰى أَدْرَكَهٗ فَقَالَ : إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهٖ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، لٰكِنْ أَطَالَ اللّٰهُ حَيَاتَكَ وَأَكْثَرَ مَالَكَ .

''آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا، جس کی ظاہری ہیئت مسلمانوں والی تھی، اس شخص نے آپ کو سلام کہا، تو آپ نے اس کا جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو آپ سے غلام نے کہا: جانتے ہیں کہ آپ نے کسے سلام کہا ہے؟ تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ مسلمان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: جی نہیں، یہ عیسائی ہے۔ تو سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اس عیسائی کے پیچھے گئے اور اس کے پاس پہنچ کر فرمایا: بلاشبہ اللہ کی رحمت اور برکات صرف مومنین کے لیے ہیں، لیکن اللہ تیری عمر دراز کرے اور تجھے مال کی کثرت عطا کرے۔''

(السنن الكبرى للبيهقي : 203/9، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

''آپ رضی اللہ عنہ ہر ایک کو سلام کہا کرتے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے نہیں معلوم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ کسی نے سلام کہنے میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پہل کی ہو، ہاں ایک دفعہ ایک یہودی جوستون کے پیچھے چھپا تھا، سامنے آیا اور اس نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سلام کہا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تمہاری بربادی ہو، یہودی! ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ آپ کثرت سے سلام کہتے ہیں، تو میں نے جان لیا کہ یہ کوئی فضیلت والا عمل ہے، تو میں نے چاہا کہ یہ عمل میں بھی اختیار کروں، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری بربادی ہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کے لیے تحفہ اور اہل ذمہ کے لیے امان بنایا ہے۔"

(المعجم الكبير للطبراني: 109/8، ح: 7518، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ:

① سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں (شعب الایمان للبیہقی: ۸۳۷۸، وسندہ حسن) ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر مسلم و غیر مسلم کو سلام کہا کرتے تھے۔ جبکہ مندرجہ بالا اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم کو سلام کہنے سے رجوع کر لیا تھا، یہی حدیث کے موافق ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر (شعب الایمان للبیہقی: ۸۵۱۸) ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهٗ لَمْ يَبْلُغْهُ مَا بَلَغَ غَيْرَهٗ مِنَ السُّنَّةِ، وَمُتَابَعَةُ السُّنَّةِ أَوْلٰى .

"ممکن ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غیر مسلم کو سلام کہنے کی ممانعت کا علم نہ ہو سکا ہو۔ لہٰذا حدیث کا اتباع ہی اولیٰ ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

③ محمد بن کعب کے قول (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۵۷۵۰) کی سند ضعیف ہے، مسعودی مختلط ہے، یزید بن ہارون بعد از اختلاط روایت لی ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابو درداء اور سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم اہل شرک کو سلام کہا کرتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 25752)

سند ضعیف ہے:

۱۔ اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے روایت ضعیف ہوتی ہے، محمد بن عجلان مدنی ہیں، نیز اسماعیل بن عیاش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ محمد بن عجلان مدلس ہیں، ان کا ابو درداء وغیرہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اہل کتاب کو خط میں ''سلام علیک'' لکھتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 25748)

سند ضعیف ہے۔ اس میں ''رجل'' مبہم ہے، نیز سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔

⑥ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قصہ (مستدرک حاکم: ۴۹۴۶) مجہول رواۃ پر مشتمل ہے۔

⑦ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے قول کی سند پر آگاہی نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

مشرکین، کفار اور مومنین ایک ساتھ بیٹھے ہوں، تو سلام کہہ سکتے ہیں۔

(صحيح البخاري : 6254، صحيح مسلم : 1798)

لیکن نیت مسلمانوں کو سلام کرنے کی ہوگی، کیونکہ کفار کو سلام کہنا جائز نہیں۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے مسلمانوں کی جماعت کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سلام کہا، جس میں عیسائی بھی موجود تھا، تو اس پر اعتراض ہوا، اس نے کہا: میں نے نیت میں صرف مسلمانوں کو مراد لیا ہے، نیز اسے کہا گیا کہ تجھے یہ الفاظ کہنے چاہیے تھے کہ السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ آیا اسے پہلے الفاظ (یعنی السلام علیکم) کہنا چاہیے تھا یا دوسرے الفاظ (یعنی السلام علی من اتبع الھدیٰ)؟ تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے جواب دیا:

"سلام کہنے میں صرف پہلے الفاظ ہی جائز ہیں، اسی طرح سلام کا جواب بھی انھی الفاظ میں دیا جائے گا، مسلمانوں کی جماعت میں عیسائی موجود ہو، تو مسلمانوں کی نیت کر کے سلام کہا جا سکتا ہے۔ اب رہے السلام علی من اتبع الھدیٰ کے الفاظ، تو یہ صرف ان خطوط کے آغاز میں مشروع ہے، جو کفار کو لکھے جائیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔"

(الحاوي للفتاوي: 297/1)

اگر کوئی کہے کہ کافر کو سلام میں پہل کیونکر درست ہے؟ تو اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُفَسِّرِينَ قَالُوا: لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا التَّحِيَّةَ إِنَّمَا مَعْنَاهُ: سَلِمَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مَنْ أَسْلَمَ وَلِهٰذَا جَاءَ بَعْدَهٗ أَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى.

"مفسرین کرام نے کہا ہے کہ یہاں سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ اسلام قبول کرنے والا عذاب الٰہی سے سلامت رہے، اسی لیے تو اس (آیت) کے بعد (والی آیت میں) ہے کہ تکذیب اور روگردانی کرنے والے کے لیے عذاب ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري شرح صحيح البخاري :38/1)

بعض سلف کا کہنا ہے کہ کافر کو ''سلام علیک'' بھی کہہ سکتے ہیں، تو اس سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ یہ کفار کے لیے (قبول اسلام کے ذریعہ) عذاب الٰہی سے حفاظت کی دعا ہے۔

فائدہ: اگر مسلمان کو خط لکھا جائے تو اس میں السلام علیکم ہی کہا جائے گا۔

❀ کاتب مغیرہ، وراد ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ!

''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا: سلام علیک، اما بعد!''

(صحيح مسلم : 593)

الحاصل:

غیر مسلم کو تحیۃ الاسلام یعنی السلام علیکم نہیں کہہ سکتے، نہ پہل کرتے ہوئے اور نہ ہی اس کے سلام کے جواب میں۔ اگر وہ سلام کہے، تو جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہا جا سکتا ہے، کیونکہ کفار السام علیکم کہتے ہیں یا اسلو با السلام علیکم کہہ کر نیت میں ہلاکت کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا ''وعلیکم'' کہہ کر ان پر وہی لوٹا دی جائے۔

سوال: کیا قادیانیوں کو سلام کہنا جائز ہے؟

جواب: قادیانی مرتد کافر ہیں، ان سے مکمل سوشل بائیکاٹ ہے، ان کو سلام کہنے میں پہل کرنی چاہیے، نہ ان کے سلام کا جواب دینا چاہیے، کیونکہ یہ مرتد ہیں اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

سوال: کیا قادیانیوں کو اہل کتاب کہہ سکتے ہیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اہل کتاب سے مراد صرف یہود و نصاریٰ ہیں، قادیانیوں کو اہل کتاب یا اہل قبلہ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ وہ مرتد ہیں۔

سوال: کیا عقیدۂ ختم نبوت کا منکر زندیق ہے؟

جواب: بلاشبہ عقیدۂ ختم نبوت کا منکر زندیق و مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے۔

سوال: اہل ہویٰ سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: اہل ہویٰ سے مراد وہ لوگ ہیں، جو اپنی خواہشات کا اتباع کرتے ہیں، ان کے نزدیک کتاب و سنت معیار نہیں، بلکہ اپنی خواہش معیار ہے۔ ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں رسوا اور بے فیض ہیں، تمام رحمتیں ان کے لیے ہیں، جو اپنی خواہشات کو وحی الٰہی پر قربان کردیتے ہیں اور حتی الوسع وحی کا اتباع کرتے ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ طَغٰی، وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوٰى وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى، فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى﴾ (النّازعات : ٣٧-٤١)

”جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اپنے رب کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا، تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔“

سوال: عشرہ ذوالحجہ کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: ذوالحجہ کے پہلے دس دن انتہائی بابرکت اور حرمت والے ہیں، ان ایام کے نیک اعمال دوسرے دنوں کے اعمالِ صالحہ پر ایک گوناں فضیلت رکھتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان ایام کے اعمال صالحہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں، عرض کیا، دوسرے دنوں میں کیا جانے والا جہاد بھی ان سے افضل نہیں؟ فرمایا نہیں، ہاں! اگر کوئی آدمی اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلے اور کچھ واپس نہ آئے۔“

(صحيح البخاري : ٩٦٩، سنن أبي داؤد : ٢٤٣٨، سنن التّرمذي : ٧٥٧، سنن ابن ماجه : ١٧٢٧)

ان مبارک دنوں میں نفلی نماز، نفلی روزوں، صدقہ و خیرات، ذکرواذکار، تکبیر و تہلیل اور دیگر نیک اعمال کا اہتمام مولائے رحمٰن ورحیم کی بے پایاں رحمت اور لا متناہی مغفرت کا باعث ہے۔ ان دنوں میں کیے جانے والے مبارک اعمال میں سے ایک عالی مرتبت وذی شان عمل ”قربانی“ بھی ہے، جو اسلام کا باکمال اور ممتاز شعار ہے۔

سوال: ایام بیض سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایام بیض سے مراد چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے، تین راتوں میں چونکہ چاند زیادہ روشن ہوتا ہے، اس لیے انہیں بیض یعنی روشن کہا جاتا ہے۔

سوال: ایام بیض کے روزوں کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: ایام بیض کے تین روزے پورا مہینہ روزے رکھنے کے برابر ہے۔ ہر روزہ دس روزوں کے برابر اجر رکھتا ہے۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

”جب آپ ہر ماہ تین روزے رکھیں، تو (قمری مہینہ کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ (ایام بیض) کے روزے رکھا کریں۔“

(سنن النّسائي : 2424، سنن التّرمذي :761، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۱۲۸) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۶۵۶) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

إِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ .

”آپ کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیں، تو آپ کو ہر نیکی کے بدلے دس گناہ اجر ملے گا اور اس طرح پورا سال روزے رکھنے کے برابر اجر ملے گا۔“

(صحيح البخاري : 1975، صحيح مسلم : 1159)

❁ یزید بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ، وَصَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ .

”ماہ رمضان اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے سے دل کا کینہ ختم ہوتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 263/5، سنن أبي داوٗد : 2999، سنن النّسائي : 4151،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٥٥٧) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (١٠٩٩) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: ایام تشریق سے کیا مراد ہے؟

جواب: ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

سوال: ذوالحجہ کی تکبیرات کب تک کہی جائیں گی؟

جواب: ❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ﴾(الحجّ : ٣٧)

''تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾(البقرة : ٢٠٣)

''ایامِ معدودات میں اللہ کا ذکر کرو۔''

❀ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ . ''یہاں ایام تشریق مراد ہیں۔''

(معرفة السنن والآثار للبيهقي : 255/4، وسندہٗ صحیحٌ)

اس کی سند کو حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : ٦/٤٣٠) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : ٢/٢٠٨) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تکبیرات کا آغاز یومِ عرفہ (نو ذوالحجہ) کی نمازِ فجر سے ہوتا ہے اور اختتام تیرہ ذوالحجہ کی عصر کے بعد ہوتا ہے۔ اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(العُدّة في أصول الفقه لابن الفرّاء : 1061/4)

یکم ذوالحجہ سے ان تکبیرات کا آغاز کرنے پر کوئی دلیل نہیں۔

❁ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نو ذوالحجہ کو نمازِ فجر سے لے کر آخری یومِ تشریق (تیرہ ذوالحجہ) کو نمازِ عصر کے بعد تک تکبیرات پڑھتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 165/2، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ تکبیرات باآواز بلند فرض نمازوں کے بعد بھی کہنی چاہئیں اور عام اوقات میں بھی۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

”اہل علم اتنی بات پر متفق ہیں کہ ان دنوں (نو ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک) میں فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہنا مشروع ہے۔اس باب میں کوئی مرفوع صحیح حدیث نہیں، البتہ آثار صحابہ وتابعین اور مسلمانوں کا عمل منقول ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب : 22/9)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

”آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (باآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔“

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

”آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں (ایام تشریق) میں منیٰ کے اندر فرض نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمے میں اور چلتے پھرتے تکبیرات کہتے تھے۔“

(الأوسط لابن المُنذر : 299/4، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا شوہر دیدہ عورت کے لیے بھی ولی کی اجازت شرط ہے؟

جواب: عورت کنواری ہو یا شوہر دیدہ، بالغ ہو یا نابالغ، ہر صورت نکاح کے لیے ولی کی اجازت ورضامندی شرط ہے۔ جو نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر کیا جائے، وہ منعقد نہیں ہوتا، بلکہ باطل ہے۔

❀ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میری طرف میری ایک بہن سے نکاح کے لیے پیغام آئے، میرا ایک چچا زاد بھی آیا، میں نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا، پھر اس نے اسے رجعی طلاق دے دی، پھر اس کو چھوڑ دیا حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی، جب میری طرف (دوسرے لوگوں کی طرف سے) نکاح کے پیغام آنے لگے، تو وہ بھی نکاح کا پیغام لے کر آ گیا، میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں کبھی اپنی بہن کا نکاح تجھ سے نہیں کرے گا۔ میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ......﴾ پھر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اسی سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔''

(صحيح البخاري: ٥١٣٠، سنن أبي داوٗد: ٢٠٨٧، واللّفظ لهٗ، سنن التّرمذي: ٢٩٨١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں، کیونکہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ثیبہ (طلاق یافتہ) تھی، اگر معاملہ نکاح اسی کے ہاتھ میں ہوتا، تو وہ خود اپنا نکاح کر لیتی اور اپنے ولی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی محتاج نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ولیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ (ان کو اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو)، لہٰذا اس آیت سے معلوم ہوا کہ معاملہ نکاح ولیوں کے ہاتھ میں ہے، ہاں عورتوں کی رضامندی بھی ضروری ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: ۲۹۸۱)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ وَاضِحَةٌ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ عَقْدَ النِّكَاحِ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ دُونَهُنَّ، وَإِنَّهٗ لَيْسَ إِلَى النِّسَاءِ، وَإِنْ كُنَّ ثَيِّبَاتٍ مِنَ الْعَقْدِ شَيْءٌ.

''اس حدیث میں واضح دلیل موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقد نکاح کا اختیار اولیا کو سونپا ہے، نہ کہ خود عورتوں کو، نیز دلیل ہے کہ نکاح کا کچھ بھی اختیار خواتین، خواہ وہ شوہر دیدہ ہی ہوں، کو حاصل نہیں ہے۔''

(المستدرك للحاكم، تحت الحديث: ۲۷۱۹)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے، اگر یہ شرط نہ ہوتی تو مرد

www.KitaboSunnat.com

کی عورت میں اور عورت کی مرد میں دلچسپی کافی ہو جاتی، اسی حدیث کے ذریعے اس قیاس کا بھی رد ہو جاتا ہے جس قیاس کے ذریعے امام ابوحنیفہ نے ولی کی اجازت کی شرط کے نہ ہونے پر حجت لی ہے، انہوں نے نکاح کو بیع (خرید وفروخت) پر قیاس کیا ہے، اس طرح کہ اس معاملے میں عورت اس معاملہ میں خود مختار ہے، ولی کی ضرورت نہیں اور یہی معاملہ نکاح کا ہے، انہوں نے ولی کی اجازت نکاح کے لیے شرط ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث کو چھوٹی بچی پر محمول کیا ہے اور اس قیاس کے ذریعے ان احادیث کے عموم کو خاص کیا ہے، لیکن یہ قیاس فاسد ہے۔ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (نیل الأوطار: ۱۹۷/٤)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''نکاح میں ولی کی اجازت کی شرط ہونے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولی کی اجازت نکاح کے لیے شرط ہے، ان کا کہنا ہے کہ عورت قطعاً اپنا نکاح خود نہیں کرسکتی ، انہوں نے مذکورہ احادیث کو دلیل بنایا ہے، ان میں سے قوی ترین دلیل وہ سببِ نزول ہے جو اس آیتِ کریمہ کے بارے میں مذکور ہے اور یہ ولی کی اجازت شرط ہونے پر صریح ترین دلیل ہے، ورنہ ان (سیدنا معقل رضی اللہ عنہ) کے روکنے کے کوئی معنیٰ نہیں ، نیز یہ کہ اگر وہ عورت خود نکاح کرسکتی ہوتی تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جو اپنے معاملے میں خود مختار ہو، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی نے اس کو اس کام سے روک دیا ہے، امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس بارے میں کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابی کا اختلاف ان کے علم میں نہیں۔"

(فتح الباري : ۹/۱۸۷)

سوال: کیا ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے؟

جواب: ایمان کی کمی بیشی پر قرآن، حدیث کی نصوص اور سلف صالحین کے آثار میں واضح دلائل موجود ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ اہل ایمان کے درجات مختلف ہیں، بعض نیکیوں میں سبقت لے جانے والے، بعض میانہ رو اور بعض گناہ گار ہوتے ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

(فاطر : ۳۲)

"پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا، جو ہمارے بندوں میں سے منتخب شدہ تھے، بعض ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے، بعض درمیانے درجے کے اور بعض اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لیجانے والے تھے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے مراتب میں تفاوت کی وضاحت فرمائی ہے۔

اب ایمان میں کمی وبیشی کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾(آل عمران : ۱۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”(ایمان داروں کی حالت یہ ہے کہ) جب لوگ ان کو کہتے ہیں کہ سب لوگ ان کے خلاف جمع ہو چکے ہیں، لہٰذا ان سے ڈر جاؤ، اس بات نے ان کا ایمان بڑھا دیا اور انہوں نے کہا، ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“

❁ نیز فرمایا:

﴿وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾(التّوبة : ١٢٤)

”جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے، تو ان (کفار) میں سے بعض کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کے ایمان کو اس سورت نے بڑھایا ہے، سو جو لوگ مومن ہیں، اس نے ان کے ایمان کو تو بڑھا دیا ہے اور وہ خوش ہیں۔“

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ مِنْ أَكْبَرِ الدَّلَائِلِ عَلٰى أَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، كَمَا هُوَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْ أَئِمَّةِ الْعُلَمَاءِ، بَلْ قَدْ حَكَى الْإِجْمَاعَ عَلٰى ذٰلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ.

”یہ آیت کریمہ ایمان کی کمی و بیشی پر سب سے بڑی دلیل ہے، سلف و خلف ائمہ دین کا یہی مذہب ہے، بلکہ بعض نے تو اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔“

(تفسير ابن كثير : ١٧٥/٤)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، نیز شرابی شراب پیتے وقت، چور چوری کرتے وقت اور ڈاکو ڈاکہ ڈالتے وقت مومن نہیں ہوتا، جب لوگ اس کی

www.KitaboSunnat.com

طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : ٢٤٧٥، صحيح مسلم : ٥٧)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو کے برابر خیر (ایمان) ہوا، وہ آگ سے نکل جائے گا، جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر خیر (ایمان) ہوا، وہ جہنم سے نکل جائے گا اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر (ایمان) ہوا، وہ جہنم سے نکل جائے گا۔''

(صحيح البخاري : ٤٤، صحيح مسلم : ١٩٣)

صحیح بخاری میں ''من خیر'' کی جگہ ''من ایمان'' کے الفاظ ہیں۔

اس بارے میں اور بھی بہت سی آیات واحادیث موجود ہیں، نیز اس پر سلف وخلف کا اجماع بھی ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اِتَّفَقَتِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ، فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيمَانِ وَقَالُوا : إِنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ، وَعَمَلٌ، وَعَقِيدَةٌ، يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ، وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ عَلٰى مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ فِي الزِّيَادَةِ، وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ.

''صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد والے سنی علماء کا اسی بات پر اجماع ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ ایمان قول، عمل اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عقیدے کا نام ہے، یہ اطاعت سے زیادہ ہوتا ہے اور معصیت سے کم ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن وحدیث نے اس کی زیادت کو بیان کیا ہے۔''

(شرح السّنة: ١/٣٨-٣٩)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَبَتَ لَفْظُ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ مِنْهُ عَنِ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يُعْرَفْ فِيهِ مُخَالِفٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''ایمان میں کمی بیشی کے الفاظ صحابہ کرام سے ثابت ہیں، کسی صحابی کی اس مسئلہ میں ان کی مخالفت ثابت نہیں۔''

(مَجموع الفتاوٰی: ٧/٦٧٢)

سوال: کیا اعمال، ایمان میں داخل ہیں؟

جواب: سلف صالحین اوران کے مخالف مرجی فرقہ میں ایمان کے مسائل میں سب سے زیادہ اختلاف اسی مسئلہ میں تھا کہ عمل ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟ سلف صالحین، صحابہ وتابعین کا مذہب یہ تھا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، وہ اس سے مراد دل کا قول وعمل، زبان کا قول اوراعضا کا عمل لیتے تھے،اس بارے میں ان کا اجماع ہے۔

مرجئہ کا کہنا ہے کہ ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ہے، اعمال اس میں داخل نہیں، بلکہ اس کے ثمرات ہیں، اپنے اسی موقف کی وجہ سے وہ ایمان میں کمی وبیشی اور استثنا کے منکر ہوئے۔

جوں ہی یہ بدعت امت میں ظاہر ہوئی، سلف صالحین اوراہل ارجا کے مابین اختلاف ونزاع کا سلسلہ چل نکلا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین نے مرجئہ کے قول کو باطل ثابت کیا اور ان کو بدعتی و گمراہ قرار دے کر امت کو ان کے اس شنیع مذہب سے دور کیا۔

✿ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''سلف صالحین نے ان لوگوں پر سخت نکیر کی ہے، جنھوں نے ایمان سے اعمال کو خارج کیا، جن اہل علم نے اس کا رد کیا، ان میں سے سعید بن جبیر، میمون بن مہران، قتادہ بن دعامہ، ایوب سختیانی، ابراہیم نخعی، محمد بن مسلم زہری، یحییٰ بن ابی کثیر وغیرہم رحمہم اللہ ہیں۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بدعی عقیدہ ہے، ہم نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو اس کے خلاف پایا ہے اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اسلاف (صحابہ کرام) ایمان اور عمل میں فرق نہیں کرتے تھے۔''

(جامع العُلوم والحِکَم، ص ۲۳_۲٤)

اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ مرجئہ کے نزدیک ایمان ایک ہی چیز ہے، اس کے اجزا نہیں، جبکہ سلف صالحین کے نزدیک ایمان قول و عمل سے مرکب ہے۔

✿ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) سلف کا مذہب نقل کرتے ہیں:

''ایمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی معرفت، دل سے ان کی تصدیق، زبان سے اقرار، محبت و انکساری سے اطاعت، ظاہری و باطنی طور پر عمل، ان کے نفاذ اور حسب استطاعت ان کی طرف دعوت سے مرکب ہے، نیز ایمان کا کمال اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اسی کے لیے نفرت میں ہے۔''

(الفوائد، ص ۱۹٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) مرجئہ کا مذہب نقل کرتے ہیں:

”مرجئہ اور جہمیہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک ہی چیز ہے، اس کے اجزا نہیں، جہمیہ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی ہے اور مرجئہ کے نزدیک دلی اور زبانی تصدیق ہے۔...... ان کا اصل اعتراض یہی ہے کہ مرکب چیز ایک جز کے ختم ہونے سے زائل ہو جاتی ہے، جیسے دس کا عدد ایک مرکب حقیقت ہے، اگر ایک بھی ختم ہو جائے، تو دس باقی نہیں رہتے، اسی طرح دوسرے مرکب اجسام ہیں۔“

(مَجموع الفتاوٰی : ۷/۵۱۰۔۵۱۱)

اس سلسلہ میں ان کی سب سے بڑی دلیل لغت ہے، ان کا کہنا ہے کہ لغت میں ایمان صرف تصدیق کا معنی دیتا ہے۔

❁ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس بارے مرجئہ کے ہاں سب سے بڑی دلیل لغت ہے، ان کا دعوی ہے کہ لغت میں ایمان صرف تصدیق پر بولا جاتا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ تصدیق صرف دل سے ہوتی ہے، جبکہ بعض کہتے ہیں کہ صرف دل اور زبان سے ہوتی ہے، حالانکہ ہم نے عرب کی لغت میں دیکھا ہے کہ ہر وہ عمل جس سے دل اور زبان کا عمل ثابت ہو، اسے تصدیق کہا گیا ہے۔“

(تعظیم قدر الصَّلاۃ : ۲/۷۱٦)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”اس اصول میں مرجئہ کتاب وسنت اور اقوال صحابہ وتابعین سے ہٹ گئے ہیں، انہوں نے اپنی عقل اور لغت پر اعتماد کیا ہے، یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

......یہی وجہ ہے کہ ہم معتزلہ، مرجئہ، روافض اور دیگر اہل بدعت کو دیکھتے ہیں، وہ قرآن کی تفسیر اپنی رائے، عقل اور لغت سے کرتے ہیں، اسی لیے آپ انہیں احادیث نبوی اور صحابہ، تابعین واسلاف کے آثار پر اعتماد کرتا نہیں دیکھیں گے، نہ یہ احادیث کی پرواہ کرتے ہیں، نہ اجماع سلف کی، وہ تو اپنی عقل اور لغت پر انحصار کرتے ہیں، آپ کبھی نہیں پائیں گے کہ وہ تفسیر بالماثور کی کتابوں، احادیث اور آثار سلف پر اعتماد کرتے ہوں، بلکہ وہ تو ادب کی کتب اور اپنے بڑوں کے وضع کردہ علم کلام کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں۔''

(الإیمان، ص ۱۱٤)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱٦ھ) لکھتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ، فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيمَانِ، قَالُوا : إِنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ، وَعَمَلٌ، وَعَقِيدَةٌ .

''صحابہ، تابعین اور بعد کے محدثین اس پر متفق ہیں کہ اعمال ایمان میں شامل ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ایمان قول، عمل اور عقیدے (تصدیق) کا نام ہے۔''

(شرح السّنة : ۳۸/۱)

❁ امام ابوبکر آجری رحمہ اللہ (۳٦٠ھ) فرماتے ہیں:

''اے قرآن وحدیث کے علماء اور دین کے فقہاء! اللہ تم پر اور ہم پر رحم کرے! جان لیں کہ اگر تم قرآن پر حکم الٰہی کے مطابق غور وفکر کرو گے، تو جان لو گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول پر ایمان لانے کے بعد مومنوں پر عمل کو لازم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے، نیز ان کو رضا مندی کا سرٹیفکیٹ اور جنت کے حصول اور آگ سے نجات کی صورت میں بدلہ ایمان اور عمل صالح دونوں کی موجودگی میں دیا ہے، یعنی اللہ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کو ملایا ہے، صرف ایمان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں کیا، حتی کہ اپنی توفیق کے مطابق نیک عمل بھی اس کے ساتھ ملا دیا، لہٰذا کسی کا ایمان مکمل ہی تب ہوگا جب وہ دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرے گا، قرآن پر غور وفکر اور اس کی ورق گردانی کرنے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں۔

اللہ تم پر اور ہم پر رحمت کرے! جان لو کہ میں نے قرآن کی ورق گردانی کی ہے، تقریباً پچاس ایسے مقامات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ وہ صرف ایمان کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں کرے گا، بلکہ اس کی رحمت اور اس کی توفیق کے مطابق نیک اعمال بھی ایمان کے ساتھ شامل ہوں گے۔

یہ ان لوگوں کا رد ہے جو صرف معرفت کو ایمان کہتے ہیں، نیز ان لوگوں کا بھی جو صرف دل کی معرفت اور زبان کے اقرار کو ایمان کہتے ہیں، اگرچہ عمل نہ بھی کرے! ہم ایسے کہنے والے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

(الشریعة: ٢/٦١٨۔٦١٩)

سوال: اشارے سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص مجبوری کی وجہ سے لیٹ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا، تو وہ اشارہ سے نماز پڑھے گا، اس کے لیے کسی صورت نماز ترک کرنا جائز نہیں۔

سوال: برہنہ حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: جو کسی ایسی مجبوری میں پھنس جائے کہ اس کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کوئی کپڑا موجود نہ ہو، تو وہ برہنہ حالت میں ہی نماز پڑھے گا، البتہ اگر کپڑا تو ہے، مگر ناپاک ہے، تو وہ ناپاک کپڑے میں نماز پڑھے گا، اس صورت میں برہنہ نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: کیا باز حلال ہے؟

جواب: باز حرام ہے، کیونکہ وہ پنجے سے شکار کرنے والا پرندہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوکیلے دانت) والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے سے منع کیا ہے۔''

(صحیح مسلم : 1934)

سوال: باغی کسے کہتے ہیں؟

جواب: باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا، نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے، تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(الحجرات : ٩)

”مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔“

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سوال: باطنیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: باطنیہ خوارج کا ایک گروہ ہے، اس کے انتہائی خطرناک عقائد ہیں، کئی ضروریات دین کے منکر ہیں، ان کے کافر، بے دین اور زندیق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

❀ علامہ عبدالقاہر بغدادی، اسفرائینی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَتِ الْبَاطِنِيَّةُ مِنْ فِرَقِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ بَلْ هِيَ مِنْ فِرَقِ الْمَجُوسِ .

”باطنیہ مسلمانوں کا فرقہ نہیں ہے، بلکہ یہ مجوسیوں سے نکلا ہوا فرقہ ہے۔“

(الفَرق بين الفِرَق، ص 16)

سوال: اگر شادی شدہ مرد کسی کنواری لڑکی سے شادی کرے، تو اس کے پاس کتنا قیام کرے گا؟

جواب: اگر کسی شخص نے ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری کنواری لڑکی سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شادی کی، تو وہ نئی دلہن کے پاس ایک ہفتہ شب گزاری کرے گا اور اگر ثیبہ (شوہر دیدہ) سے شادی کی ہے، تو تین راتیں گزارے گا۔ یہ مستحب ومسنون ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَّإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

''سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کنواری لڑکی سے شادی کرے، تو اس کے پاس سات راتیں قیام کرے اور جب کوئی ثیبہ (شوہر دیدہ) سے شادی کرے، تو تین راتیں قیام کرے۔''

(صحيح البخاري : 5214، صحيح مسلم :1461)

سوال: کنوارے زانی کی سزا کیا ہے؟

جواب: کنوارے زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک آدمی آ کر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے، اس کا مدمقابل جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا، وہ بھی کھڑا ہو کر کہنے لگا: ٹھیک ہے، آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے (بات کی) اجازت دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہیے، اس نے کہا: میرا بیٹا ان کے ہاں ملازم تھا، وہ ان کی بیوی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو گیا، مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے، تو میں نے اس کے فدیے میں ایک سو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بکریاں اور ایک غلام دیا ہے، اس کے بعد میں نے علما سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور اس کی عورت پر رجم کی سزا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم واپس ہوں گے اور آپ کے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے، انیس! آپ اس آدمی کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کر لے، تو اسے سنگسار کر دیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 6827، صحيح مسلم : 1697، المنتقى لابن الجارود : 811)

سوال: طوطے کا کیا حکم ہے؟

جواب: طوطا حلال ہے، اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں، یہ پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں میں سے نہیں، اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے طوطے وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

’’ان کی خرید وفروخت بلا اختلاف جائز ہے۔‘‘

(المَجموع شرح المُهذّب : 240/9)

سوال: بحیرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: زمانہ جاہلیت میں مشرکین اپنے بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے۔ انہی جانوروں میں سے ایک کو ’’بحیرہ‘‘ کہتے تھے۔ اسلام نے ان تمام جانوروں کو حرام قرار دیا اور ان جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑنا بھی ناجائز قرار دیا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾

(المائدة : 103)

”اللہ تعالیٰ نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیے، بلکہ کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔“

سوال: کیا سمندر کا پانی پاک ہے؟

جواب: سمندر کا پانی پاک ہے، اس سے وضو اور غسل کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ فَنَحْمِلُ الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتَتُهُ» .

”ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر کرتے وقت اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر اس سے وضو کریں، تو پیاسے رہ جاتے ہیں۔ کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیا کریں؟ فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 361/2، موطأ الإمام مالك : 22/1، سنن أبي داوٗد : 83، سنن النّسائي : 59، سنن التّرمذي : 69، سنن ابن ماجه : 386-3246، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۳) امام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۱۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۳)، حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر لابن حجر: ۱/ ۱۰) حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنہ: ۵۶/۲، ح: ۲۸۱) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: ۸۲/۱) نے "صحیح" کہا ہے، حافظ ابن منذر رحمہ اللہ (الاوسط: ۱/ ۲۴۷) نے "ثابت" کہا ہے۔

❁ علامہ جوزقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مُتَّصِلٌ ثَابِتٌ . "اس کی سند متصل، ثابت ہے۔"

(الأباطيل والمَناكير: 346/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ صَحِيحٌ جَلِيلٌ . "یہ حدیث صحیح اور جلیل القدر ہے۔"

(البدر المُنير: 348/1)

سوال: بدعت کیا ہے؟

جواب: اہل علم نے بدعت کی مختلف تعبیرات بیان کی ہیں، ملاحظہ ہو؛

❁ علامہ عینی حنفی (م: ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

"دین میں بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں، جس کی اصل کتاب وسنت میں نہ ہو، دوسری تعریف یہ ہے کہ ایسا عمل، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہ پایا گیا ہو۔" (عمدة القاري: ۳۷/۲۵)

❁ علامہ شاطبی (م: ۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

طَرِيقَةٌ فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٌ تُضَاهِي الشَّرِيعَةَ يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”شریعت کی مشابہت میں نکالا گیا وہ طریقہ، جس کا مقصود عبادت میں مبالغہ ہو، بدعت کہلاتا ہے۔“(الاعتصام : ۱/۳۰)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”بدعت وہ دین ہے، جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم نہیں دیا اور جس کا حکم شریعت میں نہ ہو اس پر عمل کرنے والا بدعتی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے:﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾(الشوریٰ:۲۱)”کیا انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں؟ جنہوں نے ان چیزوں کو دین بنا دیا ہے، جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔“

(الاستقامة : ۱/۵)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (م:۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

”بدعت سے مراد وہ چیز ہے، جس کی شریعت میں کوئی اصل و دلیل نہ ہو، ہاں! جس کی شریعت میں اصل و دلیل موجود ہو، شرعی بدعت نہیں، اگرچہ لغوی اعتبار سے بدعت ہو۔“(جامع العلوم والحِکَم : ۱۹۳)

❁ نیز لکھتے ہیں:

”جس عمل کو اللہ نے اپنے قرب کا ذریعہ نہ بنایا ہو، اس کے ذریعے قرب تلاش کرنے کا عمل باطل و مردود ہے۔ جیسے مشرکین مکہ بیت اللہ میں سیٹیاں اور تالیاں بجا کر عبادت کرتے تھے۔ بدعی اعمال کے ذریعہ حصول تقرب کی مثال وہی ہے، جیسے کوئی آلات موسیقی، رقص اور احرام کے سوا سر ننگا رکھ کر اللہ کا تقرب چاہے، یا دیگر بدعات کو اللہ کے تقرب کا ذریعہ مان کر ان پہ عمل پیرا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ایک عمل اگر کسی ایک عبادت میں بہ طور نیکی کیا جاتا ہے، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دوسری عبادات میں اس کا شمول بھی نیکی بن جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دھوپ پہ کھڑے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی، اس نے بتایا کہ میں نے نذر مان رکھی ہے کہ میں بیٹھوں گا نہیں بلکہ کھڑا رہوں گا، اسی طرح سائے میں بھی نہیں آوں گا۔اسی حالت میں روزہ رکھوں گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جائیں اور سائے میں آجائیں، البتہ روزہ مکمل کریں۔آپ ﷺ نے اس آدمی کے دھوپ میں کھڑے رہنے کو نیکی نہیں بتایا کہ جس کی نذر پوری کی جائے۔روایات میں آتا ہے کہ اس آدمی نے یہ نذر جمعہ والے دن نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنتے وقت مانی تھی، آپ ﷺ منبر پر تھے، اس نے نذر مانی کہ جب تک رسول اللہ ﷺ خطبہ دیتے رہیں گے، میں تعظیماً آپ کے خطبہ کو سننے کے لیے کھڑا رہوں گا اور سائے میں نہیں آوں گا، لیکن نبی کریم ﷺ نے اسے نیکی نہیں سمجھا کہ جس کی نذر پوری کرنا ضروری ہے۔حالانکہ نماز، اذان اور وقوف عرفہ کے دوران دعا سمیت کئی مقامات پر کھڑے ہونا اور محرم کے لیے سورج کے روبرو ہونا عبادت ہے۔یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جو کام کسی ایک عبادت میں مشروع ہو، وہ دوسری عبادت میں ممنوع بھی ہوسکتا ہے، سو شریعت کے اتباع کی ضرورت ہے، جس سے کسی کام کی مشروعیت عدم مشروعیت کا معلوم ہو سکے۔‘‘

(جامع العلوم والحِکَم: ۱/۱۷۸)

❀ علامہ احمد بن محمد بن حسن شمنی حنفی رحمہ اللہ (۸۷۲ھ) لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''علم، عمل یا کوئی ایسی حالت، جسے شبہ کی بنا پر رسول اللہ ﷺ سے منقول حق کے مقابلہ میں گھڑ لیا گیا ہو اور اسے بدعت حسنہ کا نام دے کر دین قویم اور صراط مستقیم قرار دیا گیا ہو بدعت ہے۔''

(رد المحتار على الدّر المختار المعرورف به فتاوىٰ شامي : ٥٦٠/١، حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص ٣٠٣، درر الحكام شرح غرر الأحكام لملا خسرو : ٨٥/١)

❁ علامہ شریف جرجانی (م:٨١٦ھ) لکھتے ہیں:

الْبِدْعَةُ : هِيَ الْأَمْرُ الْمُحْدَثُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ، وَلَمْ يَكُنْ مِّمَّا اقْتَضَاهُ الدَّلِيلُ الشَّرْعِيُّ .

''بدعت وہ نیا کام ہے، جس پر صحابہ وتابعین کا عمل نہ ہو اور نہ ہی دلیل شرعی اس کی متقاضی ہو۔'' (كتاب التّعريفات، ص ٤٣)

سوال: کیا شہد کی شراب حلال ہے؟

جواب: خمر (شراب) جس چیز سے بھی بنائی جائے، ناجائز اور حرام ہے، البتہ شہد سے بنایا گیا نبیذ حلال ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ .

''ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔''

(صحيح البخاري : 5585، صحيح مسلم :2001)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بدعت حسنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: بدعت کو سَیِّئَة (بُری) اور حَسَنَة (اچھی) میں تقسیم کرنا درست نہیں، کیونکہ ہر بدعت سَیِّئَة (بُری) ہے، کوئی بدعت حَسَنَة (اچھی) نہیں۔

قارئین کرام! بدعت کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس کی اصل قرآن وسنت اور اجماع میں نہ ہو، تو جس کی دلیل نہ ہو، وہ حسنہ کیسے بن سکتی ہے؟

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م: ۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا التَّقْسِيمَ أَمْرٌ مُّخْتَرَعٌ، لَا يَدُلُّ عَلَيْهِ دَلِيلٌ شَرْعِيٌّ، بَلْ هُوَ نَفْسُهُ مُتَدَافِعٌ، لِأَنَّ مِنْ حَقِيقَةِ الْبِدْعَةِ أَنْ لَّا يَدُلَّ عَلَيْهَا دَلِيلٌ شَرْعِيٌّ، لَا مِنْ نُصُوصِ الشَّرْعِ، وَلَا مِنْ قَوَاعِدِهٖ.

”بدعت کی تقسیم بذات خود اختراع وبدعت ہے، کیوں کہ اس تقسیم پر کوئی دلیل شرعی نہیں، بلکہ بدعت کی تعریف ہی اس تقسیم کا رد کرتی ہے، بدعت کی تعریف یہ ہے کہ اس پر کوئی شرعی نص یا شرعی قاعدہ دلالت نہ کرے۔“

(الاعتصام: ١/٢٤٦)

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾(النّحل : ١١٦)

’’اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے کسی چیز کو اپنی صواب دید سے حلال یا حرام قرار نہ دیا کرو، اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کامیاب نہیں ہوسکتے۔‘‘

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م:۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

’’ہر وہ شخص جس نے کسی شرعی ثبوت ودلیل کے بغیر کوئی بدعت جاری کی، وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ایسا انسان محض اپنی رائے اور نفسانی خواہش سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔‘‘

(تفسير ابن كثير : ٧٧٩/٢)

بدعت جاری کرنے کا مطلب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے، تو کیا اللہ پر باندھا ہوا جھوٹ سیئہ یا حسنہ میں تقسیم ہوسکتا ہے؟

❁ اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے میں فرمایا:

﴿وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ أَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(البقرة : ٨٠)

’’وہ کہتے ہیں کہ ہم گنتی کے چند دن آگ میں جلیں گے، اے محمد ﷺ کہہ دیجئے! کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ وہ اس کی خلاف ورزی نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرے؟ یا بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ بولتے ہو؟''

معلوم ہوا کہ دینی احکام و مسائل میں بغیر دلیل کے بات کرنا اللہ پر بہتان و افترا ہے۔اس کو اللہ پر جھوٹ کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے؟اور بدعت میں یہی تو ہوتا ہے کہ جس چیز کو اللہ نے دین نہ کہا ہو،اس کو دین کہہ دیا جاتا ہے،لہٰذا کسی صورت اللہ پر جھوٹ کو حسنہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِي دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾(النّساء : ١٧)

''اہل کتاب!دین میں غلو مت کرو،اور اللہ پر جھوٹ مت باندھو۔''

اس آیت میں ''غلو فی الدین'' سے منع کیا گیا ہے،اور بدعت غلو ہی کی ایک صورت ہے،سو ایسے ممنوع کام کو ''حسنہ'' نہیں کہا جا سکتا،وہ سیئہ ہی ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .

''بدعت قبیح ترین عمل ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

(صحيح مسلم : ٨٦٧/٤٣)

اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی رحمہ اللہ (م:٦٧١ھ) کہتے ہیں:

يُرِيدُ مَا لَمْ يُوَافِقْ كِتَابًا أَوْ سُنَّةً، أَوْ عَمَلَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہر وہ عمل ہے،جو کتاب و سنت اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق نہ ہو۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسير القرطبي : ٨٧/٢)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م:۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ : كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، مَا أُحْدِثَ وَلَا دَلِيلَ لَهٗ مِنَ الشَّرْعِ بِطَرِيقٍ خَاصٍّ وَّلَا عَامٍّ .

”ہر بدعت گمراہی ہے، اس سے مراد ہر وہ نئی چیز ہے، جس کی شریعت میں خاص یا عام کوئی دلیل نہ ہو۔“ (فتح الباري : ٢٥٤/١٣)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .

”جو ہمارے دین میں ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل (کتاب وسنت و اجماع میں) نہ ہو، وہ باطل ہے۔“

(صحيح البخاري : ٢٦٩٧، صحيح مسلم : ١٧١٨/١٧)

جو عمل کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت نہ ہو، وہ بدعت ہے اور باطل ہے اور باطل حسنہ نہیں ہوسکتا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر بدعت گمراہی ہے۔“ اس پر عمل ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو اپنے عموم پر رکھا جائے۔ جو لوگ بدعت کو سیئہ وحسنہ میں تقسیم کرتے ہیں اور نص پہ استدلال کرتے ہیں کہ فلاں کام کی ممانعت دین میں نہیں، لہذا وہ بدعت حسنہ ہے، وہ لوگ واضح خطا پر ہیں۔“

(مجموع الفتاوٰی : ٣٧٠/١٠۔ ٣٧١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً.

''ہر بدعت گمراہی ہے، خواہ لوگ اسے ''حسنہ'' کا نام دیں۔''

(السّنة للمَروزيّ: ٢٤، المَدخَل إلى السّنن الكبرٰى للبيهقي: ١٩١، وسندهٗ صحيحٌ)

جلیل القدر صحابی ہر بدعت کو گمراہی قرار دے رہے ہیں اور صاف بتا رہے ہیں کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں۔

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَمَا ابْتُدِعَ، فَإِنَّ مَا ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ.

''بدعات سے بچو، کیونکہ بدعت گمراہی ہے۔''

(سنن أبي داوٗد: ٤٦١١، حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢٣٣/١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۴۶۰/۴،۲۷۰/۳) نے اس قول کو امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر بدعت کو ضلالت قرار دے رہے ہیں، لہٰذا بدعت میں حسن وخوبی نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِيَّايَ وَالْبِدَعَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ.

''اللہ کے دین میں بدعات جاری کرنے سے بچیں۔''

(البِدَع والنّهي عنها لمحمّد بن وضّاح القرطبي: ٧٥، وسندهٗ صحيحٌ)

جلیل القدر صحابی مطلق طور پر بدعات سے منع کر رہے ہیں، لہٰذا ہر بدعت ممنوع اور بری ہے۔ اگر کچھ بدعات اچھی بھی ہوتیں، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ بری بدعات جاری کرنے سے بچو اور اچھی بدعات جاری کرتے رہو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ہر خطبہ میں فرماتے تھے:

كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا .

”(دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور بدترین اعمال بدعات ہی ہیں۔“

(البِدَع والنّهي عنها للقرطبي : ٦١، المعجم الكبير للطّبراني : ١٠٠/١، وسندهٗ صحيحٌ)

جب ہر بدعت گمراہی ہے، تو گمراہی کو اچھا کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م:۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

”سلف صالحین صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کا بدعت اور بدعتی کی مذمت اور انہیں قبیح جانتے ہوئے ان سے دور رہنے پر اجماع ہے، سلف سے اس بارے میں توقف یا اس کی کسی صورت کا استثنا ثابت نہیں، ہماری تحقیق میں ہر بدعت کو باطل بلکہ ناحق کہنے پر اجماع ہے۔“

(الاعتصام : ١٤١/١)

جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے، وہ عام ہیں، ان میں تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں۔

❁ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَهْبَانِيَّةَنِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ (الحديد : ٢٧)

”نصاریٰ نے دین میں رہبانیت کی بدعت نکالی، ہم نے یہ کام ان کے لئے مشروع نہیں کیا تھا، مگر انہوں نے رضائے الٰہی کی چاہت میں ایسا کیا اور اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی کما حقہ پابندی بھی نہیں کی۔''

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ دین میں اپنی طرف سے اضافہ بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے اس فعل قبیح پر مذمت فرمائی ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن عمر رستہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کی موجودگی میں اہل بدعت اور عبادت میں ان کی جہد کا ذکر ہوا، تو فرمایا:

''اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول کرے گا، جو توحید و سنت کے مطابق ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ﴾ (الحديد : ٢٧) ''انھوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی، جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔'' اللہ نے ان کا یہ عمل قبول نہیں کیا، بلکہ اس پر انہیں جھاڑ پلائی۔ پھر امام صاحب نے فرمایا: توحید و سنت کو لازم پکڑیں۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني : ٨/٩، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''جس کام کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو، شرعاً اسے بدعت کہا جاتا ہے۔ جس کام کی اصل و دلیل موجود ہو، وہ بدعت نہیں۔ لہٰذا شریعت میں جسے بدعت کہا جاتا ہے، وہ مذموم ہے، لغوی معنی کے اعتبار سے بدعت مذموم نہیں۔''

(فتح الباري : ٢٥٣/١٣)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (م: ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' یہ فرمان جامع کلمات میں سے ہے، کوئی عمل اس کے حکم سے خارج نہیں۔ یہ حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہے اور اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ ہے: ''جو شخص ہمارے دین میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل اس (کتاب وسنت اور اجماع) میں نہ ہو، وہ باطل ہے۔'' چنانچہ کسی کام کو دین کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد دین کے کسی اصول پر نہیں ہوتی تو وہ کام گمراہی کہلائے گا، دین اس سے بری ہے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہو یا ظاہری و باطنی اقوال و اعمال سے۔ بعض سلف کے کلام میں بعض بدعات کی تحسین وارد ہوئی ہے، یہ تحسین لغوی بدعات کی ہے، شرعی بدعات کی نہیں۔''

(جامع العلوم والحِکَم، ص ۱۹۳)

معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذمومہ ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدے سے ہو، یا اعمال سے، لہٰذا یہ کہنا بالکل غلط ہے:

''ثابت ہوا کہ بدعت عقیدے کو فرمایا گیا۔'' (جاء الحق، ص ۲۰۵)

کیونکہ جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے، وہ عام ہیں۔ ان میں تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (م: ۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ مَا أُحْدِثَ بَعْدَ عَهْدِ الصَّحَابَةِ لَا يَكُونُ حَسَنًا .

''عہد صحابہ کے بعد جاری ہونے والی کوئی بدعت ''حسنہ'' نہیں ہو سکتی۔''

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة : ۴۹۳/۱)

ثابت ہوا کہ عمل صحابہ بدعت نہیں ہوتا، جس کسی نے بدعت کہا ہے، تو اس کی مراد بدعت لغوی ہے، نہ کہ شرعی۔

سوال: کیا تراویح کی جماعت بدعت ہے؟

جواب: تراویح کی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہو، وہ بدعت کیسے ہوسکتا ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں لوگوں نے بھی نماز پڑھی، اگلی رات نماز پڑھائی، تو نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر لوگ تیسری یا چوتھی رات بھی جمع ہوئے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے نہ نکلے۔ صبح ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ کا شوق عبادت دیکھا، لیکن باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے، راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کا واقعہ ہے۔“

(صحيح البخاري : 1129، صحيح مسلم :177/761، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری رات مسجد میں نمازی بڑھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات مسجد تنگی داماں کا شکوہ کرنے لگی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے، حاضرین مسجد کہنے لگے: نماز (تراویح)! لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے وقت ہی تشریف لائے۔“

(صحيح البخاري : 2012، صحيح مسلم :178/761)

❁ دوسری روایت میں ہے:

خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”مجھے خدشہ ہوا کہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے اور آپ اس سے عاجز آ جائیں۔“

(صحیح البخاري: 924، صحیح مسلم: 178/761)

دراصل بعض حضرات کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول سمجھنا مشکل ہو گیا، تو انہوں نے جھٹ سے جماعتِ تراویح کو بدعت کہہ دیا۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ .

”(ہمارے زمانے میں) اس کی تجدید تو کیا خوب ہے!“

(صحیح البخاري: ۲۰۱۰)

باجماعت تراویح کو بدعت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تراویح کی جماعت کرائی ہے، پھر خدشہ کے پیشِ نظر ترک کر دی، جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں دوبارہ نمازِ تراویح باجماعت ادا ہوتے دیکھی، تو اس کی تحسین فرمائی، کیوں کہ اس کی اصل عہد نبوی میں موجود تھی، لہٰذا اس سے مراد حقیقی بدعت نہیں، بلکہ لغوی بدعت ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (م: ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ فِيمَا صَنَعَ خِلَافُ مَا مَضٰى مِنْ كِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ، فَلَمْ يَكُنْ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ، بَلْ كَانَ إِحْدَاثَ خَيْرٍ، لَّهٗ أَصْلٌ فِي السُّنَّةِ .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف نہیں تھا، لہٰذا یہ گمراہی والی بدعت نہیں، بلکہ یہ ایسی بھلائی کا احیا تھا، جس کی اصل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھی۔“ (السّنن الصّغیر: ۸۱۷)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (م: ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' یہ فرمان جامع کلمات میں سے ہے، کوئی عمل اس کے حکم سے خارج نہیں۔ یہ حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہے اور اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ ہے: ''جو شخص ہمارے دین میں ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل اس (کتاب وسنت اور اجماع) میں نہ ہو، وہ باطل ہے۔'' چنانچہ کسی کام کو دین کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد دین کے کسی اصول پر نہیں ہوتی، تو وہ کام گمراہی کہلائے گا، دین اس سے بری ہے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہو یا ظاہری و باطنی اقوال واعمال سے۔ بعض سلف کے کلام میں بعض بدعات کی تحسین وارد ہوئی ہے، یہ تحسین لغوی بدعات کی ہے، شرعی بدعات کی نہیں۔ لغوی طور پر کسی کام کو بدعت کہنے کی ایک مثال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے، انہوں نے رمضان المبارک میں مسجد کے اندر لوگوں کو جمع کر کے ان کے لیے ایک امام منتخب کیا، پھر ایک دن آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، دیکھا کہ صحابہ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، تو فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے!''

(جامع العلوم والحِکَم: ۲/۱۲۸)

سوال: جہر کے ساتھ اجتماعی ذکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذکر الٰہی مشروع و مستحب ہے، مگر اونچی آواز سے اجتماعی ذکر کرنا بدعت ہے، کیونکہ ذکر کی یہ ہیئت کتاب وسنت اور عمل صحابہ کے موافق نہیں ہے۔

❁ عمرو بن سلمہ ہمدانی، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ہم صبح کی نماز سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

ہوئے تھے کہ آپ گھر سے نکلیں اور ہم آپ کے ساتھ مسجد جائیں۔سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا: ابو عبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکل آئے ہیں؟ عرض کیا: ابھی تو نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے، تو ہم ان کی طرف لپکے۔سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو عبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں بہت عجیب کام دیکھا ہے، الحمد للہ! وہ خیر کا کام ہی لگتا ہے، پوچھا! وہ کونسا کام ہے؟ عرض کیا: زندگی رہی تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں لوگوں کے کئی حلقے دیکھے، وہ لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہے، جو کہتا ہے کہ سو دفعہ اللہ اکبر کہو، لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہو، لوگ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو، وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: آپ نے ان سے کیا کہا؟ عرض کیا: میں نے تو کچھ نہیں کہا، آپ کی رائے اور فیصلے کا انتظار تھا۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے کہہ دیتے کہ وہ (تسبیحات نہیں، بلکہ) اپنی برائیاں شمار کریں اور میں ضامن ہوں کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر آپ ہمارے ساتھ نکلے اور ایک حلقے کے پاس پہنچ گئے، وہاں رُک کر فرمایا: یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! ہم کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ شمار کر رہے ہیں۔ فرمایا: اپنے گناہ شمار کریں! میں ضامن ہوں کہ آپ کی

www.KitaboSunnat.com

کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ مزید فرمایا: آہ، اے امتِ محمد ﷺ! کتنی جلدی آپ پر ہلاکت آ گئی۔ نبی ﷺ کے صحابہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو آپ محمد ﷺ کے طریقے سے بہتر طریقے پر ہو یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ وہ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! واللہ، ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے تھے۔ فرمایا: کتنے ہی نیکی کے طلب گار ہیں، جو نیکی کو نہیں پا سکتے۔ رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! لگتا ہے کہ ان میں اکثریت تمہاری ہوگی، اتنا کہہ کر آپ واپس آ گئے۔ عمرو بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر تیر برسا رہے تھے۔''

(سنن الدّارمي: ۱/۶۰۔۶۱، اتّحاف المَهرة لابن حجر: ۱۰/۳۹۹۔ ۴۰۰، وسندہٗ حسنٌ)

❁ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عمرو بن عبداللہ بن فرقد سلمی اور معضد نے مسجد بنائی، وہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اکبر اور الحمد للہ کا ورد کرتے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی، تو خبر دینے والے سے فرمایا کہ یہ لوگ جس وقت دوبارہ بیٹھیں، مجھے اطلاع دیجئے گا، جب مخبر نے اطلاع کی، تو آپ وہاں گئے۔ اس وقت آپ نے سر پر ٹوپی اوڑھ رکھی تھی وہ ٹوپی اتاری اور فرمانے لگے میں ام عبد کا بیٹا ہوں، اللہ کی قسم! تم لوگوں نے ایک سیاہ بدعت جاری کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے یا علم و فضل میں اصحاب محمد ﷺ سے بڑھ گئے ہو، تو معضد نامی منہ پھٹ بولا: اللہ کی قسم! نہ تو ہم بدعت کے مرتکب ہیں اور نہ ہی اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ علم والے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اگر پہلوں کی اتباع کرتے رہو گے، تو وہ واضح ہدایت پر تھے اور اگر دائیں بائیں جانے لگے، تو کھلی گمراہی تمہارا مقدر ہے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : ۱۲٦/۹، ح : ۸٦۳۳، وسندهٗ حسنٌ)

❀ مسیّب بن نجبہ رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے:
''میں نے مسجد میں چند لوگوں کا حلقہ دیکھا، وہ کہہ رہے تھے کہ جس نے اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہا اس کے لئے اتنا اجر ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: علقمہ! اٹھئے، میرے ساتھ چلئے، جب آپ نے ان کا حلقہ دیکھا، تو علقمہ سے کہا، ان کا دھیان دوسری طرف کریں، جب آپ نے ان کا ذکر سن لیا، تو فرمایا: یا تو تم گمراہی اور گناہ کے مرتکب ہو یا اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت والے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : ۱۲۵/۹، ح : ۸٦۲۸، حسنٌ)

❀ اس سے ملتے جلتے ایک اور واقعہ کے بعد آپ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ لَأَهْدٰى مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابِهٖ، إِنَّكُمْ لَمُتَمَسِّكُونَ بِطَرَفِ ضَلَالَةٍ.

''یا تو تم لوگ محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا گمراہی کا راستہ چن چکے ہو۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : ۱۲۸/۹، ح : ۸٦۳۹، وسندهٗ صحيحٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن دقیق العید (م:۷۰۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنْكَرَ هٰذَا الْفِعْلَ، مَعَ إِمْكَانِ إِدْرَاجِهِ تَحْتَ عُمُومِ فَضِيلَةِ الذِّكْرِ.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ اس فعل پر نکیر کی ہے، حالانکہ ذکر کے عمومی دلائل کے تحت اس کا ادراج ممکن تھا۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام: ۲۰۲/۱)

جب ذکر جیسے مشروع کام کی ہیئت، طریقہ، رنگ ڈھنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہ صرف بدعت قرار دیا، بلکہ امت کی تباہی و بربادی کا سبب قرار دیا، تو ان کے مذکورہ قول سے صدیوں بعد جنم لینے والی بدعات کو سہارا کیسے دیا جا سکتا ہے؟

سوال: نماز فجر اور نماز عصر کے بعد مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت اور مستحب عمل ہے، مگر اسے کسی وقت یا عمل کے ساتھ خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے، لہٰذا بغیر ملاقات کے، نماز فجر اور عصر کے بعد بالخصوص مصافحہ کرنا بدعت ہے، کیونکہ شریعت میں اس وقت مصافحہ مشروع نہیں کیا گیا۔

❁ علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

''نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ کرنا بہر صورت مکروہ ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی نماز کی ادائیگی کے بعد مصافحہ نہیں کیا، نیز یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔''

(فتاویٰ شامی: 381/6)

❁ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہمارے موجودہ زمانے میں اکثر علاقوں، خصوصاً دکن کے علاقوں، جو بدعتوں اور فتنوں کا گڑھ ہیں، میں دو کام رواج پا گئے ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ لوگ نمازِ فجر کے وقت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے سلام نہیں کہتے، بلکہ داخل ہو کر سنتیں ادا کرتے ہیں، پھر فرض ادا کرنے اور اذکار کرنے کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ یہ ایک قبیح امر ہے، کیونکہ سلام کہنا تو ملاقات کے وقت سنت ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، نہ کہ مجلس کے دوران۔ دوسرے یہ کہ وہ نماز فجر وعصر، عیدین اور جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، حالانکہ مصافحہ بھی ملاقات کے شروع ہی میں سنت ہے۔“

(السّعاية في الكشف عمّا في شرح الوقاية، ص 264)

سوال: بدعتی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل بدعت مذموم ہیں، بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (م:۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

”اگر آج کوئی شخص امت میں نیا کام جاری کرتا ہے، وہ کام جس پر اسلاف امت نہیں تھے، تو وہ باور کروا رہا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے۔ (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة : ٣) ”آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے۔“ جو چیز دور سلف میں دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں۔“ (الإحكام لابن حزم : ٨٥/٦، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں یوں سمجھئے کہ میں اگر بدعت جاری کرتا ہوں، تو گویا میں یہ باور کروا رہا ہوں کہ دین ناقص تھا، جسے میں نے مکمل کر دیا، یہ کارثواب تھا، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کیا اور میں بیان کر رہا ہوں، یوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز کی کوشش کرتا ہوں، ہر بدعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش قدمی ہے، اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اہل ایمان بدعت کے تصور ہی سے کانپ جاتے ہیں۔

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م:۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

''جان لیجیے کہ بدعت کی موجودگی میں نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ بدعتی کی مجالس سے عصمت چھین لی جاتی ہے، وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ بدعتی کو اللہ نے ملعون قرار دیا ہے اور جو شخص بدعتی کے پاس جاتا ہے وہ اسلام کے انہدام میں اس کا معاون بنتا ہے۔ اس کی عبادت اسے اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔ بدعت، بغض و عناد کا سبب ہے، نیز شفاعت رسول سے محروم کرتی اور سنتوں کو مٹاتی ہے۔ بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام انسانوں کا گناہ ہوگا، جو اس پر عمل کریں گے۔ اس کی معافی نہیں ہوگی۔ اس پر ذلت و رسوائی اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے دُور کر دیا جائے گا، ڈر ہے کہ وہ کفار میں شمار کیا جائے اور وقت آخر برے انجام کا شکار ہو۔ روز آخرت روسیاہ ہوگا اور اسے عذاب جہنم سے دوچار کیا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیزاری کا اعلان کیا ہے، مسلمان اس سے بری ہیں۔ شدید خدشہ ہے کہ عذاب آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کوئی بڑا فتنہ اسے آن لے گا۔“

(الاعتصام: ۱/۱۰۶۔ ۱۰۷)

سوال: سری اذکار کو جہری ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: جن اذکار کو سری آواز سے پڑھنا مشروع ہے، انہیں اونچی آواز سے پڑھنا جائز نہیں، ورنہ عمل بدعت بن جائے گا، کیونکہ کسی جائز ومشروع عمل میں غیر ثابت کیفیت داخل کر دی جائے، تو وہ عمل بدعت بن جاتا ہے۔

سوال: کیا مستحب کام کو واجب کا درجہ دینا اسے بدعت بنا دے گا؟

جواب: جی ہاں، کسی جائز یا مستحب عمل کے ساتھ واجب کی طرح معاملہ کرنا اسے بدعت بنا دے گا۔

❀ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ .

”اپنی نماز میں اس طرح شیطان کا حصہ نہ بنالیں کہ (سلام کے بعد) دائیں جانب سے مقتدیوں کی طرف پھرنا اپنے اوپر لازم کر لیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی دفعہ بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے۔“

(صحيح البخاري: ۸۵۲، صحيح مسلم: ۷۰۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جائز ومستحب کام پر اصرار کرنا، اس کے ساتھ واجب کا معاملہ کرنا، اسے شیطانی کام بنا دیتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (م: ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ جو شخص مستحب عمل پر دوام کرے، اسے عزیمت سمجھ کر رُخصت پر عمل چھوڑ دے، تو شیطان نے اسے گمراہ کر دیا ہے، پھر اس کا کیا بنے گا، جو بدعت اور منکر عمل پر ہمیشگی کرتا ہے؟“

(شرح المشکوٰۃ: ۱۰۵۱/۳)

سوال: کیا عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا اجراء بدعت ہے؟

جواب: جی ہاں، عیدین کے لیے اذان و اقامت کہنا بدعت ہے، کیونکہ عہد نبوی میں عیدین بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی جاتی تھیں۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ.

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین ادا کیں، اس کے لیے نہ اذان کہی گئی اور نہ اقامت۔“

(صحیح مسلم: 887)

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”عید کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز عید) میں شرکت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے بجائے نماز سے ابتدا کی، اس میں نہ کوئی اذان تھی اور نہ اقامت۔“

(صحیح مسلم: 885)

سوال: غیر مسلموں سے مشابہت کا کیا حکم ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(جواب): غیر مسلموں سے مذہبی اُمور میں مشابہت جائز نہیں۔ اس کی مذمت بیان کی گئی ہے، البتہ دنیاوی جائز اُمور میں مشابہت اختیار کرنا ممنوع نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَ الذِّلَّةُ، وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

''ذلت و رسوائی میرے حکم کی مخالفت کرنے والے کا مقدر ہے اور جس نے کسی (غیر مسلم) قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں سے ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢/٥٠، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی سند کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (اقتضاء الصّراط المستقیم : ١/٢٥٠) نے ''جید'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سِیَر أعلام النّبلاء : ١٥/٥٠٩) نے ''صالح'' حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخریج أحادیث الإحیاء : ٣١٨) نے ''صحیح'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباري : ١٠/٢٧١) نے ''حسن'' کہا ہے۔

(سوال): طلاق بدعی کسے کہتے ہیں؟

(جواب): طلاق سنی یہ ہے کہ عورت کو ایسے طہر میں ایک طلاق دی جائے، جس میں اس سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے گئے ہوں۔ جو طلاق اس طریقہ سے ہٹ کر ہو، وہ بدعی طلاق ہے۔ بدعی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حالت حیض میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایامِ مخصوصہ میں طلاق مکروہ ہے، لیکن واقع ہو جاتی ہے، جیسا کہ

❁ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں:

"انہوں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیجیے، پھر طہر یا حمل میں طلاق دیں۔"

(صحيح البخاري : 5252، صحيح مسلم : 1471، واللفظ لهٗ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ پر یوں تبویب فرمائی ہے:

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ .

"حائضہ کو دی گئی طلاق شمار ہو گی۔"

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

"میں نے حیض میں طلاق دی۔ (میرے والد گرامی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا، تو فرمایا: انہیں رجوع کا حکم دیں، پھر طلاق دینا چاہیں، تو طہر میں دیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا۔ فرمایا: جی ہاں۔"

(سنن الدارقطني : 5/4، السنن الكبرٰى للبيهقي : 326/7، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”میں نے حیض میں طلاق دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔“

(مسند الطيالسي : 68، مسند عمر بن الخطّاب لابن النجّاد : 1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ .

”یہ ایک طلاق شمار ہوئی۔“(صحیح البخاري : 5253)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ نَّحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الْبِدَعِ لَا يُقْتَدٰى بِهِمْ .

”جن اہل علم کو ہم جانتے ہیں سبھی نے یہ کہا کہ حیض میں طلاق واقع ہوگی، البتہ بعض اہل بدعت نے اس کے خلاف کہا ہے، ان کی بات ناقابل التفات ہے۔“

(الإشراف : 187/5)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اگرچہ سب اہل علم کے ہاں حیض میں دی گئی طلاق بدعت اور غیر مسنون ہے، لیکن سب کے نزدیک واقع ہو جائے گی۔ صرف اہل بدعت نے اس کی مخالفت کی ہے۔“

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 58/15)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جب خاوند اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دے، تو وہ اس حیض کو عدت میں شمار نہیں کرے گی، جس میں طلاق واقع ہوئی ہے۔......اس پر اجماع ہے۔“

(البِناية شرح الهداية : 607/5)

سوال: اگر غیر مدخولہ بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، اب چونکہ غیر مدخولہ کی ایک ہی طلاق ہوتی ہے، لہٰذا غیر مدخولہ کو حالت حیض میں طلاق ہو جائے، تو عقد سے نکل جاتی ہے۔

سوال: کیا حج قران کے لیے ہدی (جانور) ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، حج قران (عمرہ اور حج کا اکھٹا احرام باندھنا) کے لیے ہدی (قربانی کا جانور) ہونا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حج قران کیا اور جانور ذبح کیا۔

❀ ابو جعفر محمد بن علی باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا: مجھے نبی کریم ﷺ کے حج کے متعلق بتائیں، تو انہوں نے انگلیوں پر نو (۹) تک گنا، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ (مدینہ میں) نو سال رہے، لیکن (اس عرصہ میں) حج نہیں کیا، پھر دسویں سال لوگوں میں اعلان کرایا کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے جا رہے ہیں، یہ سن کر بہت سے لوگ مدینہ میں جمع ہو گئے اور ہر ایک کی یہ حسرت تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور آپ کے عمل کے مطابق عمل کرے، رسول اللہ ﷺ (حج کے لیے) نکلے، تو ہم بھی آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، جب ہم ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے، تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر کو جنم دے دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: غسل کریں اور (شرمگاہ پر) مضبوطی سے کپڑا باندھ کر احرام باندھ لیں، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی پھر قصواء (اونٹنی) پر سوار ہوئے، حتی کہ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی، تو میں نے تا حد نگاہ رسول اللہ ﷺ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں سوار اور پیادہ لوگوں کا جم غفیر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے، آپ پر قرآن کا نزول ہوتا تھا، آپ اس کی تاویل وتفسیر جانتے تھے، آپ جو جو عمل کرتے ہم بھی ویسے ہی کرتے جاتے۔ آپ ﷺ نے توحید کا اعلان کیا: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ» (میں حاضر ہوں الہٰی! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور ہر قسم کی بادشاہت تیرے لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں) اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا، وہ بھی تلبیہ کہتے تھے (یعنی لوگوں نے کچھ الفاظ کا اضافہ کیا) لیکن رسول اللہ ﷺ نے کسی کا انکار نہیں کیا (منع نہیں کیا) اور رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حج ہی کے ارادے سے نکلے تھے، ہمیں عمرے کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا، یہاں تک کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں آئے، تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تین چکروں میں رمل کیا اور چار میں معمول کے مطابق چلے، پھر مقام ابراہیم کی طرف تشریف لائے، تو یہ آیت تلاوت کی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ) آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کیا، جعفر بن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

محمد کہتے ہیں: میرے والد بیان کرتے تھے: مجھے تو یہی معلوم ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ہی بیان کیا ہے کہ آپ دو رکعتوں میں سورت اخلاص اور سورت کافرون پڑھتے تھے، پھر بیت اللہ کی طرف پلٹے اور حجر اسود کا بوسہ لیا پھر دروازے سے صفا کی طرف نکل گئے، جب صفا کے قریب پہنچے، تو یہ دعا پڑھی «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ» (صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، میں وہیں سے (سعی) شروع کرتا ہوں، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے۔)، آپ نے صفا سے ابتدا کی اور اس پر چڑھ گئے، جب بیت اللہ پر نظر پڑی، تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور توحید بیان کی اور فرمایا: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور تمام تعریفیں اسی کو زیبا ہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جماعتوں کو اکیلے ہی شکست دے دی) پھر اس (سعی) کے درمیان دعا مانگی اور یہی کلمات تین مرتبہ دہرائے، پھر آپ مروہ کی طرف اتر گئے، یہاں تک کہ جب آپ کے قدم نشیب (اترائی) پر پڑے، تو وادی کے درمیان تیز دوڑنے لگے، جب ہم چڑھائی پر آتے، تو معمول کے مطابق چلنے لگتے، حتی کہ مروہ پر چڑھ کر بھی آپ نے ویسے ہی کیا جیسے صفا پر کیا تھا، حتی کہ جب (سعی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے) آخری چکر میں مروہ پر چڑھے تو فرمایا: اگر وہ حالات جو مجھے بعد میں معلوم ہوئے، پہلے معلوم ہو جاتے، تو میں ہدی (قربانی) کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اسے (حج کو) عمرہ میں تبدیل کر دیتا، چنانچہ آپ میں سے جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول دے اور اس (حج) کو عمرہ میں تبدیل کر لے۔ نبی کریم ﷺ اور جن کے پاس ہدی کے جانور تھے ان کے سوا سب لوگوں نے احرام کھول دیا اور بال کترائے۔ سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! یہ (حکم) اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دو مرتبہ فرمایا: عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو گیا ہے، یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ راوی کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹ لے کر آئے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انھوں نے کنگھی کی ہوئی ہے، رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ بھی لگا رکھا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان پر اعتراض کیا، تو کہنے لگیں: میرے والد محترم نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس فعل پر اکسانے کے لیے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ وہ بات دریافت کرسکوں، جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہے اور میں نے اس پر اعتراض کیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سچ کہتی ہیں، وہ سچ کہتی ہیں۔ آپ نے جب احرام باندھا تھا، کیا نیت کی تھی؟ عرض کیا: میں نے التجا کی تھی: الٰہی! میں بھی اسی کا احرام باندھتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوں جس کا تیرے رسول ﷺ نے باندھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تو قربانی کا جانور ہے، آپ بھی احرام نہ کھولیں۔ ہدی کے جتنے جانور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور نبی کریم ﷺ مدینہ سے لائے تھے ان کی تعداد سو تھی، نبی کریم ﷺ اور جن کے پاس ہدی کے جانور تھے، ان کے سوا سب لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال کترائے۔ جب ترویہ (آٹھ ذوالحج) کا دن تھا، تو وہ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے (منی کا رخ کیا) اور حج کا احرام باندھا، رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نماز پڑھی (اگلے روز) نماز فجر پڑھ کر تھوڑی دیر انتظار کیا حتی کہ سورج طلوع ہو گیا، آپ نے نمرہ میں بالوں سے بنا ہوا خیمہ لگانے کا حکم دیا، لگا دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے منی سے چلنا شروع کر دیا، قریش کو یقین تھا کہ جس طرح دور جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ بھی مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس قیام فرمائیں گے، لیکن رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزر کر عرفات کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ نمرہ کے مقام پر ایک خیمہ نصب کیا ہوا ہے، آپ نے وہیں پڑاؤ کیا، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا، تو آپ نے قصواء نامی اونٹنی منگوائی، اس پر زین سجائی گئی تو آپ اس پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جس طرح تمہارے آج کے دن کی، اس ماہ اور اس شہر میں حرمت ہے۔ سن لیں! زمانہ جاہلیت کے تمام امور میرے ان قدموں تلے ہیں (یعنی آج سے معطل ہیں) جاہلیت کے خون بھی میرے ان قدموں تلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، سب سے پہلا خون جسے میں معاف کرتا ہوں وہ ہمارے خاندان کے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، وہ بنو سعد میں دودھ پیتا بچہ تھا، ہذیل (قبیلہ) نے اسے قتل کر دیا۔ زمانہ جاہلیت کا سود موقوف کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے عباس بن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں چنانچہ وہ سب ختم کر دیا گیا ہے۔ خواتین کے (حقوق کے) متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، کیوں کہ تم نے اللہ کی امانت کے طور پر انہیں (اپنے عقد میں) لیا ہے، اللہ کے کلمہ (نکاح) کے ذریعے تم نے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے (یعنی انہیں بیویاں بنایا ہے) تمہارے ان پر حقوق یہ ہیں کہ وہ آپ کے کسی بھی ناپسندیدہ شخص کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں، اگر وہ حکم عدولی کریں، تو پھر اس انداز میں مارو کہ نشان نہ پڑیں اور دستور کے مطابق ان کے نان ونفقہ (اخراجات) کی ذمہ داری تمہارے ذمہ ہے۔ میں تمہیں کتاب اللہ دے کر جا رہا ہوں اگر تم اس کو تھامے رکھو گے (اس پر عمل پیرا ہو گے) تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ آپ سے میرے متعلق پوچھا جائے گا، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے تھے، اپنی امت کی خیر خواہی کی تھی اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہو گئے۔ آپ نے شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: الٰہی! گواہ رہنا، الٰہی! گواہ رہنا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، اقامت (تکبیر) کہی، آپ نے نماز ظہر ادا کی پھر اقامت کہی تو نماز عصر ادا کی اور آپ نے ان دونوں (نمازوں) کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

درمیان کچھ (نفل وغیرہ) نہیں پڑھا۔ پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوکر میدان عرفات میں آئے تو اپنی قصواء اونٹنی کے پیٹ کو چٹانوں کی طرف کیا اور جبل مشاۃ (ایک جگہ کا نام یا ٹیلہ وغیرہ) کو اپنے سامنے رکھا اور سورج غروب ہونے تک قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے رہے حتیٰ کہ زردی بھی تھوڑی سی غائب ہونے لگی، جب سورج مکمل طور پر غروب ہوگیا تو آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور سفر شروع کر دیا، آپ ﷺ نے اونٹ کی نکیل کو اس طرح کھینچا کہ اس (اونٹنی) کا سر پالان کے اگلے سرے سے آلگا۔ آپ اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے: آرام سے چلیں۔ جہاں کہیں ریت کا ٹیلہ یا پہاڑ (چڑھائی) آتا تو آپ نکیل ڈھیلی کر دیتے تاکہ وہ چڑھ جائے۔ (اسی طرح) آپ مزدلفہ پہنچ گئے تو آپ نے ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشا کو جمع کیا، پھر طلوع فجر تک رسول اللہ ﷺ لیٹے رہے جب فجر طلوع ہوئی، تو آپ نے فجر کی نماز پڑھی۔ ابن یحییٰ کہتے ہیں: حسن بن بشیر نے جابر کی روایت میں اس جگہ کہا تھا: اذان اور اقامت کے ساتھ، جب کہ نفیلی نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے۔ پھر آپ قصواء پر سوار ہوکر مشعر حرام تشریف لائے، تو اس پر چڑھے اور الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ پڑھا، خوب روشنی ہونے تک آپ نے وہیں وقوف کیا۔ پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے، فضل بن عباس کو پیچھے سوار کر لیا، جو حسین بالوں، سفید رنگت اور خوبصورت چہرے والے شخص تھے، جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے، تو فضل ان عورتوں کو دیکھنے لگے جو ہودجوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھی جا رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فضل نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرف اپنا ہاتھ رکھا، تو فضل نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، وہ انہیں دیکھے جا رہے تھے، یہاں تک کہ جب وادی محسر میں پہنچے، تو آپ نے سواری کو تھوڑا سا تیز کیا۔ پھر اس درمیانی راستہ کو اختیار کیا جو جمرہ کبریٰ تک پہنچاتا ہے۔ درخت کے پاس والے جمرے پر پہنچ کر آپ نے سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ آپ نے ایسی کنکریاں ماریں جو انگلی کے سرے پر رکھ کر پھینکی جاتی ہیں، آپ نے وادی کے وسط سے کنکریاں ماریں، پھر قربان گاہ کی طرف آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے، باقی اونٹ ذبح کرنے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے ذبح کیے، آپ نے انہیں (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اپنی ہدی میں شریک کیا، پھر ہر اونٹ میں سے کچھ حصہ لینے کا حکم دیا، چنانچہ وہ ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا، تو دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف پلٹے اور مکہ میں ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ بنو عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے، جو آبِ زمزم پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو عبدالمطلب! پانی نکالیں، اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ پانی پلانے کے سلسلہ میں آپ پر غالب آ جائیں گے، تو میں بھی آپ کے ساتھ پانی نکالتا۔ انہوں نے آپ کو پانی پیش کیا، تو آپ نے نوش فرمایا۔‘‘

(صحیح مسلم : 1218، المنتقی لابن الجارود : 459)

سوال: کیا پکنے سے پہلے درختوں پر لگے پھلوں کی خرید و فروخت جائز ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جب تک پھلوں میں پکنے کے آثار ظاہر نہ ہو جائیں، اس وقت تک ان کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی يَبْدُوَ صَلاحُهٗ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکنے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔“

(صحيح البخاري : 2183، صحيح مسلم : 1539)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَصْلُحُ بَيْعُ النَّخْلِ حَتّٰی يَبْدُوَ صَلاحُهٗ قَالُوا : وَمَا صَلاحُهٗ؟ قَالَ : تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ .

”پکنے سے پہلے کھجوروں کو بیچنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا : پکنے کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: سرخ یا زرد ہو جانا۔“

(صحيح البخاري : 2195، صحيح مسلم : 1555)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰی تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰی يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهٰی الْبَايِعَ وَالْمُشْتَرِيَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکنے (سرخ ہونے) سے پہلے کھجوریں بیچنے سے منع فرمایا ہے اور سفید ہونے سے پہلے بالیاں (سٹے) بیچنے سے منع فرمایا ہے، حتی کہ وہ آفات سے محفوظ ہو جائیں، آپ نے بیچنے والے اور خریدنے والے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو منع فرمایا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم : 1535)

سوال : کیا اعمال، ایمان میں داخل ہیں؟

جواب : اعمال، ایمان ہیں۔ یہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِطْلَاقُ اسْمِ الْإِيمَانِ عَلَى الْأَعْمَالِ فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ .

’’اعمال پر ایمان کا لفظ بولنا اہل حق کے لیے اجماعی و اتفاقی طور پر جائز ہے۔‘‘

(شرح النّووي : 149/1)

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (البقرة : ١٤٣)

’’اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (نماز) کو ضائع کرنے والا نہیں۔‘‘

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفِ الْمُفَسِّرُونَ أَنَّهُ أَرَادَ صَلَاتَكُمْ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَسَمَّى الصَّلَاةَ إِيمَانًا .

’’مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نماز مراد ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان کہا ہے۔‘‘

(التّمهيد : ٢٥٣/٩)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ .

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

”بلا شبہ حیا ایمان ہے۔“

(صحيح البخاري : 24، صحيح مسلم : 36)

سوال: انسانی پاخانہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: انسانی پاخانہ اور پیشاب ناپاک ہیں، جسم یا کپڑوں کو لگ جائیں، تو اسے دھوئے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو شخص پیشاب کے چھینٹوں سے کپڑوں یا بدن کو محفوظ نہیں رکھتا، اس کے متعلق وعید شدید بھی وارد ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے، فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے جرم میں عذاب نہیں دیا جا رہا، ایک تو ان میں سے وہ تھا، جو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے تر ٹہنی پکڑی، اس کے دو حصے کئے اور دونوں قبروں میں گاڑ دیا، صحابہ نے عرض کیا: آقا! آپ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ ٹہنیاں نہیں سوکھیں گی، ان سے عذاب میں تخفیف کی جاتی رہے گی۔“

(صحيح البخاري : 218، صحيح مسلم : 292)

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

”پیشاب اور غیبت چغلی کو عذاب قبر کے ساتھ خاص کرنے میں کیا راز ہے، بعض اہل علم نے اس کا ذکر کیا ہے کہ قبر، آخرت کی پہلی منزل ہے، اس میں ایک نمونہ دکھایا گیا ہے کہ قیامت کے دن کیا جزا سزا ملے گی۔ روز قیامت بندے کو جن گناہوں پر سزا ملے گی، اس کی دو قسمیں ہیں؛ ① حقوق اللہ، ②

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے جس کا فیصلہ کیا جائے گا، وہ نماز ہے اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون (قتل) کا فیصلہ ہوگا۔ برزخ (قبر) میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حقوق اور جو گناہ ان کا سبب بنتے ہیں، کا فیصلہ کیا ہے۔ پس نماز کا پیش خیمہ طہارت ہے، جو حدث اور گندگی سے پاک ہونے کے لیے کی جاتی ہے۔ اور چغلی اور عزت دری خون (قتل) کا پیش خیمہ ہے، کسی کو اذیت پہنچانے کے لیے یہ دونوں کام بہت آسان ہیں۔ اسی لیے برزخ (قبر) میں بھی ان دونوں (پیشاب اور چغلی غیبت) کا حساب اور عذاب ہوگا۔''

(تفسیر ابن رجب : 361/2)

سوال: اہل باطل کا اہل حق سے رویہ کیسا ہوتا ہے؟

جواب: تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل حق کو اہل باطل کی طرف سے ستایا گیا، پہلے انبیائے کرام علیہم السلام سے لے کر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اہل حق اہل باطل کی طرف سے نشانہ بنتے آ رہے ہیں، مگر اہل حق عزیمت کے ساتھ حق پر قائم رہتے ہیں اور اس کی نشر و اشاعت میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَيَقُولُ : إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ نے قراء صحابہ پر مشتمل ایک جماعت (قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ) کی طرف بھیجی، تو انہیں (بے دردی) شہید کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کو جتنا دکھ اس سانحہ پر ہوا، اتنا کبھی نہیں ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ (قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ) ایک مہینہ نماز فجر میں قنوت کی، آپ ﷺ فرماتے تھے: قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔“

(صحيح البخاري: 6394، صحيح مسلم: 677)

❁ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے پہلی وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ .

”جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں، یہ پیغام آج تک جو بھی لایا، اسے ضرور ستایا گیا۔“

(صحيح البخاري: 3، صحيح مسلم: 160)

سوال: بغیر دلیل فتویٰ دینا کیسا ہے؟

جواب: دلیل کتاب وسنت ہیں۔ جو فتویٰ نصوص کتاب وسنت سے ہٹ کر ہو، اس کی مذمت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا .

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم کو ایسے قبض نہیں کرے گا کہ بندوں (کے سینوں سے) چھین لے، بلکہ اللہ تعالیٰ علما کو فوت کر کے علم قبض کرے گا، یہاں تک کہ کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عالم باقی نہیں رہے گا، پھر لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے، ان سے سوال کیا جائے گا، تو وہ علم (یعنی کتاب وسنت کی نصوص) کے بغیر فتویٰ دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

(صحيح البخاري : 100، صحيح مسلم : 2673)

✿ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّيْسَ بِعَالِمٍ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُسَمّٰى فِي الشَّرْعِ عَالِمًا، وَإِنْ عَرَفَ جَمِيعَ الْعُلُومِ مَاعَدَا الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَهٰذَا ظَاهِرٌ لَا نَعْلَمُ فِيهِ نِزَاعًا .

''جو کتاب وسنت کا علم نہیں رکھتا، وہ شرعی اعتبار سے عالم کہلوانے کا حق دار نہیں، اگرچہ وہ کتاب وسنت کے علاوہ تمام علوم میں مہارت رکھتا ہو۔ یہ بات بالکل واضح ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الرّوض الباسم :77/1)

✿ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَجْنَبَ فِي شِتَاءٍ، فَسَأَلَ فَأُمِرَ بِالْغُسْلِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا لَهُمْ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ثَلَاثًا قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ الصَّعِيدَ أَوْ التَّيَمُّمَ طَهُورًا .

''ایک آدمی سردی کے موسم میں جنبی ہو گیا۔ اس نے مسئلہ پوچھا، تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے غسل کیا، تو مر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کو برباد کرے، انہوں نے اسے مار ڈالا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی) اللہ نے مٹی یا تیمّم کو تمھارے لیے طہارت (پاکیزگی) کا ذریعہ بنایا ہے۔"

(مسند الإمام أحمد : 1/380، سنن ابن ماجه : 572، سنن الدّارقطني : 191,190/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۲۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۷۳)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۳۱۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۱۶۵) نے "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ولید بن عبداللہ بن ابی رباح "ثقہ" ہیں، امام دارقطنی رحمہ اللہ (سنن الدارقطنی : ۳/ ۲/ ۷) اور حافظ بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبری : ۶/ ۶) کا اسے "ضعیف" کہنا مرجوح ہے۔ اسے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے "ثقہ" کہا ہے، (الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم : ۹/ ۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے "الثقات" (۷/ ۵۴۹) میں ذکر کیا ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ قَلِيلُ الْحَدِيثِ جِدًّا. "اس کی بہت کم روایات ہیں۔"

ان ائمہ کرام نے اس کی حدیث کی تصحیح کر رکھی ہے، لہٰذا اس کی توثیق ہی راجح ہے۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْعِلْمِ أَنَّهٗ عَابَهُمْ بِالْفَتْوٰى بِغَيْرِ عِلْمٍ وَأَلْحَقَ بِهِمُ الْوَعِيدَ بِأَنْ دَعَا عَلَيْهِمْ وَجَعَلَهُمْ فِي الْإِثْمِ قَتَلَةً لَهٗ.

"اس حدیث میں علمی نکتہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے بغیر علم فتویٰ دینے کو معیوب جانا، انہیں وعید سنائی، ان کے لیے بددعا کی اور انہیں اِس قتل پر گناہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

گار ٹھہرایا۔" (مَعالِم السّنن :104/1)

صحابہ کرام نے اجتہاد کرتے ہوئے اسے غسل کرنے کا حکم دیا، مگر یہ اجتہاد کتاب وسنت کی نصوص پر مبنی نہ تھا، جس پر نبی کریم ﷺ انہیں گناہ گار قرار دیا۔ صحابہ تو مغفور ہیں، لہٰذا اب اگر کوئی کتاب وسنت کی نصوص کے بغیر اجتہاد کرے، تو وہ مذموم ہے اور وہ اس وعید میں داخل ہے، پھر وہ شخص کس قدر گناہ گار ہوگا، جو کتاب وسنت کی واضح نصوص کے خلاف فتویٰ دیتا ہے!

سوال: مسجد میں تھوکنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہی ہے کہ تھوک صاف کر دیا جائے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا .

"مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے زائل کر دیا جائے۔"

(صحيح البخاري : 415، صحيح مسلم : 552)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے آخری کھانے میں پیاز کھایا؟

جواب: اس حوالے سے ایک ضعیف حدیث مروی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ .

"آخری کھانا، جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا، اس میں پیاز شامل تھا۔"

(سنن أبي داود : 3829)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالتسلسل درکار ہے!

❁ جس روایت میں بقیہ بن ولید کی متابعت ہے، وہاں خالد بن معدان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کر رہے ہیں، جو کہ مرسل ہے۔

سوال: احسان جتلانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی سے نیکی کر کے پھر اسے تکلیف پہنچانے کے لیے یا شرمندہ کرنے کے لیے احسان جتلانا گناہ ہے، اس سے نیکی ضائع ہو جاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾

(البقرة: 264)

"مومنو! اپنے صدقات احسان جتلا کر اور اذیت دے کر برباد نہ کرو۔"

مفسرین کی رائے یہ ہے کہ خیرات ضائع کرنے اور مٹانے سے مراد ثواب کو ضائع کرنا ہے۔

❁ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روز قیامت اللہ تعالیٰ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو ناکام و نامراد ہو گئے، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔" (صحیح مسلم: 106)

سوال: بعض عورتیں بال گوندھتے وقت پراندہ کا استعمال کرتی ہیں، شرع میں اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا حکم ہے؟

(جواب): پراندہ کا استعمال جائز ہے، اس کے بارے میں ممانعت وارد نہیں ہوتی، البتہ وِگ ممنوع ہے۔

❀ امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ . ”پراندہ میں کوئی حرج نہیں۔“

(سنن أبي داود: 4171، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلٰى أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ .

”سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے نزدیک ممانعت وِگ لگانے کی ہے (نہ کہ پراندہ وغیرہ کی)۔“

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ . ”پراندے میں کوئی حرج نہیں۔“

(سنن أبي داود، تحت الرقم: 4171)

❀ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَخَّصَتِ الْفُقَهَاءُ فِي الْقَرَامِلِ، وَكُلُّ شَيْءٍ وُصِلَ بِهِ الشَّعْرُ مَا لَمْ يَكُنِ الْوَصْلُ شَعْرًا فَلَا بَأْسَ بِهٖ .

”فقہاء نے پراندہ کی رخصت دی ہے۔ بالوں کے علاوہ جس چیز سے بھی بالوں کو گوندھا جائے، جائز ہے۔“

(غریب الحدیث: 217/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: خچر کا کیا حکم ہے؟

جواب: خچر حرام جانور ہے، یہ گدھے سے پیدا ہوتا ہے۔اس کا وہی حکم ہے، جو گھریلو گدھے کا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ قَوْلُ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ .

”اکثر اہل علم کا یہی قول ہے (کہ خچر کا گوشت حرام ہے)۔“

(الإشراف : 143/8)

❀ علامہ محدث محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

بِهٖ قَالَ الْأَكْثَرُ وَهُوَ الْحَقُّ .

”جمہور کا مذہب یہ ہے (کہ خچر حرام ہے) اور یہی حق ہے۔“

(تحفة الأحوذي : 44/5)

❀ علامہ مُظہری رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

لَحْمُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ حَرَامٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

”خچر اور گدھے کا گوشت بالاتفاق حرام ہے۔“

(المَفاتيح في شرح المَصابيح : 487/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا سبزیوں میں زکوۃ ہے؟

جواب: سبزیوں پر زکوۃ (عشر) نہیں ہے۔

❁ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَالْحِجَازِ، وَالشَّامِ عَلَى أَنْ لَّا صَدَقَةَ فِي قَلِيلِ الْخَضِرِ وَلَا فِي كَثِيرِهَا، إِذَا كَانَتْ فِي أَرْضِ الْعُشْرِ .

''عراق، حجاز اور شام کے اہل علم آج اس بات پر متفق ہیں کہ سبزیاں کم ہوں یا زیادہ، اگر وہ عشر والی زمین میں ہوں، تو ان پر کوئی زکوۃ نہیں۔''

(كتاب الأموال : 502)

اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

''پانچ وسق سے کم میں زکوۃ نہیں ہوتی۔''

(صحيح البخاري : 1484، صحيح مسلم : 979)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سبزیوں پر زکوۃ نہیں۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے ان اہل علم نے استدلال کیا ہے جن کے نزدیک کسی بھی سبزی پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ ان کے بقول سبزی کو ماپا نہیں جاتا، جبکہ حدیث میں زکوۃ اسی چیز کے لیے مقرر کی گئی ہے، جس کو ماپا جا سکے، جیسا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دانے اور غلہ ہوتا ہے۔جن چیزوں کو ماپا نہیں جاتا، وہ زکوۃ سے مستثنیٰ ہیں، جیسا کہ پھل اور سبزیاں وغیرہ۔ اکثر اہل علم یہی بات کہتے ہیں، سوائے امام ابوحنیفہ کے۔ وہ سبزیوں میں بھی زکوۃ کو واجب سمجھتے ہیں۔''

(مَعالم السّنن : 14/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ پانچ وسق سے کم زمینی پیداوار پر عشر نہیں ہوتا، سوائے امام ابوحنیفہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر اس چیز پر عشر ہوگا، جس کی کاشت کا مقصد زمین کی نمو ہو، سوائے لکڑی، بانس، بھنگ اور اس درخت کے جس پر پھل نہ لگتا ہو۔''

(فتح الباري : 350/3)

یہ کہنا کہ یہ حدیث صرف تجارت کے بارے میں ہے، درست نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس پیداوار میں زکوۃ ہے، اس میں زکوۃ کا نصاب کم از کم پانچ وسق ہے۔

❀ عظیم تابعی میمون بن مہران رحمہ اللہ سے سبزیوں پر زکوۃ کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

لَيْسَ فِيهَا زَكَاةٌ، حَتّٰى تُبَاعَ، فَإِذَا بِيعَتْ وَبَلَغَتْ مِأَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِنَّ فِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ.

''سبزیوں پر کوئی زکوۃ نہیں، حتی کہ ان کو بیچ دیا جائے۔ جب بیچا جائے اور ان کی قیمت دو سو درہم (نصاب) تک پہنچ جائے، تو اس میں پانچ درہم زکوۃ ہوگی۔''

(کتاب الأموال : 502، وسندهٗ حسنٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام محمد بن مسلم، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(أيضًا، وسندہٗ حسنٌ)

❁ عالم اہل کوفہ، امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ.

”سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة : 3/139، وسندہٗ حسنٌ)

❁ مفتی مکہ، عظیم تابعی، امام عطا بن ابورباح رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/139، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ امام اہل شام، مکحول تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْخَضِرِ زَكَاةٌ؛ إِلَّا أَنْ يَّصِيرَ مَالًا، فَيَكُونُ فِيهِ زَكَاةٌ.

”سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں، ہاں اگر ان کو بیچ کر مال بنا لیا جائے، تو اس میں زکوٰۃ ہوگی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3/139، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: حدیث: ”جو بھی زمین سے نکلے، اس پر عشر ہے۔“ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: حدیث کی کتابوں میں ان الفاظ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ فقہ حنفی کی کتاب ”ہدایہ“ میں یہ روایت بے سند منقول ہے۔

❁ ہدایہ میں ہے:

قَوْلُهُ : مَا أَخْرَجَتْهُ الْأَرْضُ فَفِيهِ الْعُشْرُ.

”فرمان نبوی ہے: زمین جو کچھ بھی اُگاتی ہے، اس میں عشر ہے۔“

(الهداية : 1/107)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

”ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث بے اصل ہے۔“

(البِناية : 420/3)

سوال: حلال جانوروں کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ .

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز ادا فرماتے تھے۔“

(صحيح البخاري : ٢٣٤ ، صحيح مسلم : ٥٢٤)

اس حدیث سے بھی ائمہ حدیث اور فقہائے امت نے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے کو ثابت کیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدِّثْنَا مِنْ شَأْنِ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ عُمَرُ : خَرَجْنَا إِلٰى تَبُوكَ فِي قَيْظٍ شَدِيدٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا أَصَابَنَا فِيهِ عَطِشٌ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّ رِقَابَنَا سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى أَنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَذْهَبُ يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّ رَقَبَتَهٗ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ بَعِيرَهٗ فَيَعْصِرُ فَرْثَهٗ فَيَشْرَبُهٗ وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ عَلٰى كَبِدِهٖ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَوَّدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا فَادْعُ لَنَا، فَقَالَ : أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُرْجِعْهُمَا حَتّٰى قَالَتِ السَّمَاءُ فَأَظْلَمَتْ، ثُمَّ سَكَبَتْ فَمَلَؤُوا مَا مَعَهُمْ، ثُمَّ ذَهَبْنَا نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَازَتِ الْعَسْكَرَ .

’’سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ہمیں ساعتِ عسرہ (غزوہ تبوک کے مشکل وقت) کے متعلق کچھ بیان کریں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ہمیں اتنی سخت پیاس لگی تھی کہ ہلاکت کا خوف لاحق ہونے لگا، یہاں تک کہ ہمارا آدمی پانی کی تلاش میں نکلتا، مگر خالی ہاتھ واپس لوٹ آتا، اسے بھی گمان گزرتا کہ ابھی اس کا سانس رک جائے گا۔ بالآخر ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کیا، اس کی اوجھری نچوڑی اور اس سے نکلنے والا پانی پی لیا، اس کا بقیہ حصہ اپنے جگر پر رکھ لیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو دعا کا بہترین بدلہ دیتا ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیے! فرمایا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل گرجنے لگے، گھٹائیں چھا گئیں اور خوب برسیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برتن بھر لیے۔ ہم نے غور کیا، تو معلوم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ یہ بارش ہمارے لشکر پر ہی برسی۔''

(صحيح ابن خزيمة : 101، صحيح ابن حبان : 1383، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۵٦٦) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

محدثین کرام نے اس حدیث سے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے پر دلیل پکڑی ہے۔ بہت ساری احادیث اس مؤقف کی مؤید ہیں۔

سوال: گائے کی قربانی میں کتنے حصے کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: گائے کی قربانی میں زیادہ سے زیادہ سات حصے کیے جا سکتے ہیں، اکیلا شخص بھی گائے قربان کر سکتا ہے، ایک گائے میں دو، چار، پانچ افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں، سات حصے کرنا ضروری نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٨٨، السّنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن التّرمذي : ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم : ٢٣٠/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۰۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نے حدیبیہ والے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی، ایک اونٹ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گائے کو سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا گیا۔“

(صحیح مسلم : ۱۳۱۸)

سوال: کیا گائیوں پر زکوۃ ہے؟

جواب: چرنے والی گائیوں پر زکوۃ ہے، فارم میں پالی جانے والی گائیوں پر زکوۃ نہیں ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ اونٹ زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے کھروں اور پاؤں سمیت اس کو روندیں گے، گائیوں کا جو مالک ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ گائیاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی، بکریوں کا جو مالک ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ بکریاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی، اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور کھروں سے اس کو روندیں گی، ان میں ایک بکری بھی بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی نہ ہوگی، جو مال دار آدمی مال کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گا اور منہ کھول کر اس کا پیچھا کرے گا، جب وہ (سانپ) اس کے پاس آئے گا، تو وہ آدمی اس سے بھاگ جائے گا۔ سانپ اسے آواز دے گا کہ اپنا مال لے جا، جسے تو چھپا چھپا کر رکھتا تھا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، جب وہ کوئی چارہ نہیں پائے گا، تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا، وہ اسے اونٹ کی طرح چبا دے گا۔

ابو زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ الفاظ میں نے عبید بن عمیر سے سنے ہیں، پھر میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح ہی بیان کیا۔ نیز عبید بن عمیر کہتے ہیں: ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: گھاٹ پر اس کا دودھ دوہ کر دینا، پانی پلانا، جفتی کے لیے مستعار دینا، تحفے میں دینا اور اللہ کے راستے میں اس پر سوار کرنا۔"

(صحيح مسلم: 27/988، المنتقى لابن الجارود: 335)

❀ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا، تو حکم دیا کہ تیس گائیوں میں سے ایک تبیعہ (گائے کا ایک سالہ نر یا مادہ بچہ) لینا اور ہر بالغ شہری سے ایک دینار یا اس کے مساوی معافری (یمن کا کپڑا) لینا۔"

(سنن أبي داوٗد: 1578، سنن النّسائي: 2454، سنن التّرمذي: 623، سنن ابن ماجه: 1803، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن"، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۶۸)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۸۸۶) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۱۰۴) نے "صحیح" کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۹۸) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بحرین بھیجا، تو یہ خط لکھ کر دیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوٰۃ کا فریضہ ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں پر فرض کیا ہے، جس مسلمان سے اس میں مذکور نصاب کے مطابق زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے، تو وہ ادا کرے اور جس سے اس نصاب سے زائد مطالبہ کیا جائے، تو وہ صاف انکار کر دے۔ چوبیس سے کم اونٹوں کی زکوٰۃ بکریوں کی شکل میں ہوگی، یعنی ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہوگی، جب اونٹ پچیس ہو جائیں، تو پھر پینتیس تک ان کی زکوٰۃ ایک بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی) ہوگی، اگر بنت مخاض میسر نہ ہو، تو ایک ابن لبون (دو سالہ نر اونٹ) ہے، چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) ہے، چھیالیس سے ساٹھ تک حِقّہ (تین سالہ اونٹنی) ہے، جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہو، اکسٹھ سے پچھتر تک جذعہ (چار سالہ اونٹنی) ہے، چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون ہیں، اکانوے سے ایک سو بیس تک دو حقے ہیں جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہوں، جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو پھر ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ ہے، اگر فریضہ زکوٰۃ (کی ادائیگی) میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں، مثلاً کسی کے ذمے اونٹوں کی زکوٰۃ میں جذعہ واجب ہے، لیکن اس کے پاس جذعہ نہیں بل کہ حقہ ہے تو اس سے حقہ قبول کر لیا جائے گا اور ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم لیے جائیں گے، اگر کسی کے ذمے حقہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

لیکن اس کے پاس حقہ نہیں بل کہ جذعہ ہے تو وہ جذعہ ہی اس سے قبول کرلیا جائیگا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حقہ ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے، بل کہ اس کے پاس بنت لبون ہے، تو وہ اس سے قبول کر لی جائے گی نیز وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے گا، اگر کسی کے ذمے بنت لبون ہے، لیکن اس کے پاس بنت لبون نہیں، بل کہ حقہ ہے، تو وہ حقہ ہی اس سے قبول کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ بنت لبون ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے بل کہ اس کے پاس بنت مخاض ہے تو وہ اس سے قبول کر لی جائے گی نیز وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے گا، اگر کسی کے ذمے بنت مخاض ہے، لیکن اس کے پاس بنت مخاض نہیں، بل کہ بنت لبون ہے، تو وہ بنت لبون ہی اس سے قبول کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اگر کسی کے پاس بنت مخاض نہ ہو، بل کہ ابن لبون (دو سالہ نر اونٹ) ہو تو اس سے صرف یہی قبول کیا جائے گا ساتھ کچھ نہ لیا جائے گا۔ اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہیں، تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اگر اس کا مالک اپنی مرضی سے نفلی صدقہ کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے، اگر پانچ اونٹ ہوں، تو ایک بکری واجب ہے۔ بکریوں کی زکوٰۃ یوں ہے کہ چالیس سے لے کر ایک سو بیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری واجب ہے، ایک سو بیس سے بڑھ جائیں، تو دو سو تک دو بکریاں واجب ہیں، دو سو سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھ جائیں، تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہیں، جب تین سو سے بھی بڑھ جائیں تو پھر ہر سو پر ایک بکری واجب ہے، بوڑھی یا عیب دار بکری زکوٰۃ میں قبول نہیں کی جائے گی، نہ ہی بکرا قبول کیا جائے گا، ہاں اگر زکوٰۃ وصول کرنے والے کی مرضی ہو تو ٹھیک ہے۔اسی طرح زکوٰۃ کے ڈر سے الگ الگ چرنے والی بکریوں کو اکٹھا کیا جائے نہ اکٹھی چرنے والیوں کو الگ الگ کیا جائے اور جو جانور دو آدمیوں کے مشترکہ ہوں تو وہ مساوی طور پر زکوٰۃ کا حصہ نکالیں گے، اگر کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہو، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے تو اس کی مرضی۔ چاندی میں چالیسواں حصہ واجب ہے، اگر کسی کے پاس ایک سو نوے درہم ہوں، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے، تو اس کی مرضی۔"

(صحيح البخاري : 1448، 1450، 1455)

سوال: ارجاء کیا ہے؟

جواب: عمل یعنی سنت کو ایمان نہ ماننا ارجاء ہے۔

سوال: روافض اہل سنت کو صحابہ کی محبت پر ناصبی کہتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت تمام صحابہ سے محبت کرنا ایمان سمجھتے ہیں، ہر صحابی کو اس کا حق دیتے ہیں، اہل بیت سے محبت بھی ایمان سمجھتے ہیں، اس کے باوجود روافض اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں، یہ بے حقیقت بات ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرمایا کرتے تھے:

إِنْ كَانَ نَصْبًا حُبُّ صَحْبِ مُحَمَّدٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي نَاصِبِي

”اگر اصحاب محمد ﷺ سے محبت کرنا ناصبیت ہے، تو جن وانس گواہ رہیں کہ پھر میں ناصبی ہوں۔“

(مَدارج السّالكين لابن القيم: 87/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ تَعَرَّضَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِسَبٍّ فَهُوَ شِيعِيٌّ غَالٍ نَبْرَأُ مِنْهُ، وَمَنْ تَعَرَّضَ لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَهُوَ رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ حِمَارٌ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ.

”جس نے کسی ایک بھی صحابی کو برا بھلا کہا، وہ غالی شیعہ ہے، ہم اس سے اعلان براءت کرتے ہیں اور جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرے، وہ خبیث رافضی اور گدھا ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔“

(تاريخ الإسلام: 146/5)

سوال: مردوں پر نوحہ خوانی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نوحہ خوانی حرام ہے، خواہ مردہ سامنے ہو یا نہ ہو۔

❁ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔“

(صحيح البخاري: 1306؛ صحيح مسلم: 936)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لوگوں میں زمانہ کفر کی دو چیزیں پائی جاتی ہیں، کسی کے نسب میں طعن کرنا اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میت پر نوحہ کرنا۔‘‘

(صحيح مسلم : 67)

نوحہ یہ ہے کہ محاسن چیخ چیخ کر بیان کیے جائیں۔ حادثہ کے وقت ضرورت سے زیادہ چیخ و پکار امور ممنوعہ میں سے ہے، البتہ محاسن گنوائے بغیر میت پر رو لیا جائے، تو درست ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس تشریف لائے، جب آپ اندر گئے، تو انہیں تیمارداروں کے ہجوم میں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وفات ہوگئی ہے؟ لوگوں نے بتایا: اللہ کے رسول! نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے مرض کی شدت دیکھ کر) رو پڑے، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنسو بہاتے دیکھا، تو وہ بھی رونے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنیں! اللہ تعالیٰ آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دے گا، البتہ! عذاب اس وجہ سے ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی اگر زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا باعث بنتی ہے، میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے مارتے، پتھر پھینکتے اور رونے والوں کے منہ میں مٹی جھونک دیتے تھے۔‘‘

(صحيح البخاري : 1304؛ صحيح مسلم : 924)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابو سیف لوہار کے ہاں گئے، یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی دائی کے خاوند تھے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، پیار کیا اور سونگھا، پھر کسی دن دوبارہ آئے، دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے نم ہیں، تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے: اللہ کے رسول! بھلا آپ بھی لوگوں کی طرح رو رہے ہیں، فرمایا: ابن عوف! یہ تو رحمت ہے، پھر رسول اللہ ﷺ دوبارہ پرنم دیدہ ہوئے اور فرمایا: آنکھیں بہہ رہی ہیں، دل غم سے نڈھال ہے، مگر زبان سے وہی کہیں گے، جو ہمارے رب کو پسند ہے، ابراہیم! تیری جدائی غمگین کر گئی۔“

(صحيح البخاري : 1303)

سوال: کیا بلغم ناقض وضو ہے؟

جواب: بلغم سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا بلغم آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: بلغم سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: بھنگ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھنگ حرام ہے، کیونکہ یہ نشہ آور ہے، ہر نشہ آور شے حرام ہے، اس کا کھانا اور خرید و فروخت سب حرام ہے۔

✿ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”چرس کے حرام ہونے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مجموع الفتاویٰ: 10/11)

❁ علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نقل کرتے ہیں:

”قرافی اور ابن تیمیہ نے حشیش کے حرام ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔“

(فتاویٰ شامی: 459/6، قرة عين الأخيار: 15/7)

سوال: بھنگ پی کر طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: چونکہ بھنگ نشہ ہے، اس سے بھنگی کی طلاق کا وہی حکم ہے، جو نشی کی طلاق کا حکم ہے۔ اگر نشہ اس قدر ہو کہ طلاق دینے والے کو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، تو ایسی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس کے دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ (النساء: ٤٣)

”ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ اس بات کو جاننے لگ جاؤ جو تم کہہ رہے ہو۔“

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَعَلَ سُبْحَانَهٗ قَوْلَ السَّكْرَانِ غَيْرَ مُعْتَبَرٍ، لِأَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا يَقُوْلُ.

”اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نشے میں دھت شخص کی بات کو غیر معتبر قرار دیا ہے، کیوں کہ وہ جو کہہ رہا ہوتا ہے، اسے جانتا نہیں ہوتا۔“

(زاد المعاد في هدي خير العباد: 190/5)

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

قَدْ يَأْتِي السَّكْرَانُ فِي كَلَامِهِ وَفِعْلِهِ بِمَا لَا يَأْتِي بِهِ وَهُوَ صَاحٍ، لِقَوْلِهِ تَعَالٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ، فَإِنَّ فِيهَا دَلَالَةً عَلٰى أَنَّ مَنْ عَلِمَ مَا يَقُولُ؛ لَا يَكُونُ سَكْرَانًا.

''نشے میں دھت شخص سے ایسے اقوال وافعال سرزد ہو جاتے ہیں کہ ہوش وحواس میں وہ ایسا نہیں کرسکتا۔اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾(النساء 4 : 43)(یہاں تک کہ تم جاننے لگ جاؤ جو تم کہہ رہے ہو)۔اس فرمانِ باری تعالیٰ میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جو شخص اپنی بات کو جان رہا ہو، وہ نشے میں نہیں ہوتا۔''(فتح الباري : 390/9)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ نشے میں دی گئی طلاق کے واقع نہ ہونے کی دلیل ہے، کیوں کہ اس وقت آدمی کو اپنے کہے کا کوئی پتا نہیں ہوتا۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''اسلم قبیلہ کا ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔اس نے آکر بتایا کہ اس سے زنا سرزد ہو گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرۂ مبارک موڑ لیا۔وہ شخص اس طرف آ گیا جدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ مبارک کیا تھا اور چار دفعہ قسم اٹھائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر پوچھا: کیا تمہیں جنون تو لاحق نہیں؟''

(صحيح البخاري : 5270، صحيح مسلم : 1691)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر ان الفاظ سے باب قائم فرماتے ہیں:

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَمْرِهِمَا، وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ والشِّرْكِ وَغَيْرِهِ.

''زبردستی اور مجبور کر کے لی گئی طلاق، نشے میں دھت اور مجنون کی طلاق، نیز طلاق اور شرک وغیرہ میں غلطی اور بھول چوک کا بیان۔''

✿ اس کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ کی اس تبویب میں بہت سے احکام موجود ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت کا حکم اس شخص پر لاگو ہوتا ہے، جو ذی شعور ہو، اپنے اختیار اور مرضی سے کام کر رہا ہو، نیز وہ ہوش وحواس میں ہو۔ (نیت والی) حدیثِ نبوی سے استدلال بھی ان چیزوں کا اثبات کرتا ہے، کیوں کہ جو ذی شعور نہ ہو اور اپنی مرضی واختیار سے کچھ کر رہا ہو، اس کے قول وفعل میں اس کی نیت شامل نہیں ہوتی۔ یہی حکم غلطی سے، بھول چوک کر یا مجبور ہو کر کسی کام کو کرنے والے کا ہے۔''

(فتح الباري: 389/9)

اگر مجنون اپنے بارے میں زنا کرنے کا اعتراف کرے تو اس پر حد بھی لاگو نہیں ہوگی، لہٰذا ایسے شخص کی دی گئی طلاق بالاولی واقع نہیں ہوگی۔

✿ سیدنا ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجیے۔ انہوں نے چار بار یہی بات دوہرائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اسے پاگل پن تو لاحق نہیں؟ صحابہ کرام نے بتایا کہ وہ پاگل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس نے شراب پی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رکھی ہے؟ ایک شخص کھڑا ہوا اور ان کا منہ سونگھا، لیکن شراب کی بُو محسوس نہیں کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم فرمایا۔ چناں چہ انہیں رجم کر دیا گیا۔''

(صحیح مسلم : 1695)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

بَيِّنٌ فِي هٰذَا أَنَّهٗ قَصَدَ إِسْقَاطَ إِقْرَارِهٖ بِالسُّكْرِ، كَمَا قَصَدَ إِسْقَاطَ إِقْرَارِهٖ بِالْجُنُونِ، فَدَلَّ أَنْ لَّا حُكْمَ لِقَوْلِهٖ .

''اس حدیث میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ نے جس طرح جنون میں کیے گئے اقرار کو کالعدم قرار دینے کا ارادہ فرمایا، اسی طرح نشے میں کیے گئے اقرار کو بھی کالعدم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نشے کی حالت میں کہی گئی بات پر شرعی حکم لاگو نہیں ہوگا۔'' (السنن الکبرٰی : 359/9)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ حُجَّةٌ لِّمَنْ لَّمْ يَرَ طَلَاقَ السَّكْرَانِ طَلَاقًا .

''اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل موجود ہے، جو نشے میں دھت شخص کی طلاق کو معتبر نہیں سمجھتے۔'' (معالم السنن : 321/3)

❀ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

أَجْمَعُوا أَنَّهٗ لَوْ سَكِرَ مِنَ الْبَنْجِ ...... وَنَحْوِهٖ لَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ .

''(حنفی فقہا) کا اجماع ہے کہ اگر بھنگ یا کسی چیز سے نشہ طاری ہو جائے، تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(فتاویٰ عالمگیری:1/353)

سوال: اُلو کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: اُلو حرام ہے، اہل علم نے اسے شکاری پرندوں میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوکیلے دانت) والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے سے منع کیا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1934)

سوال: کیا اُلو سے بدشگونی لینا جائز ہے؟

جواب: زمانۂ جاہلیت میں جن پرندوں کو شگون کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، ان میں اُلو کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، اسلام نے ان بدشگونیوں کا رد کیا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ .

''بیماری (بذات خود) متعدی نہیں، نہ ہی بدشگونی ہے، نہ اُلو سے بدشگونی لینا جائز ہے، نیز صفر کے مہینے میں نحوست نہیں۔''

(صحيح البخاري : 5757، صحيح مسلم : 2220)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: خانہ کعبہ کی تعمیر کتنی بار ہوئی ؟

جواب: اس کی صحیح تعداد اللہ ہی جانتا ہے، البتہ کئی مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی گئی۔

سوال: کعبہ میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: خانہ کعبہ کے اندر نماز جائز ہے، کسی بھی سمت منہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ .

”رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی، لہٰذا بیت اللہ کے کسی بھی کونے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔“

(صحيح البخاري : 1599)

سوال:

جواب:

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے ؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ ثابت نہیں کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوئے، لہٰذا انہیں مولودِ کعبہ کہنا درست نہیں۔ اس بارے میں پیش کی جانی والی روایات جھوٹی ہیں، ان پر علمی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وتحقیقی تبصرہ ملاحظہ ہو:

❀ امِ عارہ بنت عبادہ سے منسوب ہے:

''میں ایک دن عرب خواتین کے پاس تھی کہ ابو طالب مغموم و پریشان تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: ابو طالب! کیا ہوا؟ کہنے لگے: فاطمہ بنت اسد سخت دردِ زہ میں مبتلا ہیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔ اسی اثنا میں محمد ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: چچا جان! کیا مسئلہ ہے؟ کہا: فاطمہ بنت اسد دردِ زہ میں ہیں۔ انہیں کعبہ میں بٹھا دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر بیٹھ جائیے۔ انہوں نے ایک خوش رو، نظیف اور حسین ترین بچہ جنم دیا۔ ابو طالب نے اس کا نام علی رکھا۔ نبی اکرم ﷺ یہ بچہ اٹھا کر گھر لے آئے۔''

(مناقب عليّ بن أبي طالب لابن المَغازلي، الرقم: 3)

جھوٹی روایت ہے:

① ابو طاہر یحییٰ بن حسن علوی کون ہے؟ کوئی پتہ نہیں۔

② محمد بن سعید دارمی کی توثیق درکار ہے!

③ زیدہ بنت قریبہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔

④ ان کی ماں ام العارہ بنت عبادہ کون ہے؟ معلوم نہیں۔

مجہول در مجہول رواۃ کی بیان کردہ روایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''خانہ کعبہ میں سب سے پہلے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور بنو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہاشم میں سب سے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی۔‘‘

(أخبار مكّة للفاكهي : 3/198، الرقم : 2018)

سند ’’ضعیف‘‘ ہے۔

① فاکہی رحمہ اللہ کے استاذ ابراہیم بن ابو یوسف کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔شریعت نے ہمیں ثقہ اور معتبر راویوں کی روایات کا مکلّف ٹھہرایا ہے، نہ کہ مجہول اور غیر معتبر راویوں کے بیان کردہ قصے کہانیوں کا۔

② صاحب کتاب فاکہی رحمہ اللہ کا ترجمہ نہیں ملا۔

تنبیہ : امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک : 3/384) فرماتے ہیں کہ متواتر (مشہور) ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مولود کعبہ ہیں۔

رہی مؤرخین کی تصریحات، تو وہ بھی اس کے بالکل خلاف ہیں، سبھی کہتے ہیں کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پہلے اور آخری مولودِ کعبہ ہیں۔

لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔ اس بارے میں کوئی صحیح وصریح روایت ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت اور وفات کے حوالے سے کچھ ثابت نہیں کہ آپ کی ولادت یا وفات کون سے مہینے اور کون سی تاریخ کو ہوئی؟ بعض لوگوں نے اڑتی اڑتی باتوں کو حقیقت کا رنگ دے کر دین بنا لیا ہے، جو کسی طرح جائز نہیں۔

سوال : کیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت ہے؟

جواب : فتح مکہ کے موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی روایات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کے اوپر اذان کہی۔''

(اتّحاف المهرة لابن حجر : 4606)

یہ جھوٹی روایت ہے، اس کو یحییٰ بن ہاشم، سمسار، کوفی راوی نے گھڑا ہے۔ یہ ''کذاب''اور''وضاع''ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَرَقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز کے لیے اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 405/7، ح : 36919، أخبار مكّة للفاكهي : 185)

سند موسیٰ بن عُبیدہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ یہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَأَذَّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے فتح مکہ والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔“

(جامع معمر بن راشد : 19464)

ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ کی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ یوں یہ روایت ”منقطع“ ہے۔

یہی روایت أحاديث إسماعيل بن جعفر (ح:477 مختصراً) میں بیان ہوئی، تو اس میں ابوقلابہ نے نُبِّئْتُ (مجھے خبر دی گئی) کا لفظ بولا ہے۔ خبر دینے والا کون تھا؟ کچھ معلوم نہیں۔

❀ ایک روایت یہ ہے:

جَاءَ تِ الظُّهْرُ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا أَنْ يُؤَذِّنَ بِالظُّهْرِ، فَوْقَ ظَهْرِ الْكَعْبَةِ.

”فتح مکہ والے دن جب ظہر کا وقت ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی چھت پر ظہر کی نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔“

(أخبار مكّة للأزرقي، ص :274/1)

سند ”ضعیف“ روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ”متروک و کذاب“ ہے۔

② اس کے ”اشیاخ“ نامعلوم ہیں۔

❀ جویریہ بن اسماء ضبعی سے مروی ہے:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن (سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) سیدہ ہند رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بتاؤ کہ اسلام کو کیسا پایا؟ وہ کہنے لگیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان! بہت اچھا پایا، لیکن یہ تین باتیں نہ ہوتیں تو اور اچھا ہوتا؛ (رکوع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں) گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا عمل، دوپٹہ اور کعبے کی چھت پر اس سیاہ غلام کا چیخنا (اذان کہنا)۔آپ ﷺ نے فرمایا: گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا تو اس لیے ضروری ہے کہ رکوع کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ رہی بات اس غلام کی کعبے کی چھت پر چڑھنے کی، تو یہ اللہ کا بندہ بہت اچھا ہے اور دوپٹے سے زیادہ پردے والی کون سی چیز ہے؟''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 70/182، 183)

سند ''ضعیف'' ہے، جویریہ بن اسماء تبع تابعی ہیں اور بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کررہے ہیں۔ یوں یہ روایت ''معضل''، یعنی سخت منقطع ہے۔

❀ ابن ابوملیکہ تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَذَّنَ فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن حکم فرمایا، تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد : 3/177، دلائل النبوّة للبيهقي : 5/79، تاریخ دمشق لابن عساکر : 10/466)

سند ''مرسل'' ہونے کی بنا پر ''ضعیف'' ہے۔ تابعی بلاواسطہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کررہے ہیں۔

❀ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَذَّنَ، يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 407/7، ح : 36926)

اس قول کی سند ابو خالد احمر کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، نیز عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سماع ولقاء کا مسئلہ بھی ہے۔

❀ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے :

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، فَلَمْ يَزَلْ فِيهَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَقَالَ : يَا بِلَالُ ! قُمْ، فَأَذِّنْ فَوْقَ الْكَعْبَةِ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے، تو ظہر کے وقت تک اس میں رہے۔ پھر فرمایا: بلال! اٹھیے اور کعبہ کی چھت پر نماز کے لیے اذان کہیے۔''

(المغازي للواقدي : 737/2، دلائل النبوّة للبيهقي : 328/4)

سند سخت ''ضعیف'' ہے،

① محمد بن عمر واقدی متروک و کذاب ہے۔

② سعید بن مسیّب تابعی رحمہ اللہ بلاواسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، یوں یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

❀ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بعض لوگ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ، أَمَرَ بِلَالًا، فَعَلَا عَلَى الْكَعْبَةِ عَلٰى ظَهْرِهَا، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور نماز کے لیے اذان کہی۔“

(السّيرة النبويّة لابن كثير : 575/3)

اس روایت کو بیان کرنے والے بعض آلِ جبیر بن مطعم نامعلوم اور ”مجہول“ لوگ ہیں۔نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

رَقِيَ بِلَالٌ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ .

”بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔“

(أخبار مكّة للفاكهي، ص 186)

سخت ”ضعیف“ ہے۔

① محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری ”ضعیف،متروک،منکرالحدیث“ ہے۔

② احمد بن محمد بن عبدالعزیز ”مجہول“ ہے۔

③ ابن شہاب زہری ”مدلس“ ہیں۔

④ فاکہی کی توثیق ثابت نہیں۔

⑤ فاکہی کے استاذ عبداللہ بن ابوسلمہ کی توثیق نہیں مل سکی۔

الحاصل:

اس مفہوم کی ساری روایات ”ضعیف“ ہیں۔سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر اذان کہنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

سوال:مسجد میں خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب:مسجد میں خرید وفروخت جائز نہیں،یہ اللہ کے ذکر کی جگہیں ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا دیکھیں تو کہیں:

لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ .''

اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔''

کسی کو گم شدہ چیز کا اعلان کرتا دیکھیں تو کہیں:

لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ . ''اللہ کرے نہ ملے۔''

(سنن الترمذي : 1321؛ عمل اليوم والليلة للنسائي : 176؛ سنن الدارمي : 1401؛ وسنده حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (562) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1305) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (1650) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (561/2) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: حمل کی بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: حمل کی بیع جائز نہیں، اس میں دھوکہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کی بیع سے منع کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2143، صحيح مسلم : 1514)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ .

”رسول اللہ ﷺ نے (بیع غرر) دھوکے کی بیع اور (بیع حصاۃ) کنکری والی بیع سے منع کیا ہے۔“

(صحيح مسلم : 1513)

سوال: بیع ملامسہ اور منابذہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بیع ملامسہ (محض چھونے سے بیع منعقد کر دینا) اور بیع منابذہ (کسی چیز کی طرف کنکری وغیرہ پھینکنا، جس چیز کو کنکری لگ جائے، اس کی بیع منعقد کر دینا) ناجائز ہیں، یہ ایام جاہلیت کے خرید وفروخت کے رائج طریقے تھے، اس سے منع کر دیا گیا، کیونکہ اس میں دھوکہ پایا جاتا ہے، نیز خریدار اور فروخت کرنے والے کو اختیار باقی نہیں رہتا۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ فَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ وَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ .

”رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کی بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے اور دو طرح کے لباس اشتمال صما اور ایک کپڑے سے اس طرح گوٹھ مارنے سے منع کیا ہے کہ شرمگاہ پر کپڑا نہ ہو۔“

(صحيح البخاري : 6284، صحيح مسلم : 1512)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَبَايَعُوا بِإِلْقَاءِ الْحَصٰى وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَايَعُوا بِالْمُلَامَسَةِ وَمَنِ اشْتَرٰى مِنْكُمْ مُحَفَّلَةً فَكَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ.

’’کنکری پھینک کر بیع (سودا) نہ کریں، دھوکہ نہ دیں (یعنی دھوکہ دینے کے لیے قیمت نہ بڑھائیں) اور بیع ملامسہ (محض چھو کر بیع) نہ کریں۔ جو ایسا جانور خریدے، جس کا دودھ (دھوکہ دینے کے لیے) روکا گیا ہو اور وہ اسے ناپسند کرتا ہے، تو اسے واپس کر دے اور ساتھ غلے کا ایک صاع بھی دے۔‘‘

(مسند الإمام أحمد: 460/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: بیع مزابنہ اور محاقلہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایام جاہلیت میں خرید و فروخت کے جو طریقے رائج تھے، ان میں مزابنہ اور محاقلہ بھی شامل ہے، ان میں سود اور دھوکہ پایا جاتا ہے۔ بیع مزابنہ کا مطلب ہے کہ درخت پر لگے پھلوں کی اسی جنس کے ٹوٹے ہوئے پھلوں کے بدلے میں خرید و فروخت کرنا۔ بیع محاقلہ کہتے ہیں کہ کھیت میں موجود سِٹّے والے دانوں کی کاشت کیے گئے دانوں کے بدلے خرید و فروخت کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوع کی ان دونوں صورتوں سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اس میں واضح دھوکہ اور سود پایا جاتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَقَالَ الْآخَرُ: بَيْعِ السِّنِينَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

”رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور معاومہ (کئی سالوں کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔ایک راوی کے الفاظ ہیں: کئی سالوں کی بیع اور بیع میں استثنا سے منع فرمایا ہے،البتہ ’عرایا‘ (اندازہ کرنے) کی رخصت دی ہے۔“

(صحیح مسلم : 1536)

سوال: بیع مصراۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بیع مصراۃ حرام ہے۔مُصَرَّاۃٌ سے مراد وہ جانور ہے،جس کا دودھ اس کے تھنوں میں روک دیا گیا ہو۔

اگر کوئی بکری یا اونٹنی وغیرہ کو بیچنے کے ارادے سے خریدار کو دودھ زیادہ باور کروانے کے لیے ایک دو دن تھنوں میں دودھ روکے رکھے،تو یہ کام ناجائز و حرام اور دھوکا ہے۔

✿ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ التَّصْرِيَةَ حَرَامٌ .

”جانور کے تھنوں میں دودھ روکنے کی حرمت پر کوئی اختلاف نہیں۔“

(إحكام الأحكام : ۱۱۲/۲)

یہ اقدام اس جانور کو عیب دار بنا دیتا ہے،اگر کوئی غلطی سے ایسا جانور خرید لے اور بعد میں اسے جانور کا وہ عیب پتہ چل جائے،تو شریعت نے اسے اجازت دی ہے کہ تین کے اندر اندر لوٹا سکتا ہے۔لیکن جب جانور واپس کرے گا،تو جو دودھ پیا ہے،اس کے عوض ایک صاع (دو سیر چار چھٹانک) کھجور دے گا۔

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهٗ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ .

”(خریدار کو دھوکا دینے کے لیے) اونٹنیوں اور بکریوں کا دودھ نہ روکیں، جو ایسا جانور خرید لے، وہ دو باتوں میں سے ایک کا اختیار رکھتا ہے، چاہے تو اسے اپنے پاس رکھ لے اور چاہے تو مالک کو واپس کر دے، ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔“

(صحیح البخاري : ٢١٤٨، صحیح مسلم : ١٥٢٤)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُّصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ .

”جو دودھ روکی ہوئی بکری خرید لے، وہ تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار رکھتا ہے اور اگر اس نے بکری واپس کرنی ہو، تو اس کے ساتھ ایک کھجور کا صاع بھی دے، نہ کہ گندم کا۔“

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُجْتَمَعٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ وَثُبُوتِهٖ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ .

”اس حدیث کی صحت اور ثبوت پر اجماع واقع ہو چکا ہے۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : ٢٠٨/١٨)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

''ہمارے اصحاب امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کے یہاں اسی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : ١٢٥٢)

❀ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُّصَرَّاةً أَوْ نَاقَةً، ...... فَهُوَ مِنْهَا بِآخِرِ النَّظَرَيْنِ، إِذَا هُوَ حَلَبَ إِنْ رَدَّهَا، رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ .

''جو ایسی بکری یا اونٹنی خریدے، جس کا دودھ روک لیا گیا، اس کا دودھ دوہنے کے بعد اس کے پاس دو اختیار ہیں۔ اگر تو اس نے وہ واپس کرنی ہو، تب وہ اس کے ساتھ ایک صاع طعام (کھجور) بھی مالک کو دے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٨٨١٩، وسندهٗ صحيحٌ)

حدیث مصراۃ اور احناف:

آپ جان چکے ہیں اس حدیث کی سند صحیح اور متواتر ہے، ائمہ حدیث و نقل نے اس پر اجماع کیا ہے۔ لیکن اہل الرائے اس حدیث کو خلاف قیاس قرار دے کر رد کرتے ہیں۔ اس حدیث پر انہوں نے مختلف اعتراضات بھی وارد کر رکھے ہیں۔ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ نے ''عارضۃ الاحوذی'' میں اس حدیث پر وارد آٹھ اعتراضات کے مسکت اور تسلی بخش جوابات دیے ہیں۔

❀ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”(نص کے مقابلہ میں) سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٤/٨٦، وسندهٗ حسنٌ)

جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تین دن کے اندر اندر جانور واپس کرے اور جتنا دودھ بھی پی لیا ہے، اس کے بدلے ایک صاع کھجور ادا کرے۔ اب آقائے کریم ﷺ کے اس فرمان کے مقابلہ میں قیاس کھڑا کرنا تعجب خیز ہے۔

سوال: براق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کو سفر معراج میں بیت اللہ سے بیت المقدس تک سفر جس جانور پر کروایا گیا، وہ ”براق“ ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ، قَالَ : فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ : فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ

”میرے پاس براق لایا گیا، یہ سفید رنگ کا ایک لمبوترا جانور تھا، گدھے سے بڑا اور خچر سے ذرا چھوٹا، جہاں نگاہ جاتی وہاں اس کے قدم پڑتے، میں اس پر سوار ہو گیا اور ہم بیت المقدس تک پہنچ گئے، بیت المقدس پہنچ کر اس کو ایک کڑے سے باندھ دیا گیا، یہ وہ کڑا ہے، جہاں انبیائے کرام بھی اپنے جانور باندھا کرتے تھے۔“

(صحیح مسلم : 162)

❀ سیدنا مالک بن صعصعہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے ہمیں اسراء ومعراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

...... ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ، يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ، فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ .

''......ایک سفید جانور لایا گیا، جس کا نام ''براق'' تھا۔ جو جسامت میں گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اپنا ایک قدم انتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔''

(صحيح البخاري : 3887، صحيح مسلم : 164، واللّفظ لهٗ)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِهٖ عَلٰى دَابَّةٍ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ .

''متواتر روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کا سفر ''براق'' نامی جانور پر شروع کرایا گیا۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 264/5)

سوال: کیا تدلیس، ارسال اور راوی کا مجہول ہونا صحت روایت میں مانع ہے؟

جواب: محدثین کرام کے اُصولوں میں تدلیس، ارسال اور راوی کی جہالت صحت روایت میں مانع ہے، جبکہ احناف نے محدثین کے اُصولوں کے خلاف اپنے اُصول وضع کیے ہیں، روایات کی تحقیق میں معیار محدثین کے اُصول ہی ہیں، کیونکہ روایات محدثین کی ہیں، انہیں قبول یا رد کرنے کے اُصول بھی وہ ہوں گے، جو محدثین نے کتاب وسنت سے اخذ کیے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُكَلِّفِ اللّٰهُ أَحَدًا أَنْ يَأْخُذَ دِينَهٗ عَمَّنْ لَا يُعْرَفُ .

”اللہ تعالیٰ نے کسی کو غیر معروف لوگوں سے دین حاصل کرنے کا مکلّف نہیں بنایا۔“

(الكامل لابن عدي :207/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا نَحْنُ فَإِنَّا لَا نَقْبَلُ مِنَ الْأَحَادِيثِ إِلَّا حَدِيثًا قَدْ عُرِفَتْ رُوَاتُهٗ بِالْعَدَالَةِ وَالصِّدْقِ فِي الرِّوَايَةِ فَإِذَا كَانَ بَعْضُ رُوَاتِهٖ مَطْعُونًا فِيهِ عِنْدَ أَئِمَّةِ أَهْلِ النَّقْلِ فَأَدْنٰى حَالِهٖ أَنْ يَكُونَ غَيْرَ ثَابِتِ الْعَدَالَةِ وَالصِّدْقِ فَلَا نَقْبَلُ حَدِيثَهٗ حَتّٰى نَقِفَ مِنْ حَالِهٖ عَلٰى مَا يُوجِبُ قَبُولَ خَبَرِهٖ .

”ہم (محدثین) وہی حدیث قبول کرتے ہیں، جس کے راوی عدالت اور صدقِ روایت میں معروف ہوں، اگر سند کا کوئی راوی ائمہ محدثین کے ہاں مطعون ہو، تو اس کی ادنیٰ صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس کی عدالت اور صداقت ثابت نہ ہو، تو بھی ہم اس کی حدیث قبول نہیں کریں گے، یہاں تک کہ ہم اس کے حال سے واقف ہو جائیں، کیونکہ راوی کے حال سے واقف ہونا قبول روایت کے لیے ضروری ہے۔“

(القِراءة خَلفَ الإمام، ص201)

❁ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

جِهَالَةُ الرَّاوِي لَا تَقْدَحُ فِي رِوَايَتِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”راوی کی جہالت روایت میں قدح کا باعث نہیں ہے۔“

(التّجرید: 196/1)

❀ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) ”مرسل“ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَلْمُرْسَلُ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ .

”ہمارے اور محدثین کے ہاں مرسل حجت نہیں ہے۔“

(مقدمۃ صحیح مسلم، ص 20)

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِرْسَالُ الْخَبَرِ لَا يُؤْثِرُ فِيهِ عِنْدَنَا .

”ہمارے نزدیک روایت کا مرسل ہونا (قبول روایت میں) مؤثر نہیں۔“

(التّجرید: 196/1)

❀ نیز لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمُرْسَلَ وَالْمُسْنَدَ عِنْدَنَا سَوَاءٌ .

”ہمارے (احناف کے) نزدیک مرسل اور مسند (متصل) برابر ہیں۔“

(التّجرید: 2984/6، 5396/10، 5922/11)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قُلْنَا: لَا نَقْبَلُ مِنْ مُدَلِّسٍ حَدِيثًا حَتّٰى يَقُولَ فِيهِ: حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ ....

”ہم کسی مدلِّس سے کوئی بھی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ اس میں سماع کی تصریح نہ کر دے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الرّسالة، ص 380)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا یَکُونُ حُجَّةً فِیمَا دَلَّسَ.

”مدلس راوی تدلیس والی روایت میں حجت نہیں ہوتا۔“

(الكامل لابن عدي: 34/1، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّدْلِیسُ لَا یَقْدَحُ فِي الرِّوَایَةِ.

”تدلیس، روایت میں قدح کا باعث نہیں۔“

(التّجريد: 165/1)

سوال: کیا روافض سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی یوم شہادت کو عید مناتے ہیں؟

جواب: روافض سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت کو عید مناتے ہیں، آپ کا قاتل ابولؤلؤ مجوسی کو بابا شجاع الدین کے نام سے یاد کرتے ہیں، یہ عید ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

❀ مشہور شیعہ نعمت اللہ جزائری نے ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے:

نُورٌ سَمَاوِيٌّ یَکْشِفُ عَنْ ثَوَابِ یَوْمِ قَتْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

(الأنوار النّعمانية: 108/1)

❀ عباس قمی شیعہ نے لکھا ہے:

إِنَّ هٰذَا یَوْمُ عِیدٍ، وَهُوَ مِنْ خِیَارِ الْأَعْیَادِ.

”یہ عید کا دن ہے اور یہ بہترین عید ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الکُنٰی والألقاب: 55/2)

سوال: کیا محدثین روافض کی روایت سے حجت پکڑتے تھے؟

جواب: محدثین غالی روافض کی روایت سے قطعاً حجت نہیں پکڑتے تھے۔

❁ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُكْتَبُ عَنِ الرَّافِضَةِ فَإِنَّهُمْ يَكْذِبُونَ .

”روافض سے حدیث نہیں لکھی جائے گی، کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 28/2، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّشَيُّعُ فِي عُرْفِ الْمُتَأَخِّرِينَ فَهُوَ الرَّفْضُ الْمَحْضُ فَلَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ الرَّافِضِيِّ الْغَالِي وَلَا كَرَامَةَ .

”متاخرین کی اصطلاح میں تشیع، رفض محض کو کہتے ہیں، پس غالی رافضی کی روایت قبول نہیں کی جائے گی، نہ اس کی عزت وتکریم ہے۔“

(تهذيب التّهذيب: 94/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ غَالِبَهُمْ كَاذِبٌ وَلَا يَتَوَرَّعُ فِي الْإِخْبَارِ .

”روافض میں اکثر جھوٹے ہیں، حدیث بیان کرنے میں محتاط نہیں۔“

(تهذيب التّهذيب: 458/8)

سوال: کیا محدثین صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے والے کی روایت قبول کرتے تھے؟

جواب: صحابہ کو گالیاں دینے والا اسلام سے خارج ہے، اس کی روایت قبول نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلِيهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

”جو بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابئ رسول کو گالی دے، وہ دجال (پرلے درجے کا جھوٹا) ہے، اس سے روایت نہیں لی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہو۔“

(تاريخ الدّوري : 2670)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ فَهُوَ أَهْلٌ أَنْ لَّا يُرْوٰى عَنْهُ .

”جو کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہے، وہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت قبول کی جائے۔“

(تهذيب التّهذيب : 438/11)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: روایت: اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ کا کیا حکم ہے؟

جواب: روایت: اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ ائمہ علل حدیث کی تحقیق میں ضعیف ہے۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ وغیرہ نے جب اس روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ بول پڑے:

هٰذَا كَلَامُ مَنْ لَا شَمَّ الْعِلَلِ .

''یہ اس انسان کا کلام ہے، جس نے علل حدیث کو سونگھا بھی نہیں۔''

(تنقيح التّحقيق : 51/1)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِذَاكَ الْقَائِمِ .

''اس حدیث کی (کوئی) سند قابل احتجاج نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 37)

امام احمد بن حنبل اور امام دارقطنی رحمہما اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت ضعیف ہے۔

نوٹ:

یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ثابت ہے۔

(سنن الدّارقطني : 324، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کے نزدیک جب ایک روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہو، تو مرفوع کو ترجیح حاصل ہوگی۔ جبکہ یہ اُصول ائمہ علل حدیث کا نہیں۔

❀ حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الطَّرِيقَةُ الَّتِي سَلَكَهَا الْمُؤَلِّفُ وَمَنْ تَابَعَهُ ...... طَرِيقَةٌ ضَعِيفَةٌ، لَمْ يَسْلُكْهَا أَحَدٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ وَأَئِمَّةِ الْعِلَلِ فِي الْحَدِيثِ .

''جو طریقہ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ وغیرہ نے اپنایا ہے (کہ مرفوع کو ترجیح ہو گی) یہ ضعیف ہے، محققین اور ائمہ علل حدیث میں سے کسی نے یہ اختیار نہیں کیا۔''

(تنقيح التّحقيق :207/1)

سوال: کیا قول صحابی حجت ہے؟

جواب: قول صحابی حجت ہے، جب نص کے معارض نہ ہو۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْحَدِيثَ الْمَرْفُوعَ إِذَا صَحَّ لَا يَجُوزُ مُعَارَضَتُهُ بِقَوْلِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ، وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَ فَقْدِ النَّصِّ، وَأَمَّا إِذَا وُجِدَ نَصٌّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَابِتٌ صَحِيحٌ فَلَا يَجُوزُ الْعَدُولُ عَنْهُ .

''جب مرفوع صحیح حدیث آجائے، تو کسی (اُمتی) کے قول سے اس کا معارضہ جائز نہیں، خواہ وہ (اُمتی) کوئی بھی ہو۔ صحابی کا قول حجت ہے، مگر جب نص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود نہ ہو، البتہ جب رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نص موجود ہو، تو اسے چھوڑنا جائز نہیں۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهدایة : 5/898)

سوال: کیا بلبل حلال ہے؟

جواب: بلبل چڑیا کی ایک قسم ہے، لہٰذا حلال ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ بڑے اچھے اخلاق والے تھے، میرا ایک بھائی تھا، جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا، راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے، انہوں نے عمیر کی بجائے فطیم کہا، نبی کریم ﷺ جب اس کے پاس آتے، تو فرماتے:

يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ.

''ابوعمیر! آپ کے بلبل کو کیا ہوا؟''

اس کے پاس بلبل تھا، جس سے وہ پیار کے ساتھ رہتا تھا۔

(صحیح البخاري : 6203؛ صحیح مسلم : 2150)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ تشہد میں أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ پڑھتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ تشہد میں وہی پڑھتے تھے، جو امت کو تعلیم دیا۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لِذٰلِكَ بَلْ أَلْفَاظُ التَّشَهُّدِ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا (رَّسُولُ اللّٰهِ أَوْ) عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ.

''یہ بے اصل ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ سے تشہد کے متعلق متواتر ثابت ہے کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ تشہد میں یہ پڑھتے تھے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا (رَّسُولُ اللّٰهِ أَوْ) عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔"

(التّلخيص الحبير :523/1)

سوال: حافظ بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حافظ بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' عدیم النظیر ہے۔ حافظ رحمہ اللہ اس میں اسانید ذکر کر کے عہدہ برآ ہو گئے۔ محدثین کا یہی طریقہ ہے اور یہی ذمہ داری ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

عَلَيْك يَا أَخِي بِكِتَابِ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ لِلْبَيْهَقِيِّ، فَإِنَّهٗ شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّنُورٌ.

''اے میرے بھائی! امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب دلائل النبوۃ کو لازم پکڑیے، کیونکہ اس میں دلوں کے لیے شفا، ہدایت اور نور ہے۔''

(سِيَرُ أعلام النُّبلاء : 216/20)

سوال: صوفیوں کے احوال ومکاشفات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: صوفی گمراہ ہیں، ان کے ہاتھوں جو بھی خرق عادت اُمور ظاہر ہوتے ہیں، وہ استدراجات ہیں، انہیں شیطان کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ ان کے احوال ومکاشفات کا کوئی اعتبار نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَغْتَرَّ الْمُسْلِمُ بِكَشْفٍ وَّلَا بِحَالٍ، فَقَدْ تَوَاتَرَ الْكَشْفُ وَالْبُرْهَانُ لِلْكُهَّانِ وَلِلرُّهْبَانِ، وَذٰلِكَ مِنْ إِلْهَامِ الشَّيْطَانِ، أَمَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَالُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ وَكَرَامَاتُهُمْ فَحَقٌّ .

''کوئی مسلمان (گمراہوں کے) کشف وحال سے دھوکہ مت کھائے، کیونکہ کاہنوں اور راہبوں کے احوال ومکاشفات بھی متواتر منقول ہیں، یہ شیطان کا الہام ہے۔البتہ اولیاء اللہ کے مکاشفات وکرامات حق ہیں۔''

(تاریخ الإسلام : 591/13)

سوال: کیا جنات کا وجود ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت بالاتفاق جنات کے وجود کے قائل ہیں۔ جنات غیبی مخلوق ہے، اکثر اوقات نظر نہیں آتے، بعض اوقات نظر آجاتے ہیں۔ یہ کھاتے پیتے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے، یہ شرع کے مکلّف ہیں، ان میں بھی مؤمن اور کافر ہوتے ہیں۔انہیں موت بھی آتی ہے، البتہ ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں، جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے۔ جنات مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔بعض انسانوں سے ان کا کلام کرنا بھی ثابت ہے۔ جنات کو نیکیوں پر اجر ملے گا اور گناہوں پر عذاب ہوگا، بالفاظ دیگر انسانوں کی طرح جنات بھی جنت اور جہنم میں جائیں گے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ كَمَا اتَّفَقُوا عَلٰى وُجُودِ الْجِنِّ .

''جس طرح ائمہ مسلمین کا جنات کے وجود پر اتفاق ہے، اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے۔''

(الرّدّ على المنطقيين، ص 470)

❁ نیز فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وُجُودُ الْجِنِّ ثَابِتٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَسُنَّةِ رَسُولِهِ، وَاتِّفَاقِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَأَئِمَّتِهَا، وَكَذٰلِكَ دُخُولُ الْجِنِّيِّ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ ثَابِتٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

”جنوں کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے، اس پر اسلاف امت اور ائمہ اہل سنت کا اجماع ہے۔ اسی طرح ائمہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جن انسانی بدن میں داخل ہوسکتا ہے۔“

(الفتاوی الکبریٰ : 12/3، مجموع الفتاوی : 277/24)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں:

لَمْ يُخَالِفْ أَحَدٌ مِنْ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ فِي وُجُودِ الْجِنِّ، وَجُمْهُورُ طَوَائِفِ الْكُفَّارِ عَلٰى إِثْبَاتِ الْجِنِّ وَإِنْ وُجِدَ فِيهِمْ مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ فَكَمَا يُوجَدُ فِي بَعْضِ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ كَالْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ، مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ جُمْهُورُ الطَّائِفَةِ وَأَئِمَّتِهَا مُقِرِّينَ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا لِأَنَّ وُجُودَ الْجِنِّ قَدْ تَوَاتَرَتْ بِهِ أَخْبَارُ الْأَنْبِيَاءِ، عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، تَوَاتُرًا مَعْلُومًا بِالْاِضْطِرَارِ، وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي كِتَابِهِ الشَّامِلِ : اِعْلَمُوا، رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْفَلَاسِفَةِ وَجَمَاهِيرَ الْقَدَرِيَّةِ وَكَافَّةَ الزَّنَادِقَةِ أَنْكَرُوا الشَّيَاطِينَ وَالْجِنَّ رَأْسًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۱۰/ ۱۹ میں ہے کہ) مسلمانوں کے کسی گروہ نے جنات کے وجود میں اختلاف نہیں کیا، اسی طرح کفار کے اکثر گروہ جنات کا وجود مانتے ہیں، اگر ان میں کوئی فرقہ جنات کے وجود کا منکر ہے، تو مسلمانوں میں سے بھی بعض گروہ مثلاً جہمیہ اور معتزلہ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، البتہ اکثر گروہ اور ان کے ائمہ جنات کے وجود کے اقراری ہیں، اس لیے کہ جنات کے وجود پر انبیائے کرام علیہم السلام کی حکایات اتنی متواتر ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الشامل“ میں فرمایا: ”اللہ آپ پر رحم کرے! جان لیجئے کہ بہت سے فلاسفہ، اکثر قدریہ اور تمام زنادقہ نے شیاطین اور جنات کے وجود کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔“

(عمدة القاري: 182/15)

تفصیل کے لیے علامہ محمد بن عبد اللہ شبلی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۹ھ) کی کتاب ”آکام المرجان فی احکام الجان“ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: تالاب میں مچھلی کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: تالاب میں مچھلی کی خرید وفروخت جائز نہیں، اس میں دھوکہ پایا جاتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیع غرر) دھوکے کی بیع اور (بیع حصاۃ) کنکری والی بیع سے منع کیا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(صحيح مسلم : 1513)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُجْمَعٌ عَلٰى ذٰلِكَ .

”اس پر اجماع ہے کہ پانی میں مچھلی کی خرید وفروخت دھوکہ ہے۔“

(نيل الأوطار : 175/5)

سوال: کیا ایمان بڑھتا گھٹتا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ایمان میں کمی پیشی ہوتی ہے۔اس پر قرآن وحدیث کے واضح دلائل موجود ہیں۔

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا الْمُحَدِّثُونَ فَكُلُّهُمْ إِلٰى أَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ .

”تمام محدثین کا مذہب ہے کہ ایمان میں کمی پیشی ہوتی ہے۔“

(فيض الباري :60/1)

سوال: کیا احناف کے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان اور عام مؤمن کا ایمان برابر ہے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نزدیک ایمان ابی بکر اور ایمان ابلیس ایک ہے۔

❀ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَإِيمَانُ إِبْلِيسَ وَاحِدٌ، قَالَ إِبْلِيسُ : يَا رَبِّ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : يَا رَبِّ .

”سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔ابلیس نے کہا تھا:”اے میرے رب“اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کہا:”اے میرے رب۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ بغداد للخطیب : 502/15، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

ظَاهِرٌ أَنَّهٗ لَا تَفَاوُتَ فِيهِ بَيْنَ إِيمَانِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَبَيْنَ إِيمَانِ أَدْنٰى مُؤْمِنٍ مِنْ أُمَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ إِيمَانَ أَدْنٰى مُؤْمِنٍ يَشْتَمِلُ عَلٰى جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي يَشْتَمِلُ عَلَيْهَا إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، فَكَمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْتَزَمَ الْإِتْيَانَ بِجَمِيعِ الشَّرِيعَةِ، كَذٰلِكَ أَدْنٰى مُؤْمِنٍ مِّنَ الْأُمَّةِ أَيْضًا الْتَزَمَ بِجَمِيعِهَا، فَلَا فَرْقَ فِي هٰذَا الْمَعْنٰى، إِنَّمَا الْفَرْقُ فِي الْخَشْيَةِ وَالتُّقٰى وَمُخَالَفَةِ الْهَوٰى، فَلَوْ وُزِنَتْ إِيمَانُهٗ بِهٰذَا الْمَعْنٰى لَتَرَجَّحَ إِيمَانُهٗ، عَلٰى جَمِيعِ أُمَّتِهٖ .

”یہ بات واضح ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان اور اُمت محمدیہ کے ایک ادنیٰ مؤمن کے ایمان میں کوئی تفاوت نہیں، کیونکہ ادنیٰ مؤمن کا ایمان بھی ان تمام چیزوں پر مشتمل ہے، جن پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان مشتمل ہے، جیسے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تمام شرعی اُمور کو اپنایا، اسی طرح اُمت کے ادنیٰ مؤمن نے بھی تمام شرعی اُمور کو اپنایا، اس لحاظ سے دونوں کی ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ خشیت الٰہی، تقویٰ اور ترک خواہشات میں فرق ہے، اس اعتبار سے اگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا وزن کیا جائے، تو ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ ساری امت کے ایمان سے بھاری ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فیض الباري :1/64-65)

اہل سنت کے ہاں اعمال ایمان میں داخل ہیں، نیز اہل سنت کے نزدیک معرفت الٰہی دل کا عمل ہے، اس میں بھی کمی زیادتی ہے، کسی میں معرفت زیادہ اور کسی میں کم۔ خشیت الٰہی اور تقویٰ بھی اعمال ہیں، جو ایمان کا جزو ہیں، ان کی وجہ سے ایمان میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ یہ محدثین کا مذہب ہے، حق مذہب محدثین میں منحصر ہے اور مسلک محدثین اسلم، اعلم اور احکم ہے، جو مسلک محدثین سے منحرف ہو گیا، وہ گمراہ ہو گیا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عام مؤمن کے ایمان میں تفاوت ہے، جب عام مؤمنوں کے ایمان میں تفاوت ہے، تو صحابہ اور عام مؤمنوں کے ایمان میں بالاولیٰ تفاوت ہے۔ جو فرق کاشمیری صاحب نے بیان کیا ہے، ائمہ اہل سنت نے یہ فرق نہیں کیا۔

سوال: محرم کی کیا تعریف ہے؟

جواب: علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ضَبَطَ الْعُلَمَاءُ الْمَحْرَمَ بِأَنَّهُ كُلُّ مَنْ حَرُمَ عَلَيْهِ نِكَاحُهَا عَلَى التَّأْبِيدِ بِسَبَبٍ مُبَاحٍ يُحَرِّمُهَا .

''اہل علم نے ''محرم'' کی تعریف یہ کی ہے کہ ہر وہ رشتہ جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور یہ حرمت کسی مباح سبب کی بنا پر ہو۔''

(سُبُل السّلام : 2/305)

سوال: عورت سے بیعت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عورت سے زبانی کلامی بیعت ہے، اس کا ہاتھ چھونا جائز نہیں۔

سوال: باغ خریدنے کے بعد آفت سے تباہ ہو گیا، تو نقصان کس کا ہوگا؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اگر خریدار نے رقم کی ادائیگی کر دی اور باغ اپنے قبضہ میں کر لیا، تو آفت آنے کی صورت میں نقصان کا ذمہ دار بھی خریدار ہوگا، البتہ اگر سودا ہو گیا، مگر قبضہ نہیں ہوا، بلکہ بیچنے والے کے تصرف میں ہے، تو آفت آنے کی صورت میں نقصان کا ذمہ دار باغ کا مالک ہوگا، وہ تلف شدہ باغ کی رقم کا مطالبہ خریدار سے نہیں کر سکتا، کیونکہ ابھی باغ خریدار کے قبضہ میں آیا ہی نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمرًا، فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ؟

''اگر آپ نے اپنے بھائی سے باغ کا سودا کیا اور اسے آفت آ پڑی، تو آپ کے لیے جائز نہیں کہ اس سے کچھ رقم وصول کریں، کیا آپ اپنے بھائی سے بغیر حق کے مال لینے چاہتے ہیں؟''

(صحیح مسلم : 1554)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفت زدہ باغ کی قیمت معاف کرنے کا حکم دیا۔''

(صحیح مسلم : 1554)

(سوال): عورت کا گھر سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

(جواب): عورت کا معنی پردہ ہے، اس کی عزت و شرف یہی ہے کہ یہ گھر میں رہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾(الأحزاب : ٣٣)

”اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔“

عورت کے لیے اس کی چادر چار دیواری باعث امن ہے،عورت کا باہر نکلنا خود اس کے لیے بھی باعث فتنہ ہے اور دوسرے کے لیے بھی۔شیطان اس کے ذریعہ انسانوں میں وساوس پیدا کرتا ہے، بہت سے برائیاں جنم لیتی ہیں، جبکہ عورت رب تعالیٰ کے قریب تر اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا، إِذَا كَانَتْ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.

”عورت پردہ ہے، یہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے اندر ہو، جب یہ باہر نکلتی ہے،تو شیطان اس پر جھانکتا ہے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 7616، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو،تو عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے،مگر اس صورت میں انتہائی ضروری ہے کہ وہ اپنے مکمل بدن کو ڈھانپے، وضع قطع اور چال ڈھال میں شوخ پن ظاہر نہ کرے،عورت کے باہر نکلنے سے شیطان لوگوں کے دلوں میں غلط خیالات اور وساوس پیدا کرتا ہے، اس لیے معاشرے کی بہتری اور نسل کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ خواتین انتہائی ناگزیر صورت حال کے علاوہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ .

”بلاشبہ عورت سامنے سے آئے یا جائے، وہ شیطان کی صورت میں آتی جاتی ہے (یعنی شیطان اس عورت کے ذریعے لوگوں کے لیے فتنہ پیدا کرتا ہے۔) لہٰذا جب آپ میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے (اور اس کے دل میں خواہش پیدا ہو) تو وہ اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت ادا کرے، اس طرح اس کے دل میں پیدا ہونے والا وسوسہ ختم ہو جائے گا۔“

(صحيح مسلم : 1403)

سوال: تابعی کسے کہتے ہیں اور اس کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھا ہو اور ایمان پر ہی وفات پائی ہو، اسے تابعی کہتے ہیں۔

❀ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي .

”آپ خیر پر رہیں گے، جب تک میرا کوئی صحابی حیات رہے گا۔ اللہ کی قسم! جب تک آپ میں تابعی زندہ رہے گا، خیر پر ہی رہیں گے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 32417، السُّنّة لابن أبي عاصم : 630/2، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تابعی ہونا ثابت نہیں۔

❀ امام حمزہ سہمی رحمہ اللہ (۴۲۷ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سُئِلَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سَمَاعِ أَبِي حَنِيفَةَ يَصِحُّ؟

قَالَ: لَا وَلَا رُؤْيَةً وَلَمْ يَلْحَقْ أَبُو حَنِيفَةَ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ.

''میں سن رہا تھا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا (صحابہ سے) سماع ثابت ہے؟ فرمایا: نہیں، (کسی صحابی کو) دیکھنا بھی ثابت نہیں۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی۔''

(سؤالات السّهمي للدّارقطني، ص 263، الرقم: 383، تاريخ بغداد للخطيب: 340/5، العِلَل المُتناهية لابن الجوزي: 65/1)

متقدمین ائمہ حدیث کا اس قول پر اجماع ہے، کوئی بھی اس کے خلاف نہیں کہتا۔

❀ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِّنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔''

(تاريخ بغداد: 338/5، 161/10)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

''کسی جھوٹے نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے ساتھ سفر کیا اور سات متاخر صحابہ سے بالمشافہ ملاقات کی۔ جبکہ درست بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صرف سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، جب وہ ان کے ہاں کوفہ تشریف لائے۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء: 387/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا

ہے، مطلب کہ امام صاحب رویۃً تابعی ہیں۔ جس بنا پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے یہ بات کی ہے، وہ بنا ہی باطل ہے، ملاحظہ فرمائیں؛

❁ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے :

رَأَيْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔''

(الأسامي والكُنٰى لأبي أحمد الحاكم الكبير : 64/3، مَناقب الإمام أبي حنيفة، ص 14، تاريخ الإسلام : 990/3، تذكِرَة الحُفّاظ : 168/1)

تبصرہ:

یہ باطل قول ہے۔ سیف بن جابر کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ امام ابونعیم فضل بن دُکین رحمہ اللہ (۲۱۸ھ) سے منسوب ہے:

رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔''

(أخبار أبي حنيفة وأصحابِهِ، ص 18)

تبصرہ:

یہ جھوٹا قول ہے۔

① احمد بن محمد بن صلت ابوالعباس حمانی ''کذاب، وضاع'' ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي : 140/1)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ . ''یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الضّعفاء والمتروكون : 59)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 572/4)

❀ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

رَأَى أَنَسَ بنَ مَالِكٍ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔''

(تاريخ بغداد : 444/15)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِعَيْنِهِ .

''یقیناً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔''

(العِلَل المتناهية :128/1)

یہ بے بنیاد قول ہے۔ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کا رد کر دیا ہے۔ اب اگر کسی کے پاس کوئی صحیح دلیل ہے، تو وہ پیش کرے!

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) نقل کرتے ہیں:

جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُحَدِّثِينَ أَنْكَرُوا مُلَاقَاتَهُ مَعَ الصَّحَابَةِ .

''محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے ملاقات کا انکار کیا ہے۔''

(شرح مُسند أبي حنيفة :581/1)

جتنی بھی مرفوع روایات ہیں، جن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر کیا ہے، وہ جھوٹی ہیں۔ یہ احمد بن محمد بن صلت حمانی (کذاب) وغیرہ کی وضع کردہ ہیں۔

تنبیہ:

محمد بن اسحاق، ابن الندیم (۴۳۸ھ) نے لکھا ہے:

كَانَ مِنَ التَّابِعِينَ لَقِيَ عِدَّةً مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعین میں سے تھے، آپ نے کئی صحابہ سے ملاقات کی۔''

(الفِهرِست :298/1)

تبصرہ:

ابن الندیم غیر ثقہ، رافضی اور معتزلی ہے، لہٰذا اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ غیر معتبر شخص ہے، اس کی مذکورہ تصنیف پکار پکار کر کہتی ہے کہ یہ کسی معتزلی اور گمراہ کی تصنیف ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے!...... جب میں نے اس کی کتاب کا مطالعہ کیا، تو مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ رافضی معتزلی ہے، یہ اہل سنت کو ''حشویہ''، اشاعرہ کو ''مجبرہ'' اور ہر اس شخص کو، جو شیعہ نہ ہو، ''عامی'' کہتا ہے۔ اس نے امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات زندگی میں ایسی بات ذکر کی، جو واضح جھوٹ ہے۔''

(لِسان المیزان : 72/5)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تقریب التہذیب (۷۱۵۳) میں طبقہ سادسہ ذکر کیا ہے۔ اس طبقہ کے راویوں کا کسی صحابی سے سماع ولقا نہیں۔ ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی نہیں تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''......یا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعین میں سے نہیں ہیں، اس کی بنیاد وہ ہے، جو شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے صراحت سے بیان کر دی ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو چھٹے طبقے میں ذکر کیا ہے، اس طبقہ کے رواۃ کو صغار تابعین کی معاصرت حاصل ہوتی ہے، لیکن ان کی کسی صحابہ سے ملاقات ثابت نہیں ہوتی۔ یہ بات انہوں نے تقریب التہذیب (کے مقدمہ) میں ذکر کی ہے۔''

(البحر الرّائق : 92/7)

۞ علامہ ابراہیم بن علی ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (۴۷٦ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَأْخُذْ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی صحابی سے روایت نہیں لی۔''

(طَبَقات الفقهاء، ص 86)

۞ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْهُمْ وَلَا أَخَذَ عَنْهُ، وَأَصْحَابُهُ يَقُولُونَ : إِنَّهُ لَقِيَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ وَرَوٰى عَنْهُمْ، وَلَا يَثْبُتُ ذٰلِكَ عِنْدَ أَهْلِ النَّقْلِ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ میں سے کسی سے ملاقات نہیں کی، نہ ہی ان میں سے کسی سے روایت لی ہے۔ جبکہ حنفی مقلدین کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ کی ایک جماعت ملاقات کی اور ان سے روایت لی ہے۔ یہ بات محدثین کے نزدیک ثابت نہیں۔''

(جامع الأصول : 952/12)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہی بات علامہ ابن خلکان (وفیات الاعیان: ۵/۴۰۶)، علامہ ابو الفداء (المختصر فی اخبار البشر: ۲/۵)، علامہ ابن الوردی (تاریخ ابن الوردی: ۱/۱۸۸)، علامہ یافعی (مرآۃ الجنان: ۱/۲۴۳) اور علامہ ابو الیمن العلیمی رحمہ اللہ (التاریخ المعتبر: ۳/۳۰۱) نے کہی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَأْخُذْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ .

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی صحابی سے روایت نہیں لی۔“

(تهذيب الأسماء واللّغات: 216/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ لَهٗ حَرْفٌ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ .

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کسی صحابی سے ایک حرف بھی نقل کرنا ثابت نہیں۔“

(سِير أعلام النُّبلاء: 391/6)

❀ حافظ ابو الفضل عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ لَمْ تَصِحَّ لَهٗ رِوَايَةٌ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کسی صحابی سے روایت ثابت نہیں۔“

(شرح مُسند أبي حنيفة لمُلّا علي القاري: 581/1)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعْتَمَدُ أَنَّهٗ لَا رِوَايَةَ لَهٗ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

”درست بات یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کسی صحابی سے کوئی روایت نہیں۔“

(فتح المُغيث: 342/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ رؤیۃً یا روایۃً تابعی نہیں ہیں۔ راوی میں اصل عدالت ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عدالت ثابت نہیں۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے تمام ائمہ (محدثین) کے نزدیک ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حجت پکڑنا جائز نہیں، میرے مطابق اس بارے محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔ تمام علاقوں اور جہتوں کے ائمہ مسلمین اور اہل ورع نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح کی ہے اور ہر ایک نے ان پر قدح (ضعف) کا لفظ بولا ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 64/3)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''تمام محدثین ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مجروح ہونے پر متفق ہیں۔ (ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر) جرح کرنے والے محدثین تین قسم کے ہیں؛ ① محدثین کی ایک جماعت نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقائد اور اصول کی وجہ سے جرح کی، ② محدثین کی ایک جماعت نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت اور قلت حفظ وضبط میں جرح کی ہے، ③ محدثین کی ایک جماعت نے اس لیے جرح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ صحیح احادیث کے مخالف رائے قائم کرتے تھے۔''

(المُنتظَم في تاريخ المُلُوك والأمَم : 132-131/8)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَبْقَ مُعْتَبَرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ .

''کوئی معتبر امام ایسا نہیں، جس نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح نہ کی ہو۔''

(المُنتظَم في تاريخ المُلُوك والأمم : 143/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: فرشتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ فرشتوں کا وجود ثابت ہے، ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ قرآن وحدیث، اجماع امت اس پر دلیل ہیں، عقلی طور پر بھی فرشتوں کا وجود محال نہیں۔ فرشتے غیبی مخلوق ہیں، ان پر ایمان، ایمان بالغیب ہے، یہ لطیف مخلوق ہیں، نور سے تخلیق ہوئے ہیں، یہ انسانوں اور جنوں سے پہلے موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے مقرب بندے قرار دیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ انہیں جو حکم دیتا ہے، اسے بجالاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بعض اُمور پر مامور کیا ہے، ان کا زمین پر اترنا اور آسمان پر چڑھنا ثابت ہے، ان میں سے بعض حاملین عرشِ الٰہی ہیں، وہ اس کے اردگرد اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں، سارے کے سارے فرشتے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، نیز اہل ایمان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، یہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، ان پر ہر وقت خشیت الٰہی اور خوف الٰہی طاری رہتا ہے۔

فرشتے محض ارواح نہیں، بلکہ مجسم مخلوق ہیں، البتہ انہیں کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی، ان کے دلوں اور پروں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ یہ عقل رکھتے ہیں، جو فرشتوں کی عقل کا انکار کرے، وہ خود بے عقل ہے۔ مشرکین مکہ فرشتوں کے بارے میں یہ بدعقیدگی رکھتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور انہیں اللہ کے ہاں سفارشی بناتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انبیائے کرام علیہم السلام نے بعض فرشتوں کو دیکھا ہے، بعض صلحا نے بھی فرشتوں کو دیکھا ہے، جیسا کہ سیدہ مریم علیہا السلام نے جبریل علیہ السلام کو انسانی شکل میں دیکھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل وصورت میں بھی دیکھا تھا۔ فرشتوں کی صفات قرآن وحدیث میں ثابت ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾(النّساء : ١٣٦)

''جو بھی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت کا انکار کرے، یقیناً وہ پرلے درجے کا گمراہ ہے۔''

❁ علامہ رازی رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الدَّلَائِلُ النَّقْلِيَّةُ فَلَا نِزَاعَ الْبَتَّةَ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي إِثْبَاتِ الْمَلَائِكَةِ، بَلْ ذٰلِكَ كَالْأَمْرِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ فرشتوں کے وجود پر انبیائے کرام علیہم السلام کے مابین کوئی اختلاف نہیں، بلکہ یہ ان کا اجماعی مسئلہ ہے، واللہ اعلم!''

(تفسير الرّازي : 385/2، تفسير نيشابوري :214/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) فرماتے ہیں:

يَجِبُ الْإِيمَانُ بِجَمِيعِ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَمَنْ ثَبَتَ تَعْيِينُهُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كَجِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَجَبَ الْإِيمَانُ بِهٖ، وَمَنْ لَمْ يَثْبُتْ آمَنَّا بِهٖ إِجْمَالًا، وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ، وَمَا ثَبَتَ مِنْ ذٰلِكَ بِالنَّصِّ وَالتَّوَاتُرِ كَفَرَ مَنْ يَكْفُرُ بِهٖ.

''اللہ تعالیٰ کے سارے فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔جن فرشتوں کی تعیین ثابت ہے،مثلاً جبریل، میکائیل اور اسرافیل،تو ان پر معین ایمان واجب ہے اور جن کی تعیین ثابت نہیں، ان پر اجمالاً ایمان لانا واجب ہے،جیسا کہ انبیائے کرام اور رسل علیہم السلام ہیں،(ان میں سے بعض کی تعیین ہے اور بعض کی تعیین نہیں)فرشتوں،نبیوں اور رسولوں میں سے جس کے متعلق نص اور تواتر ثابت ہے،اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔''

(التّوضیح لشرح الجامع الصّحیح : 174/3)

❁ نیز ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ إِثْبَاتُ الْمَلَائِكَةِ، وَالرَّدُّ عَلٰى مَنْ أَنْكَرَهُمْ مِنَ الْمُلْحِدَةِ وَالْفَلَاسِفَةِ.

''اس حدیث میں فرشتوں کے وجود کا ثبوت ہے اور ملحدین اور فلاسفہ کا رد ہے، جو فرشتوں کا انکار کرتے ہیں۔''

(التّوضیح لشرح الجامع الصّحیح : 232/2)

❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

رَجُلٌ عَابَ مَلَكًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ كَفَرَ.

''جو شخص کسی فرشتے پر عیب جوئی کرے،وہ کافر ہو جاتا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(فتاویٰ عالمگیری : 266/2، مَجمع الأنهر لشيخي زادة :692/1)

فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا، ایمان کے چھ ارکان میں سے ہے۔فرشتوں کا انکار ملحدین اور فلاسفہ کرتے ہیں، اہل سنت والجماعت فرشتوں کے وجود وصفات کو مانتے ہیں، ان پر ایمان رکھتے ہیں، ان میں سے ایک فرشتے کا انکار بھی کفر ہے۔

❁ لغوی امام، علامہ، الخلیل بن احمد، فراہیدی رحمہ اللہ (۱۷۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَسَدُ لِلْإِنْسَانِ، وَلَا يُقَالُ لِغَيْرِ الْإِنْسَانِ جَسَدٌ مِنْ خَلْقِ الْأَرْضِ، وَكُلُّ خَلْقٍ لَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ مِنْ نَحْوِ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنِّ مِمَّا يَعْقِلُ فَهُوَ جَسَدٌ.

”انسانی وجود کو ”جسد“ کہا جاتا ہے، انسان کے علاوہ کسی زمینی مخلوق کے لیے ”جسد“ کا لفظ نہیں بولا جا سکتا، اسی طرح جس ذی عقل مخلوق کو کھانے پینے کی احتیاج نہیں، جیسے فرشتے اور جنات، ان کے وجود کو بھی ”جسد“ کہتے ہیں۔“

(العَين : 47/6)

سوال: کیا سیدنا آدم علیہ السلام نے تخلیق کے بعد فرشتوں کو سلام کیا تھا؟

جواب: تخلیق کے بعد آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فرشتوں کو سلام کہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَهُ قَالَ : اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، جُلُوسٌ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ، فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوهُ : وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا، تو فرمایا: جائیے، وہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہوئی ہے، انہیں سلام کہیے اور ان کے جواب کو غور سے سنیے گا، وہی آپ اور آپ کی اولاد کا سلام ہوگا، تو آدم علیہ السلام (گئے اور) السلام علیکم کہا، فرشتوں نے جواب میں ”السلام علیک ورحمۃ اللہ“ کہا، فرشتوں نے جواب میں ”ورحمۃ اللہ“ کا اضافہ کیا۔“

(صحيح البخاري : 6227)

سوال: ملک الموت ہر آن میں ہزاروں لاکھوں جانیں کیسے قبض کر لیتے ہیں؟

جواب: روح قبض کرنے پر ملک الموت مامور ہیں، نیز قرآن کریم میں ان معاونین کا بھی ثبوت ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ﴾

(الأنعام : ٦١)

”جب تم میں سے کسی پر موت (کی گھڑی) آتی ہے، تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے بغیر کمی پیشی کے (وقت مقررہ پر) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔“

❁ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾

(الأنعام : 93)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اگر آپ اس وقت کو دیکھیں کہ جب ظالم لوگ موت کی تلخیوں میں ہوں گے، فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے (اور کہیں گے) تم اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا، بوجہ کہ تم اللہ پر ناحق جھوٹ باندھتے رہے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے رہے۔ (تو یہ بڑا ہولناک منظر ہوگا۔)“

❀ اسی طرح ایک جگہ بیان ہوا:

﴿وَلَوْ تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾(الأنفال: 50)

”اگر آپ اس وقت کو دیکھیں کہ جب فرشتے کفار کی جان نکالیں گے، ان کے منہ اور پیٹھ پر ماریں گے (اور کہیں گے) آگ کا عذاب چکھو۔ (تو آپ بڑا ہولناک منظر دیکھیں گے۔)“

سوال: کیا پل صراط کی حقیقت ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ پل صراط کی حقیقت ہے۔ ملحدین پل صراط کو مجاز پر محمول کرتے ہیں۔ ہر دور کے علمائے حق نے ان کا رد کیا ہے۔

❀ علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَكَرَهُ الْقَائِلُ مَرْدُودٌ بِمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْأَخْبَارِ، وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَجِبُ بِذٰلِكَ، وَأَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى إِمْسَاكِ الطَّيْرِ فِي الْهَوَاءِ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُمْسِكَ عَلَيْهِ الْمُؤْمِنَ فَيُجْزِيهِ أَوْ يُمْشِيهِ وَلَا يُعْدَلُ عَنِ الْحَقِيقَةِ إِلَى الْمَجَازِ إِلَّا عِنْدَ الِاسْتِحَالَةِ وَلَا اسْتِحَالَةَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي ذٰلِكَ، لِلْآثَارِ الْوَارِدَةِ فِي ذٰلِكَ وَثُبَاتِهَا بِثِقْلِ الْأَئِمَّةِ الْعُدُولِ:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُورًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُورٍ﴾

''جو اعتراض ذکر کیا گیا ہے، اس کا رد ہماری ذکر کردہ احادیث سے ہو جاتا ہے، پل صراط پر ایمان لانا واجب ہے۔ جو ذات فضا میں پرندوں کو ٹھہرا سکتی ہے، وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مؤمن کو (اس کے برے اعمال کے بدلے میں) پل صراط پر روک لے اور اس کی سزا دے یا اسے (اس کے اچھے اعمال کے بدلے میں صحیح سلامت) گزار دے۔ حقیقت سے مجاز کی طرف اسی وقت جایا جاتا ہے، جب اسے حقیقت پر رکھنا محال ہو، جبکہ یہاں حقیقت پر ماننا محال نہیں ہے، کیونکہ اس بارے میں (صحیح) احادیث مروی ہیں اور عادل ائمہ نے انہیں نقل کیا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُورًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُورٍ﴾ ''جس کے لیے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے، اس کے لیے کوئی نور نہیں۔''

(التّذکرۃ بأحوال الموتیٰ، ص 758)

سوال: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فَإِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ، وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

''جب امام دو رکعتوں کے بعد (تشہد بیٹھے بغیر) کھڑا ہو جائے، تو اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے، تو وہ (تشہد کے لیے) بیٹھ جائے اور اگر سیدھا ہو جائے، تو پھر نہ بیٹھے اور (آخر میں) سجدہ سہو کر لے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سنن أبي داود : 1036، سنن ابن ماجه : 1208، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 440/1)

اس روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: روایت ضعیف ہے۔ جابر بن یزید جعفی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

✿ علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ صَاحِبُ التَّنْقِيحِ : ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

”صاحب تنقیح (1/ 187) کے مطابق جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(نصب الرّاية : 87/1)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“ (طَبقات المدلّسين : 53)

✿ نیز لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ رَافِضِيٌّ . ”ضعیف اور رافضی ہے۔“ (تقريب التّهذيب : 878)

✿ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي كِتَابِي عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثُ .

”میری کتاب میں جابر جعفی کی صرف یہی ایک روایت ہے۔“

(سنن أبي داود، تحت الحديث : 1036)

امام طحاوی رحمہ اللہ کی سند سے ”جابر جعفی“ کا واسطہ گر گیا ہے، کیونکہ ابراہیم بن طہمان کے اساتذہ میں جابر جعفی ہے، مغیرہ بن شبل (شبیل) نہیں۔ مغیرہ بن شبل (شبیل) کے شاگردوں میں جابر جعفی ہے، مگر ابراہیم بن طہمان نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح طحاوی ہی کی دوسری سند میں بھی قیس بن ربیع اور مغیرہ بن شبل کے درمیان جابر جعفی کا واسطہ گر گیا ہے، کیونکہ قیس بن ربیع کے اساتذہ میں جابر جعفی ہے، مغیرہ بن شبل نہیں اور مغیرہ کے شاگردوں میں جابر جعفی ہے، قیس بن ربیع نہیں۔

سوال: کفن تیار کر کے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: کفن تیار کر کے رکھا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے چادر مانگی، تو آپ ﷺ نے دے دی، لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ آپ نے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، تو اس نے جواب میں کہا:

وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ، قَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفَنَهُ .

”اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر صرف اس لیے مانگی ہے کہ اسے اپنا کفن بناؤں گا، سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چادر ہی اس کا کفن بنی۔“

(صحيح البخاري : 5810)

نبی کریم ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا، لہٰذا کفن تیار کر کے رکھنا مکروہ نہیں۔ عام حالات میں اس کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

سوال: جمائی کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمائی سستی اور کاہلی کی علامت ہے، یہ شیطان کی طرف سے ہے، وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سست کرتا ہے، جمائی سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ جب جمائی آئے، تو منہ پر ہاتھ رکھنا چاہیے اور جتنا ممکن ہو، اس پر قابو پانا چاہیے، نیز آواز نکالنے سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بچنا چاہیے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھینک کو اللہ پسند کرتا اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے، جسے چھینک آئے وہ الحمدللہ کہے اور سننے والا ہر مسلمان «یرحمك الله» (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کہے، رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے، جمائی آئے تو اسے روکنے کی حتی المقدور کوشش کریں، جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان مسکراتا ہے۔''

(صحيح البخاري: 6223)

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھینک اللہ کی طرف سے ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے، جب کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ وہ منہ پر اپنا ہاتھ رکھے اور جب بندہ ھاھا کہہ کر آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان ہے جو اس کے پیٹ سے بولتا ہے۔''

(مسند الحميدى: 1195، صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''علمائے کرام اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ چھینک کا سبب محمود و بہتر اور جسم کا ہلکا ہونا ہے جو کہ غذا اور اختلاط کی قلت کی وجہ سے ہے، یہ پسندیدہ اور محبوب عمل ہے، کیونکہ یہ شہوت نفس کو کمزور اور اطاعت کو آسان بناتا ہے اور جمائی اس کے برعکس ہے، واللہ اعلم۔''

(الأذكار، ص 269)

سوال: کیا عورت کالا لباس پہن سکتی ہے؟

جواب: عورت کالا لباس پہن سکتی ہے۔ (بخاری: ۵۸۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اس پر اجماع بھی ہے۔(نیل الاوطار للشوکانی:۲/۱۱۳)

سوال: کیا دانوں والی تسبیح کا کیا حکم ہے؟

جواب: دانوں والی تسبیح پر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس سے مقصود صرف گنتی ہوتی ہے، اسی طرح گنتی کے لیے جتنے جدید آلات موجود ہیں، سب کا استعمال درست ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ يَحْيَى مَعَهُ مِسْبَاحٌ، فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي ثِيَابِهِ، فَيُسَبِّحُ .

''امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کے پاس تسبیح تھی۔ وہ اپنے کپڑے میں ہاتھ داخل کر کے تسبیح کرتے رہتے۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : 314/4)

❁ علامہ ابن علان رحمہ اللہ (۱۰۵۷ھ) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

زَعْمُ أَنَّهَا بِدْعَةٌ غَيْرُ صَحِيحٍ .

''تسبیح کو بدعت کہنا درست نہیں۔''

(الفتوحات الرّبّانية :251/1)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ السَّلَفِ وَلَا مِنَ الْخَلَفِ الْمَنْعُ مِنْ جَوَازِ عَدِّ الذِّكْرِ بِالسُّبْحَةِ، بَلْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ يَعُدُّونَهُ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ ذٰلِكَ مَكْرُوهًا .

''سلف اور خلف میں کسی سے بھی منقول نہیں کہ وہ تسبیح پر ذکر شمار کرنے کو منع کرتا ہو، بلکہ اکثر تسبیح پر ذکر شمار کرتے تھے اور اسے مکروہ خیال نہیں کرتے تھے۔''

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الحاوي للفتاوي : 7/2)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِاتِّخَاذِ السُّبْحَةِ لِغَيْرِ رِيَاءٍ .

''اگر ریا کاری کی نیت نہ ہو تو آلہ تسبیح کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔''

(فتاویٰ شامی: 650/1)

❁ علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

''سلف وخلف میں سے کسی سے بھی اس کا مکروہ ہونا منقول نہیں بلکہ جو شخص آلہ تسبیح کو دلجمعی، حضور قلبی، دل کی زبان کے ساتھ ذکر میں شمولیت اور ذکر کو بہت زیادہ مخفی رکھنے کے ساتھ استعمال کرتا ہے، اس کے لیے یہ مستحب بھی ہے۔ رہے وہ لوگ جو آلہ تسبیح کو استعمال کرنے میں سخت غفلت کا شکار ہیں، ان کے آلہ تسبیح کے دانوں پر زیب و زینت اور مہنگی قیمت کا رنگ غالب ہے اور وہ اسے بغیر حضور قلبی و ذہنی کے اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ باتیں کرتے، خبریں سنتے اور آگے بیان کرتے وقت بھی اپنے ہاتھ کے ساتھ اس کے دانوں کو حرکت دیتے رہتے ہیں، ان کے دل اور زبانیں دنیاوی امور میں مشغول ہوتی ہیں، تو ان لوگوں کا یہ فعل قابل مذمت، اور قبیح ترین مکروہات میں سے ہے۔''

(فیض القدیر للمناوی : 355/4)

تنبیہ:

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ .

”وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک خاتون کے پاس گئے۔ اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں، جن پروہ تسبیح کر رہی تھی۔“

(سنن أبي داوٗد : 1500، سنن الترمذي : 3568، مسند سعد : 88)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۳۷) نے ”صحیح“ کہا ہے، نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۱/۸۱) نے ”حسن“ کہا ہے۔

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ خزیمہ نامی راوی مجہول الحال ہے۔ صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (۶/۲۶۸) میں ذکر کیا ہے۔

سوال: کیا اذان فجر میں ”الصلاۃ خیر من النوم“ کا اضافہ عہد نبوی سے تھا؟

جواب: اذانِ فجر میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ عہد نبوی سے شامل ہیں، یہ کہنا کہ اذان میں یہ الفاظ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اضافہ ہے محتاج دلیل ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ .

”سنت سے ثابت ہے کہ جب مؤذّن اذانِ فجر میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے، تو اس کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے۔“

(سنن الدّارقطني :243/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي :423/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۶) اور حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (۲۵۹۸) نے ”صحیح“ کہا ہے، جبکہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یادرہے کہ جب کوئی صحابی کسی حدیث میں مِنَ السُّنَّةِ کے الفاظ کہے، تو وہ حدیث بالاتفاق مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے، ثابت ہوا کہ عہد نبوی میں الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ اذانِ فجر میں کہے جاتے تھے۔

تنبیہ:

مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۱۸۹) میں ''انس'' کی تصحیف ''لیس'' سے ہوگئی ہے۔

② یہ الفاظ خود نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو سکھائے تھے۔

(سنن أبي داوٗد : 501، سنن النّسائي : 634، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حازمی نے امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ کی شرط پر ''حسن'' کہا ہے۔

(الاعتبار : 69-70)

✿ علامہ عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) فرماتے ہیں:

تَوَارَثَتْهُ الْأُمَّةُ مِنْ لَدُنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا.

''رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک یہ عمل امت میں موروثی چلا آرہا ہے۔''

(الاختيار لتعليل المُختار : 43/1)

تنبیہ:

الصلاۃ خیر من النوم کے الفاظ اذان فجر میں کہے جائیں گے، بعض اہل علم کی رائے ہے، یہ اذان سحری میں کہے جائیں، یہ مرجوح رائے ہے، کیونکہ رات کی اذان کو اذان فجر یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذان الغداۃ نہیں کہتے۔اس پر مزید دلائل بھی ہیں۔

تنبیہ:

❀ مؤطا امام مالک میں روایت ہے:

إِنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهٗ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهٗ نَائِمًا، فَقَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، فَأَمَرَهٗ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ .

''(امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ان کو یہ بات پہنچی کہ مؤذّن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کی اطلاع دینے آیا، اس نے آپ کو سویا ہوا پایا تو کہا: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے)، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دے دیا کہ صبح کی اذان میں یہ کلمات پڑھا کرے۔''

(الموطّأ للإمام مالك :72/1)

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اذان میں ان الفاظ کا اضافہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا ہے، لیکن یہ قطعاً غلط بات ہے، کیونکہ اس روایت کی سند ''ضعیف'' ہے، امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچانے والا نامعلوم ہے! شریعت نے ہمیں نامعلوم اور ''مجہول'' لوگوں کی روایات قبول کرنے کا مکلّف نہیں ٹھہرایا، بلکہ جن سے اللہ کا دین لیں، ان کا اپنا دین بھی ہمیں معلوم ہونا ضروری ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا جانا اور مؤذّن سے کہا:

أَقِرَّهَا فِي أَذَانِكَ . ''یہ الفاظ اذان میں برقرار رکھیے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے، اسماعیل ''مجہول'' ہے، لہٰذا دونوں روایتیں مردود اور نا قابل حجت ہوئیں۔

ثابت ہوا کہ اذانِ فجر میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سنت سے ثابت ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤذّن سے فرمایا تھا کہ جب وہ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے، تو الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے۔

(سنن الدّارقطني :250/1، ح : 935، وسندهٗ حسنٌ)

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے نہیں کہے، بلکہ سنت کی پیروی میں کہے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ الفاظ اذان میں کہنا ثابت ہیں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة :208/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عروہ بن زبیر (مصنف بن ابی شیبہ : ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح)، امام محمد بن سیرین (مصنف بن ابی شیبہ : ۱/ ۲۰۷، وسندہ صحیح) اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (الصلاۃ لابی نعیم : ۲۴۸) اذان فجر میں ان کلمات کے قائل تھے۔

سوال: تحویل قبلہ سے قبل مسلمان کس طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے؟

جواب: صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کا یہ اتفاقی نظریہ رہا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سولہ یا سترہ برس تک بیت المقدس کی طرف منہ کر نماز ادا کرتے رہے اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ کی اقتدا میں اسی طرح نماز پڑھتے رہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیرینہ خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ مسجدِ حرام ہو، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر قبلہ تبدیل کر دیا۔

سورۃ البقرۃ کی آیت (۱۴۴) میں اسی بات کا تذکرہ ہے، صحابہ و تابعین وائمہ دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس آیت کی بالاتفاق یہی تفسیر کی ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

”علمائے امت کا اجماع و اتفاق ہے کہ قرآن میں سب سے پہلے منسوخ ہونے والا معاملہ قبلہ کا ہے، نیز ان کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ تحویل قبلہ والا معاملہ مدینہ میں ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو بیت المقدس سے ہٹ کر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم مدینہ میں دیا گیا۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 49/17)

❁ نیز لکھتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا .

”اس میں علمائے امت کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے (تقریباً) سولہ ماہ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نمازیں ادا کیں۔“

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 134/23)

سوال: غلام آزاد کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: جو شخص کسی مسلمان غلام آزاد کرے، اللہ تعالیٰ اس کے غلام کے ہر عضو کے بدلے، آزاد کرنے والے کا عضو جہنم سے آزاد کر دے گا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً، اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ، حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ .

”جو کسی مسلمان کو آزاد کرتا ہے، اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے میں ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے (آزاد کر دیتا ہے)۔“

(صحیح البخاري : 6715، صحیح مسلم : 1509)

سوال: کیا اللہ اکبر کے علاوہ کسی کلمہ سے نماز شروع کی جا سکتی ہے؟

جواب: نماز میں صرف اللہ اکبر کہہ کر داخل ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ اللہ اکبر سے نماز میں داخل ہوتے تھے۔

❀ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ .

”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو قبلہ رُخ ہوتے، رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔“

(سنن ابن ماجه : 803، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۸۶۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ صَرِيحٌ وَحَدِيثٌ صَحِيحٌ فِي تَعْيِينِ لَفْظِ التَّكْبِيرِ .

”اللہ اکبر کے تعین میں یہ واضح نص اور صحیح حدیث ہے۔“

(تفسیر القُرطبي : 176/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتدا اللہ اکبر سے کرتے تھے۔“

(صحيح مسلم : 498)

❁ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهَا لَا تَنْعَقِدُ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ .

”یہ دلیل ہے کہ نماز اللہ اکبر کے ساتھ ہی منعقد ہوتی ہے۔“

(كشف المشكل : 4/415)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ .

”جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں، تو اللہ اکبر کہیں۔“

(صحيح البخاري : 757، صحيح مسلم : 397)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے کرے۔ یہ حکم وجوبی ہے۔“

(أعلام الحديث :1/496)

❁ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي . ”میری طرح نماز پڑھیں۔“

(صحيح البخاري :631)

اس حدیث کی رو سے ہر نمازی پر فرض ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ سے ایسا قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے تکبیر تحریمہ یا سلام میں ان معین الفاظ کے علاوہ کوئی لفظ ادا کیا ہو، یہ الفاظ اللہ اکبر اور السلام علیکم ہیں۔“

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 22/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ، وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ .

”وضو نماز کی چابی ہے، نماز کا آغاز اللہ اکبر سے اور اختتام سلام سے ہی ہوتا ہے۔“

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 16/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس اثر کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ : 174/2)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل علم صحابہ اور تابعین کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے کہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے ہوتا ہے۔ ”اللہ اکبر“ کے بغیر انسان نماز میں داخل نہیں ہوتا۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 238)

❁ سعید بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

جَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ افْتَتَحَ، وَحِينَ رَكَعَ، وَبَعْدَ أَنْ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ .

”سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کرتے اور رکوع کو جاتے وقت اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد (سجدے کو جاتے ہوئے بھی) بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 18/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :350/1)

❁ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوِ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ بِسَبْعِينَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهِ .

''اگر کوئی شخص نماز کو اللہ تعالیٰ کے ستر ناموں سے بھی شروع کرے، مگر اللہ اکبر نہ کہے، تو اسے کفایت نہیں کرے گا۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 238، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''لفظ تکبیر کا تقاضا ہے کہ نماز کی تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کے ساتھ خاص ہے، نہ کہ اللہ کی تعظیم وجلال پر مبنی دیگر صفات۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس عمومی فرمان کی تخصیص ہے: ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ ''اللہ کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔'' قرآن میں موجود مطلق ذکر سے سنت کے ساتھ اللہ اکبر کی تخصیص کر دی گئی، خصوصا جب قولی حدیث کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا فعل بھی مل جائے، کیونکہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت ''اللہ اکبر'' کہتے تھے۔''

(المَسالك : 343/2، عارضة الأحوذي :17/1)

www.KitaboSunnat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

”نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ) رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی شخص عربی جاننے کے باوجود فارسی میں نماز شروع کرے اور فارسی میں ہی قرأت کرے، تو اُسے کفایت کرے گا۔ امام ابوبکر (ابن منذر) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کفایت نہیں کرے گا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے اور اس کے بھی خلاف ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی ہے، نیز مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہے، ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی موافقت نہیں کی۔“

(الإشراف على مَذاهب العلماء : 8/2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

بَابُ إِيجَابِ التَّكْبِيرِ، وَافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ .

”اللہ اکبر کے وجوب اور نماز کے آغاز کا بیان۔“

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 732)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

مَقْصُودُ الْبُخَارِيِّ أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تَفْتَتِحُ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ، وَلَا تَنْعَقِدُ بِدُونِهِ .

”امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ نماز اللہ اکبر سے ہی شروع ہوتی ہے اور اس کے بغیر منعقد نہیں ہوتی۔“

(فتح الباري لابن رجب : 310/6)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نومولود کو گھٹی دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے نومولود بچوں کو لاتے تھے اور تبرک کے لیے آپ سے گھٹی دلواتے تھے۔ تبرک نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص عمل ہے۔

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (780ھ) فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ (تبرک) مقرر نہ کیا، کیونکہ آپ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے بعد خلیفہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا۔ نہ سیدنا عمر سے کوئی اس طرح کا تبرک لیا گیا۔ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد امت میں سب سے افضل تھے، پھر سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام تھے، کسی صحابی کے بارے میں باسند صحیح ثابت نہیں کہ کسی صحابی یا تابعی نے ان کے ساتھ تبرک والا ایسا سلسلہ جاری کیا ہو، بلکہ انہوں (دیگر صحابہ و تابعین) نے نبی اکرم ﷺ کے اتباع پر مبنی اقوال و افعال اور طریقہ کار میں پہلوں کی پیروی پر اکتفا کیا، لہذا یہ ان کی طرف سے تبرک بالآثار کو ترک کرنے پر اجماع ہے۔'' (الاعتصام: 2/8-9)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اسی طرح آثار کے ساتھ تبرک کا معاملہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے ساتھ تبرک لیا کرتے تھے، لیکن آپس میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے، نہ ہی تابعین کرام، صحابہ کرام کے آثار کے ساتھ تبرک لیتے تھے، حالانکہ ان کی قدر ومنزلت بہت بلند تھی۔“

(الحِكَم الجديدة، ص 55)

گھٹی تبرک کی ایک صورت ہے، غیر نبی سے تبرک جائز نہیں، لہٰذا گھٹی بھی جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ، تابعین اور اسلاف امت میں سے کسی کا گھٹی دلوانا ثابت نہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جن اشیا کو حلال کیا ہے، اس کو حرام کرنا اور جن کو حرام کیا ہے، ان کو حلال کرنا، شرک ہے اور اس حوالے سے مخلوق کی بات ماننا شرک فی الاطاعت ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾(المائدة : ٨٧)

”ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو تم حرام نہ کرو، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے، نیز حد سے تجاوز مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔“

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾(التّوبة : ٣١)

”انہوں نے اپنے علما اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا تھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''ان لوگوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کرتے ہوئے اپنے علما وصوفیا کو جو ''رب'' بنایا تھا، وہ دو طرح سے ہو سکتا ہے: ایک تو یہ کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے علما وصوفیا نے اللہ کے دین کو بدلا ہے، پھر بھی وہ ان کی پیروی کرتے رہے، چنانچہ اپنے بڑوں کی پیروی میں انہوں نے بھی اللہ کے رسولوں کے دین کے خلاف اعتقاد بنالیا، حالانکہ انہیں سب کچھ معلوم تھا، یہ کفر ہے اور اللہ ورسول نے اسے شرک بھی قرار دیا ہے، اگرچہ وہ اپنے علما وصوفیا کے لیے نماز نہ پڑھتے تھے، نہ ان کے سامنے سجدہ کرتے تھے، لہٰذا جو کوئی بھی کسی کی خلاف دین بات جانتے بوجھتے مانے اور اسی پر اپنا اعتقاد رکھے، ان کی طرح مشرک ہوگا۔

دوسرے یہ کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے اور حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دینے کے بارے میں ان کا اعتقاد درست تھا، لیکن پھر بھی گناہ میں انہوں نے علما وصوفیا کی پیروی کر لی، جس طرح ایک مسلمان گناہ سمجھتے ہوئے بھی کر لیتا ہے، تو اس صورت میں ان کا حکم ان جیسے دوسرے گناہ گاروں جیسا ہوگا (وہ مشرک قرار نہیں پائیں گے)۔''

(مَجموع الفتاویٰ : ۷/۷۰)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''جو شخص رسول کے علاوہ کسی ہستی کی اطاعت اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے، اس کے ہر حکم اور ہر ممانعت پر اس کی بات مانتا ہے، خواہ وہ اللہ ورسول کے حکم کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

مخالف ہی کیوں نہ ہو، اس نے اسے اللہ کا شریک بنا لیا ہے۔...... یہ وہ شرک ہے، جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾(البقرة : ١٦٥) ''لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہیے، حالانکہ اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔''

(مَجموع الفتاوٰی : ۲٦٧/۱۰)

❁ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی شریعت کے خلاف احکامات جاری کرنے والے لوگوں کے متبعین یقیناً مشرک ہیں، یہ بات واضح طور پر دوسری آیات میں مذکور ہے، جیسے مردار کو اللہ کا ذبیحہ کہہ کر حلال قرار دینے پر شیطان کے حکم کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ، وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾(الأنعام : ١٢١) ''تم وہ (ذبیحہ) نہ کھاؤ، جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، یہ (مردار کھانا) فسق ہے، شیاطین اپنے حواریوں کو القا کرتے ہیں، تاکہ وہ تم سے مباحثہ کریں، اگر تم نے ان کی پیروی کر لی، تو مشرک ہو جاؤ گے۔'' اس آیت میں صراحت ہے کہ ان کی پیروی سے وہ مشرک ہو جائیں گے، یہ اطاعت میں شرک ہے اور اللہ کے دین کے خلاف کسی کا قانون وضابطہ تسلیم کر لینا ہی شیطان کی عبادت ہے، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اللہ تعالیٰ نے یوں منع فرمایا: ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِي آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ، وَأَنِ اعْبُدُونِي هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾ (یٰس: ٦٠-٦١) ''اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہ کرو گے، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، نیز میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

(أضوأ البيان: ٨٣/٤)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر شہد حرام کیا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر شہد کو حرام نہیں کیا، البتہ یہ فرمایا کہ میں اس سے پرہیز کروں گا۔ قرآن میں جو ﴿لِمَ تُحَرِّمُ﴾ (التّحريم: ١) ہے، وہ لِمَ تَمْنَعُ کے معنی میں ہے، یعنی اے پیغمبر! آپ خود کو ایسے چیز سے کیوں روکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، قرآن پاک میں یہ معنی مستعمل ہے، مثلاً:

❀ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ﴾ (القصص: ١٢)

''ہم نے موسیٰ پر دائیوں (کے دودھ) کو روک دیا۔''

سوال: کیا کسی صورت میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے؟

جواب: جھوٹ کبیرہ گناہ ہے، مگر کچھ اُمور ایسے ہیں، جن میں جھوٹ بولنے کی نوبت آجائے، تو جھوٹ بھی بولا جا سکتا ہے۔

❀ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”لوگوں کے درمیان صلح کرانے والا شخص جھوٹا نہیں، وہ خیر و بھلائی کی بات ہی آگے پہنچاتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 2692، صحيح مسلم : 2605)

❁ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تین معاملات میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے، جنگ کے دوران (دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے)، لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اور شوہر بیوی کے ساتھ یا بیوی کا شوہر کے ساتھ (اظہار محبت کرتے ہوئے)۔“

(صحيح مسلم : 2605)

سوال: جس کام کے حلال و حرام ہونے میں اشتباہ ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کام کے حلال و حرام ہونے کا علم نہ ہو، تو اہل ذکر سے پوچھ لینا چاہیے، البتہ جب تک علم نہ ہو جائے، تو اس مشتبہ کام سے بچنا ضروری ہے، اس سے ورع و تقویٰ قائم رہے گا۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”حلال و حرام دونوں واضح ہیں، ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، بہت سے لوگ انہیں نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچ گیا، اس نے دین و عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں مبتلا ہو گیا، وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، جیسے وہ چرواہا جو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے، تو قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں چرائے گا، سن لیں! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے، خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حرام کردہ اشیا ہیں، خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہوتا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے، تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، جب وہ خراب ہو جاتا ہے، تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، یاد رکھیں! وہ دل ہے۔"

(صحيح البخاري : 52، صحيح مسلم : 1599)

سوال: کیا نماز کی تکمیل کے لیے سلام پھیرنا ضروری ہے؟

جواب: تشہد کے آخر پر نماز کی تکمیل پر سلام پھیرنا ضروری ہے، ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے اور اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے کرنا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے نماز کا اختتام ہمیشہ سلام سے کیا، کسی اور صنیع سے نماز کی تکمیل نہیں کی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ .

"نبی کریم ﷺ نماز کا اختتام سلام سے کرتے تھے۔"

(صحيح مسلم : 498)

❁ ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَنَّى عَلِقَهَا؟ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ .

"امیر مکہ (نماز کے اختتام پر) دونوں طرف سلام پھیرتے تھے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: انہوں نے یہ سنت کہاں سے سیکھ لی؟ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔"

(صحيح مسلم :581)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ، وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ.

''وضو نماز کی چابی ہے، نماز کا آغاز اللہ اکبر سے اور اختتام سلام سے ہی ہوتا ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 16/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس اثر کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ: 174/2)

سوال: تحیۃ المسجد کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کرنا تحیۃ المسجد کہلاتا ہے، اہل علم کا اجماع ہے کہ تحیۃ المسجد مشروع، مسنون و مستحب عمل ہے، اس کی بڑی تاکید آئی ہے، البتہ اسے واجب کہنا درست نہیں۔ اس بارے میں امر کے الفاظ استحباب پر محمول ہیں۔

❁ حمران بن ابان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے وضو کا پانی لایا، وہ چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اچھی طرح وضو کیا، کہا: میں نے اسی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح وضو کیا اور فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی، اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: دھوکے میں نہ رہ جانا۔''

(صحيح البخاري: 6433)

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”مسجد میں داخل ہوں تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کر لیں۔“

(صحيح البخاري : 444، صحيح مسلم : 714)

❁ ایک روایت میں ہے:

لَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ .

”اس وقت تک نہ بیٹھئے، جب تک دو رکعت نہ پڑھ لیں۔“

(صحيح البخاري : 444، صحيح مسلم : 714)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَهِيَ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد کے لیے دو رکعت مستحب ہیں، اس کے سنت ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(شرح صحيح مسلم : 226/5)

❁ مسروق رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

”آپ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ایک آدمی نے انہیں سلام کہا تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بالکل سچ فرمایا۔عرض کیا: وہ کیا؟ فرمانے لگے: علاماتِ قیامت سے ہے کہ آدمی جان پہچان والے کو ہی سلام کہے گا، آدمی مسجد میں داخل ہو کر طول وعرض کو عبور کر لے گا، مگر اس میں دو رکعت نماز نہیں پڑھے گا اور نوجوان بوڑھے کو دو پہاڑوں کے نشیب میں (یہ محاورتاً بولا گیا ہے، دور دراز مقام کی طرف اشارہ ہے) قاصد بنا کر بھیجے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الشاشي : 400، وسندهٗ صحيحٌ)

خیال رہے تحیۃ المسجد واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، دو رکعت ادا کئے بغیر بیٹھنا صحابہ سے ثابت ہے:

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی توبہ کے واقعہ میں کہتے ہیں:

''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں مسکرائے کہ رخِ انور سے ناراضی چھلک رہی تھی۔ فرمایا: آیئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر (مسجد میں) بیٹھ گیا۔''

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2779)

❁ اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

اَلرُّخْصَةُ فِي الْجُلُوْسِ فِيهِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ.

''نماز ادا کئے بغیر مسجد میں بیٹھنے اور نکلنے کی رخصت کا بیان۔''

(سنن النّسائي : 732)

❁ نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَمُرُّ فِي الْمَسْجِدِ، وَلَا يُصَلِّي فِيهِ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز ادا کئے بغیر مسجد سے گزر جاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :340/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صحابہ کرام مسجد میں داخل ہوتے اور نماز ادا کئے بغیر نکل جاتے۔ میں نے خود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :340/1، وسندهٗ حسنٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان تمام آثارِ صحیحہ وحسنہ سے ثابت ہوا کہ تحیۃ المسجد مستحب ہے۔اس کا حکم استحباب وسنیت پر محمول ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى أَنَّ الْأَمْرَ فِي ذٰلِكَ لِلنَّدْبِ .

تمام اربابِ فتویٰ کا اتفاق ہے کہ تحیۃ المسجد کا حکم استحباب پر محمول ہے۔‘‘

(فتح الباري :537/1)

سوال: خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا تحیۃ المسجد ادا کرے گا یا نہیں؟

جواب: خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے گا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، أَوْ قَدْ خَرَجَ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ .

’’دورانِ خطبہ مسجد میں آنے والا دو رکعت ادا کرے۔‘‘

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875)

سوال: کیا اوقات ممنوعہ میں بھی تحیۃ المسجد ادا کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: تحیۃ المسجد سببی نماز ہے، سببی نمازیں ممنوعہ اوقات میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں، لہٰذا جب بھی مسجد میں داخل ہو، اس وقت تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، أَوْ قَدْ خَرَجَ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ .

’’دورانِ خطبہ مسجد میں آنے والا دو رکعت ادا کرے۔‘‘

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

”ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تحیۃ المسجد ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جا سکتی ہے، یہ سببی نماز ہے اور سببی نماز ہر وقت ادا کی جا سکتی ہے۔“

(شرح مسلم : 164/6)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”بلال! قبول اسلام کے بعد کون سا عمل ہے، جس پر آپ کو سب سے زیادہ ثواب کی امید ہو؟ میں نے جنت میں آپ کے قدموں کی چاپ سنی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے سب سے زیادہ اُمید اس عمل پر ہے کہ رات ہو یا دن، جب بھی مَیں نے وضو کیا، تو تحیۃ الوضو ادا کی ہیں۔“

(صحيح البخاري : 1149، صحيح مسلم : 2458)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے تحیۃ الوضو کی فضیلت وسنیت ثابت ہوتی ہے، یہ نماز ممنوع اوقات، مثلاً طلوع آفتاب، زوال، غروب شمس، نماز عصر اور فجر کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔“

(شرح مسلم : 13/16)

سوال: تحیۃ الوضو کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: وضو کے بعد نوافل پڑھنا تحیۃ الوضو کہلاتا ہے، یہ مشروع و مستحب عمل ہے۔

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”بلال! قبول اسلام کے بعد کون سا عمل ہے، جس پر آپ کو سب سے زیادہ ثواب کی امید ہو؟ میں نے جنت میں آپ کے قدموں کی چاپ سنی ہے۔ سیدنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے سب سے زیادہ اُمید اس عمل پر ہے کہ رات یا دن میں جب بھی مَیں نے وضو کیا، تو تحیۃ الوضوادا کی ہیں۔"

(صحيح البخاري : 1149، صحيح مسلم : 2458)

یہ خواب کا واقعہ ہے، اسے واقعہ معراج سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اچھی طرح وضو کر کے خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت ادا کرنے والے مسلمان پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔" (صحيح مسلم : 234)

❀ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو میری طرح وضو کرے، پھر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ دل میں کوئی وسوسہ نہ آنے پائے تو اس کے پچھلے (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

(صحيح البخاري : 159؛ صحيح مسلم : 1934)

سوال: سفر میں نماز قصر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر میں نماز قصر کرنا مشروع و جائز ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رخصت ہے، اسے اختیار کرنا مسنون ہے۔ البتہ اگر کوئی سفر میں پوری نماز بھی پڑھ لے، تو جائز ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز قصر بھی کر لیتے تھے اور پوری بھی پڑھ لیتے تھے، اسی طرح روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے اور رکھ بھی لیتے تھے۔"

(سنن الدّارقطني : 2298، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ﴾ ”اگر تم خوف کی حالت میں ہو، تو نماز قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“ لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں (لہٰذا اب قصر نہیں کرنی چاہیے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی طرح مجھے بھی تعجب ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر صدقہ کیا ہے، لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کریں۔“

(صحیح مسلم: 686)

سوال: بیماری کی وجہ سے نماز میں کیا تخفیف ہے؟

جواب: نماز ہر صورت میں فرض ہے، البتہ مختلف حالتوں میں اس میں تخفیف کی گئی ہے، بیمار آدمی اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا، تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے، ورنہ لیٹ کر، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو اشارے سے پڑھ لے، مگر کسی صورت ترک کرنا جائز نہیں، اگر وضو نہیں کر سکتا، تو پاک مٹی سے تیمّم کر لے، اسی طرح دو نمازوں کو جمع کر لے، جماعت میں حاضر نہیں ہو سکتا، تو گھر میں ہی ادا کر لے، علی ہذا القیاس بہت سے آسانیاں ہیں، جو بیمار شخص کے لیے کی گئی ہیں، مگر سانس چلنے تک نماز کی ادائیگی ضروری ہے، یہ بھی یاد رہے کہ بیماری کی وجہ سے اس کے اجر و ثواب میں بھی کمی نہیں ہو گی۔

❀ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا.

”اگر کوئی حالت اقامت یا صحت یابی میں نیک عمل کرتا ہے، اسے بیماری یا سفر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں بھی ویسے ہی اجر ملتا ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 2996)

سوال: اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی وجہ سے نماز پڑھنا بھول جائے، تو جب بھی یاد آئے، فوراً ادا کر لے، خواہ نماز کا وقت گزر بھی چکا ہو۔ بھول پر مؤاخذہ نہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا .

’’جو نماز پڑھنا بھول جائے یا سویا رہے، اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے، نماز پڑھ لے۔‘‘

(صحيح البخاري : 597، صحيح مسلم : 684)

سوال: زہر پینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: زہر پینا حرام ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ يَعْنِي السَّمَّ .

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام دوا یعنی زہر سے منع فرمایا۔‘‘

(سنن التّرمذي : 2045، وسندهٗ حسنٌ)

اگر کوئی جان بوجھ کر زہر پی لیتا ہے اور اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، تو یہ خودکشی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو (روز قیامت) زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم میں ایک لمبی مدت تک زہر پیتا رہے گا۔''

(صحيح البخاري : 5778، صحيح مسلم : 109)

تنبیہ:

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے زہر پینا ثابت نہیں۔

❁ ابوسفر رحمہ اللہ اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقامِ حیرہ کی طرف گئے، تو قبیلہ بنو مرازبہ کے ہاں قیام کیا، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس زہر لایا گیا، آپ نے اسے پکڑا، ہتھیلی پر رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر نگل گئے۔ اللہ کے حکم سے اس زہر نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 548/6، المُعجم الكبير للطّبراني : 105/4)

روایت ضعیف ہے۔ ابوسفر اور ابو بردہ دونوں کا سیدنا خالد بن ولید سے سماع نہیں۔

❁ اسی طرح کی روایت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(فضائل الصّحابة لأحمد : 1481)

جس روایت میں زہر پینے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے، اس میں سفیان بن عیینہ اور اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے، سماع کی تصریح نہیں ملی۔ بلاشبہ یہ سند صحیح بخاری میں مذکور ہے، مگر وہاں زہر پینے کے الفاظ ذکر نہیں ہوئے۔ اُصول یہ ہے کہ بخاری و مسلم کے علاوہ مدلس کے وہی الفاظ معتبر ہوں گے، جہاں سماع کی تصریح ہوگی۔

سوال: حرام اشیا سے علاج کرنا کیسا ہے؟

جواب: حرام اشیا سے علاج کرنا جائز نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا یا ایسا کرنا ناپسند فرمایا، عرض کیا: میں تو بہ طور دوائی استعمال کرتا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دوائی نہیں، بیماری ہے۔''

(صحیح مسلم : 1984)

مسلمان حکما واطبا کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حلال اشیا میں علاج تلاش کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی اتارا ہے۔

سوال: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' رکھنے کی وجہ کیا تھی؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کنیت کو بہت پسند کرتے تھے۔

❁ ایک شخص سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا:

''مدینہ کا فلاں امیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر برا بھلا کہتا ہے، پوچھا: کیا کہتا ہے؟ کہا: وہ منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہتا ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہنس دیے اور فرمایا: بخدا! یہ نام تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا، یہ نام تو ان کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ راوی نے پوری حدیث سننے کی غرض سے عرض کیا: ابوعباس! یہ کب کا واقعہ ہے؟ فرمایا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر مسجد جا کر لیٹ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے پوچھا کہ آپ کے عم زادے کہاں ہیں؟ عرض کیا: مسجد میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد آئے، دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں، نیچے سے چادر سرک گئی ہے اور مٹی ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی پیٹھ کو لگ رہی ہے، نبی کریم ﷺ مٹی کو جھاڑنے لگے اور فرمایا: ابوتراب! اٹھ جایئے، ابوتراب! اٹھ جایئے۔"

(صحيح البخاري : 3703، صحيح مسلم : 2409)

سوال: مٹی کھانا کیسا ہے؟

جواب: مٹی کھانا جائز نہیں، یہ صحت کے لیے مضر ہے اور جو شے صحت کے لیے نقصان دہ ہو، اس کو کھانا جائز نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة : ١٩٥)

"اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔"

سوال: نماز تراویح کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: نماز تراویح کا وقت نماز عشاء سے لے کر سحری تک رہتا ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہے، نماز تراویح عشاء سے پہلے پڑھنا بدعت ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"تراویح میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے نماز عشا کے بعد ادا کیا جائے، اس پر سلف امت اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔ جس نے عشا سے پہلے تراویح ادا کی، اس نے سنت کے مخالفین اہل بدعت کا رستہ اختیار کیا۔"

(الاختيارات لشيخ الإسلام ابن تيمية لابن عبد الهادي، ص 41)

سوال: کیا عورتیں بھی تراویح پڑھیں گی؟

جواب: عورتوں اور بچوں کے لیے بھی نماز تراویح مشروع و مستحب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علمائے احناف لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ مُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

”تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لیے مؤکد سنت ہے،اس پر صحابہ اور بعد والے ائمہ کا اجماع ہے،اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں۔“

(غنية المستملي لإبراهيم الحلبي، ص 382، مَجمع الأنهر لشيخي زاده: 135/1، حاشية الطّحطاوي، ص 411)

❁ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِجْمَاعًا .

”تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی کی ہے۔“

(الدّرّ المختار: 43/2)

سوال: کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع ہے؟

جواب: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع ہے۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا فَضْلُهُ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَيهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَمَّا عِلْمُهُ فَكَذٰلِكَ، وَقَدْ حَكٰى أَبُو بَكْرِ ابْنُ السَّمْعَانِيِّ وَغَيْرُهُ إِجْمَاعَ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلَيهِ أَيْضًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دیگر صحابہ میں افضل ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے علم میں فائق ہونے پر بھی اجماع ہے، حافظ ابوبکر ابن سمعانی رحمہ اللہ وغیرہ نے اس پر بھی اہل سنت کا اجماع نقل کیا ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب: 112/6)

سوال: کیا خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے؟

جواب: خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے، بلا عذر بیٹھنا درست نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (الجمعة: ١١)

”وہ آپ کو (منبر پر) کھڑے چھوڑ گئے۔“

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُومُ كَمَا تَفْعَلُونَ الْآنَ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے، جیسا کہ اب آپ لوگ کرتے ہیں۔“

(صحيح البخاري: 920، صحيح مسلم: 861)

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَّيَذْكُرُ اللّٰهَ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہو کر آیات تلاوت کرتے اور اللہ کا ذکر کرتے۔ آپ کا خطبہ اور نماز درمیانہ ہوا کرتا تھا۔" (صحیح مسلم: 862، المنتقی لابن الجارود: 296)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

الَّذِي عَلَيْهِ عَمَلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ عُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ مَا يَفْعَلُهُ الْأَئِمَّةُ، وَهُوَ جُلُوسُ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوَّلَ مَا يَرْقِي إِلَيْهِ، وَيُؤَذِّنُ الْمُؤَذِّنُ وَالْإِمَامُ جَالِسٌ، فَإِذَا فَرَغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ قَامَ الْإِمَامُ فَخَطَبَ خُطْبَةً، ثُمَّ جَلَسَ وَهُوَ فِي حَالِ جُلُوسِهٖ غَيْرُ خَاطِبٍ وَّلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ الْخُطْبَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِنْدَ فَرَاغِهٖ.

"تمام علاقوں کے اہل علم ائمہ کا عمل یہ ہے کہ امام منبر پر چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے، مؤذن اذان دیتا ہے، امام بیٹھا ہوتا ہے، جب مؤذن اذان سے فارغ ہوتا ہے، تو امام کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ دیتا ہے، پھر بیٹھ جاتا ہے اور اس دوران خطاب یا کلام نہیں کرتا، پھر کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا خطبہ دیتا ہے، پھر خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے نیچے اتر آتا ہے۔"

(الأوسط في السّنن والإجماع: 58/4)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل دو روایتوں کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَّأَوْتَرَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں آٹھ تراویح اور وتر پڑھائے۔''

(مسند أبي يعلٰى : 326/2، المعجم الصّغير للطّبراني : 190/1، فتح الباري لابن حَجَر : 12/3)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1070) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2409) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ وَسَطٌ .

''اس کی سند حسن ہے۔'' (ميزان الاعتدال في نقد الرّجال : 311/3)

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک کام کیا ہے۔ فرمایا: اُبی! وہ کیا؟ عرض کیا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میرے گھر کی عورتوں نے کہا: ہم قرآنِ کریم نہیں پڑھی ہوئیں، لہٰذا ہم آپ کے ساتھ قیام کریں گی:

فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ، قَالَ : فَكَانَ شِبْهَ الرِّضَا، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا .

''میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں، پھر وتر پڑھائے۔ اس بات پر آپ ﷺ نے رضامندی کا اظہار فرمایا۔''

(مسند أبي يعلیٰ : 362/2، زوائد مسند الإمام أحمد : 115/5، المعجم الأوسط للطّبراني : 141/4، قيام اللّيل للمروزي : 217)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2550) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔(مجمع الزّوائد : 74/2)

جواب: یہ دونوں روایتیں منکر و غیر محفوظ ہیں۔ عیسیٰ بن جاریہ اگرچہ حسن الحدیث ہے، مگر اس کی منکر روایات ہیں، ان روایات کو عیسیٰ بن جاریہ سے صرف یعقوب بن عبد اللہ قمی نے بیان کیا ہے، اگرچہ یہ بھی حسن الحدیث ہے، مگر امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل : ۹۲/۳) نے ''لیس بالقوی'' کہہ کر اشارہ کیا ہے، کہ یہ ''وہم و خطا'' کا شکار ہو جاتا تھا۔ اس کی تائید حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اس قول سے بھی ہو جاتی ہے:

صَدُوقٌ يَهِمُ . ''صدوق ہے، مگر وہم کا شکار ہو جاتا تھا۔''

(تقريب التّهذيب : 7822)

✿ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس کی منکر احادیث ہیں۔“

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : 4825)

❁ نیز فرماتے ہیں:

حَدِيثُهُ لَيْسَ بِذَاكَ .

”اس کی حدیث قوی نہیں۔“

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : 4810)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرٌ . ”یہ منکر (الحدیث) ہے۔“

(الضّعفاء والمتروكون : 423)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کی روایات کو ”غیر محفوظ“ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 437/6)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے عیسیٰ بن جاریہ کی غیر محفوظ روایات میں مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو بھی شمار کیا ہے۔

❁ حافظ ابن طاہر مقدسی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ”غیر محفوظ“ کہا ہے۔

(ذخيرة الحُفّاظ : 1194/2)

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مراسیل حجت ہیں؟

جواب: دین کا بیشتر حصہ مراسیل صحابہ پر مبنی ہے۔ مراسیل صحابہ حجت ہیں۔ اس پر دلیل صحیح بخاری کی دوسری حدیث ہے، جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پہلی وحی کے احوال بیان کر رہی ہیں، حالانکہ وہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں، یقیناً انہوں نے یہ حدیث یا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی (اس اعتبار سے یہ مرسل نہیں ہے) یا کسی صحابی کی زبانی سنی ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گی، اس لحاظ سے یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہے۔

غیر صحابی کی مرسل حجت نہیں، بلکہ یہ ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔

سوال: کیا خواتین علمائے ربانی سے دینی راہنمائی لے سکتی ہیں؟

جواب: خواتین کے لیے علمائے حق سے دینی راہنمائی لینا جائز ہے۔

❁ اسلم مولیٰ عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ، فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ، فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ....

”میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا، تو ایک نوجوان عورت آپ رضی اللہ عنہ کو ملی اور عرض گزار ہوئی: اے امیر المومنین!.......“

(صحيح البخاري: 4160)

سوال: کیا خواتین گروپ کے ساتھ حج یا عمرہ پر جا سکتی ہیں؟

جواب: اس بارے میں مطلق طور پر اجازت نہیں دی جا سکتی ہے اور نہ روکا جا سکتا ہے، بلکہ حالات اور کیفیات کے اعتبار سے فتویٰ مختلف ہو گا۔

اگر خواتین کا گروپ عمرہ یا حج کے لیے جانا چاہتا ہے اور ان کے ساتھ کوئی صالح انسان چلا جائے، جو ان سے میل جول کیے بغیر ان کی ضروریات کا دھیان رکھے، ان سے الگ رہے، تو اس کی گنجائش ہے۔ یہ ان خواتین کے لیے ہے، جن کے ساتھ محرم نہ ہو، یا محرم کا ساتھ جانا ممکن نہ ہو۔ نیز یہی حکم ان خواتین کا بھی ہے، جن کے شوہر سعودی عرب میں مقیم ہیں اور وہ انہیں ایئرپورٹ پر وصول کر لیں۔

سوال: کیا رو بہ قبلہ ہو کر دعا کرنا مستحب ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

جواب: دعا کے لیے رو بہ قبلہ ہونا دعا کے آداب میں سے ہے، یہ مستحب و مشروع ہے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ .

”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھائے۔“

(صحيح مسلم : 1763)

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن دیکھا جب نماز استسقا کے لئے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف کمر مبارک کی اور دعا کرتے ہوئے قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، اپنی چادر پلٹی اور اونچی قرأت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائیں۔“

(صحيح البخاري : 1025، صحيح مسلم : 4/894)

❁ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ لَمَّا دَعَا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی یا دُعا کا ارادہ کیا، تو رو بہ قبلہ ہو کر چادر پلٹی۔“

(صحيح البخاري : 1028، صحيح مسلم : 3/894)

❁ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے، بارش طلب کی، رو بہ قبلہ ہو کر چادر پلٹی اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر قبلہ رُخ ہو کر دعا کی۔“

(مسندالإمام أحمد : 41/4، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھوک کی وجہ سے درختوں کے پتے کھائے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): جی ہاں، بعض غزوات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھوک کی وجہ سے درختوں کے پتے بھی کھانے پڑے۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهٰذَا السَّمُرُ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، مَا لَهٗ خِلْطٌ.

”مجھے یاد ہے کہ ہم غزوہ کرتے تھے اور ہمارے پاس کھانے کے لیے ”حبلہ“ (درخت کا نام) کے پتوں اور کیکر کے درخت کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہم میں سے کوئی پاخانہ کرتا، تو وہ بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتا، جو (خشکی کی وجہ سے) ملا ہوا نہیں ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري: 6453، صحيح مسلم: 2966)

(سوال): کیا وضو میں ترتیب شرط ہے؟

(جواب): جی ہاں، وضو میں ترتیب ضروری ہے۔

(سوال): کیا کلمات اذان میں ترتیب ضروری ہے؟

(جواب): جی ہاں، کلمات اذان میں ترتیب ضروری ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ الْأَذَانُ إِلَّا مُرَتَّبًا؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ يَخْتَلُّ بِعَدَمِ التَّرْتِيبِ، وَهُوَ الْإِعْلَامُ، فَإِنَّهٗ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُرَتَّبًا، لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهٗ أَذَانٌ، وَلِأَنَّهٗ شُرِعَ فِي الْأَصْلِ مُرَتَّبًا، وَعَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مَحْذُورَةَ مُرَتَّبًا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”بلا ترتیب اذان درست نہیں، کیونکہ ترتیب کے بغیر اذان کہنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا، اذان کا مقصد (مرتب الفاظ سے) اطلاع دینا ہے، جب الفاظ مرتب نہیں ہوں گے، تو پتہ نہیں چلے گا کہ اذان ہو رہی ہے، نیز اس لیے بھی کہ اذان ابتدا ہی سے مرتب مشروع ہوئی ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو مرتب اذان کی تعلیم دی تھی۔“

(المغني :1/438)

سوال: کیا کفار کی عورتوں کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب: عورت مسلمان ہو یا کافرہ، اسے بری نظر سے دیکھنا جائز نہیں۔ یہ آنکھوں کا زنا ہے، اسلام نے ہر اس عمل سے روکا ہے، جو دل کو پراگندہ کرتا ہے۔ بدنظری سے بھی دل میلا ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی اعتبار سے اس کے برے اثرات کئی کبیرہ گناہوں سے زیادہ ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النّور : ٣٠)

”(اے نبی!) مؤمن مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ (اجنبی عورتوں کے سامنے) نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکی کا باعث ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔“

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْكَافِرَاتِ فِي تَحْرِيمِ الزِّنَا بِهِنَّ سَوَاءٌ فَكَذٰلِكَ فِي تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَيْهِنَّ مُتَجَرِّدَاتٍ، فَهُنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَوَاءٌ فِيمَا أُبِيحَ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِنَّ فِي حَقِّ الشَّهَادَةِ أَوْ إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِنَّ، وَهٰذَا كُلُّهٗ مِنَ الضَّرُورَاتِ الَّتِي تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ عورتیں مؤمن ہوں یا کافرہ، دونوں سے زنا حرام ہے، اسی طرح ان کو برہنہ حالت میں دیکھنا بھی حرام ہے، نیز بعض جائز اُمور میں دونوں کی طرف دیکھا جا سکتا ہے، مثلاً شہادت دیتے وقت یا ان پر حد قائم کرتے وقت۔ یہ سب کچھ ان مجبوریوں میں سے ہے، جن کی وجہ سے کئی ناجائز کام جائز ہو جاتے ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 240/5)

سوال: زنا کی سنگینی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: شریعت مطہرہ میں نکاح کو مشروع قرار دے دیا گیا ہے۔ اس میں انفرادی واجتماعی طور پر عافیت ہے، سلامتی کی ضمانت ہے۔ کسی بھی معاشرے کو زنا کے برے اثرات سے پاک کرنے کا واحد حل نکاح ہے۔ نکاح اسلام کا نظام عفت ہے، نیز یہ فطرت بھی ہے۔ نکاح تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

زنا کبیرہ گناہ ہے، اس کا شمار فجور میں ہوتا ہے، یہ بالاجماع حرام ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيلًا﴾

(بني إسرائيل : ٣٢)

''زنا کے قریب بھی مت پھٹکو، کیونکہ یہ فحاشی اور برا راستہ ہے۔''

زنا کی وجہ سے انسانوں کا قتل ہوتا ہے، جان کو خطرہ رہتا ہے، دشمنیاں جنم لیتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیمتی مال کا ضیاع ہوتا ہے، زنا فساد فی الارض کی قبیح ترین صورت ہے، یہ معاشرے کو متعفن کر دیتا ہے، اس کی وجہ سے زندگی کا سکون عنقا ہو جاتا ہے، شرم وحیا کا جنازہ اُٹھ جاتا ہے، پاکیزگی اور پاکدامنی داؤ پر لگ جاتی ہے، عزت دار خواتین خود کو غیر محفوظ محسوس کرتی ہیں، رشتوں کا تقدس اور حرمت پامال ہو جاتی ہے، زنا کی قباحتوں کو اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا، نیز یہ رسوائی اور جہنم کا راستہ ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى تَحْرِيمِ الزِّنَا .

”زنا کے حرام ہونے پر فقہا کا اجماع ہے۔“

(الإجماع: 630)

❀ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلزِّنٰى مِنَ الْكَبَائِرِ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ .

”زنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(تفسير القُرطبي: 253/10)

❀ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد خطبہ میں فرمایا:

لَا تَشِيعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ .

”جس قوم میں فحاشی عام ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔“

(سيرة ابن هشام: 318/4، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(البداية والنّهاية: 415/9)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: حدیث: ''اللہ کے ہاں سب سے افضل نماز، جمعہ کی نماز فجر باجماعت ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت شعب الایمان للبیہقی (۲۷۸۳) اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۷/ ۲۰۷) میں آتی ہے۔اس کی سند صحیح ہے، یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح بیان ہوئی ہے، مگر اس کا موقوف ہونا ہی صحیح ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل: ۱۳/ ۲۲۸) نے کہا ہے۔ مرفوع بیان کرنا کسی راوی کا وہم ہوسکتا ہے۔ البتہ یہ موقوف روایت مرفوع حکمی ہے، کیونکہ جو بات اس روایت میں کہی گئی ہے، وہ اجتہاد یا رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔

سوال: فقہائے احناف کی ذکر کردہ روایات کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: فقہا اور اہل رائے نقل حدیث میں معتبر اور محتاط نہیں، ان کی کتب میں ایسی بہت سے روایات ہیں، جو محدثین کے ہاں یا تو بے اصل ہیں یا ضعیف و منکر ہیں، دراصل علم حدیث ان کا میدان ہی نہیں، یہ ہر اس روایت کو دلیل بنا لیتے ہیں، جو ان کے مذہب یا رائے کی تائید کرتی ہے، اس لیے نقل حدیث میں فقہا کی کتب معیار نہیں ہوسکتیں۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الطَّبْقَةُ الْأُخْرٰى وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالنَّظْرِ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يُعَرِّجُونَ مِنَ الْحَدِيثِ إِلَّا عَلٰى أَقَلِّهٖ وَلَا يَكَادُونَ يُمَيِّزُونَ صَحِيحَهٗ مِنْ سَقِيمِهٖ، وَلَا يَعْرِفُونَ جَيِّدَهٗ مِنْ رَدِيئِهٖ وَلَا يَعْبَؤُونَ بِمَا بَلَغَهُمْ مِنْهُ أَنْ يَحْتَجُّوا بِهٖ عَلٰى خُصُومِهِمْ إِذَا وَافَقَ مَذَاهِبَهُمُ الَّتِي يَنْتَحِلُونَهَا وَوَافَقَ آرَائُهُمُ الَّتِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعْتَقِدُونَهَا وَقَدِ اصْطَلَحُوا عَلٰى مُوَاضَعَةٍ بَيْنَهُمْ فِي قُبُولِ الْخَبَرِ الضَّعِيفِ وَالْحَدِيثِ الْمُنْقَطِعِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ قَدِ اشْتُهِرَ عِنْدَهُمْ وَتَعَاوَرَتْهُ الْأَلْسِنُ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنْ غَيْرِ ثَبْتٍ فِيهِ أَوْ يَقِينٍ عُلِمَ بِهِ، فَكَانَ ذٰلِكَ ضَلَّةً مِّنَ الرَّأْيِ وَغَبْناً فِيهِ .

''اہل فقہ اور اہل رائے میں سے اکثر ایسے ہیں، جو احادیث کی طرف بہت کم دیہان دیتے ہیں، وہ صحیح، ضعیف اور عمدہ، ردی میں فرق نہیں کر سکتے، جب کوئی (ضعیف) روایت ان کے اختیار کردہ مذاہب اور آراء کے موافق ہو، تو وہ اسے اپنے مخالف پر دلیل بناتے اور کسی قسم کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہوں نے ضعیف اور منقطع روایت کو قبول کرنے کے لیے اصطلاحات وضع کر رکھی ہیں، جب وہ (ضعیف روایت) ان کے ہاں مشہور ہو جائے اور بغیر ثبوت اور علم یقینی کے ان کے مابین زبانوں پر جاری ہو جائے۔ یہ رائے کی گمراہی اور دھوکہ ہے۔''

(مَعالم السّنن: 3/1)

❁ خطیب ابوبکر بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الرَّأْيِ فَجُلُّ مَا يَحْتَجُّونَ بِهِ مِنَ الْأَخْبَارِ وَاهِيَةُ الْأَصْلِ ضَعِيفَةٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ بِالنَّقْلِ .

''اہل رائے جن روایات کو (اپنے مذہب پر) دلیل بناتے ہیں، ان میں اکثر و بیشتر کی اصل کمزور ہوتی ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہوتی ہیں۔''

(الفقیہ والمتفقہ: 151/2)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِعْلَمْ أَنِّي لَمْ أَجِدْ أَتْقَنَ فِي بَابِ النَّقْلِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ، ثُمَّ الْفُقَهَاءُ، ثُمَّ أَهْلُ اللُّغَةِ فَإِنَّهُمْ لَا يَأْتُونَ بِحَدِيثٍ لَا يَكُونُ لَهُ أَصْلٌ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ، وَأَمَّا الَّذِينَ أُشْرِبَتْ قُلُوبُهُمْ فَنَّ الْمَعْقُولِ فَإِنَّهُ تَبَيَّنَ بَعْدَ الْاِسْتِقْرَاءِ أَنَّهُمْ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِأَنَّ الْحَدِيثَ مَا هُوَ؟ وَأَنَّ الْبَحْثَ عَنِ الْأَسَانِيدِ مَاذَا؟ وَلٰكِنَّهُمْ إِذَا سَمِعُوا النَّاسَ قَالُوا فِي كَلَامٍ : إِنَّهُ حَدِيثٌ، جَعَلُوا يَقُولُونَ : إِنَّهُ حَدِيثٌ وَإِنْ كَانَ مَوْضُوعًا .

”جان لیجئے کہ میں نے نقل روایت میں محدثین سے زیادہ متقن (مضبوط ومعتبر) کسی کو نہیں پایا، ان کے بعد فقہا ہیں، پھر اہل لغت ہیں، کیونکہ یہ حضرات ایسی کوئی حدیث نقل نہیں کرتے، جس کی اَصل کتب حدیث میں موجود نہ ہو۔ البتہ جو لوگ فن معقول کے خوگر ہیں (ان سے مراد متکلمین ہیں)، تو چھان بین کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ حدیث کیا ہے؟ نیز یہ بھی نہیں معلوم کہ اسانید کی تحقیق کیسے ہوتی ہے؟ بلکہ یہ جب لوگوں کو کہتے سنتے ہیں کہ یہ حدیث ہے، تو یہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں: ”یہ حدیث ہے۔“ خواہ وہ من گھڑت ہی کیوں نہ ہو۔“

(فيض الباري :202/1)

سوال: کیا کفن میں سفید رنگ ہونا مستحب ہے؟

جواب: کفن سفید رنگ کا ہونا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کفن بھی سفید تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ يَّمَانِيَةٍ لَّيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں قمیص تھی، نہ عمامہ۔''

(صحيح البخاري : 1264، صحيح مسلم : 939)

سوال: کیا کبیرہ گناہ سے ایمان ختم ہو جاتا ہے؟

جواب: سلف صالحین، صحابہ و تابعین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے، یہ بڑھتا گھٹتا ہے، نیکیوں سے اس میں اضافہ اور برائیوں سے اس میں کمی ہوتی ہے، البتہ ہر برائی سے کمی ایک جیسی نہیں ہوتی، بلکہ بعض گناہوں سے ایمان بالکل ختم ہو جاتا ہے، جیسے شرک، اللہ کو گالی دینا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی وغیرہ، جبکہ بعض گناہوں سے ایمان بالکل ختم نہیں ہوتا، بلکہ اس میں کمی ہو جاتی ہے، ان میں سے بعض کبیرہ ہیں اور بعض صغیرہ، صغیرہ تو کبیرہ سے بچنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن کبیرہ کے لیے توبہ ضروری ہے۔ گناہ ہوتے تو کفر کے شعبہ جات ہی ہیں، لیکن ہر گناہ سے انسان کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''جمہور متقدمین و متاخرین گناہوں کی صغیرہ و کبیرہ پر تقسیم کے قائل ہیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے، اس پر کتاب و سنت کے دلائل اور سلف و خلف کا عمل واضح ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شرح صحيح مسلم : ٨٥/٢)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

”لیکن ہر شعبہ کفر کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا، حتی کہ اس میں حقیقت کفر نہ پائی جائے، اسی طرح ہر شعبہ ایمان کی وجہ سے آدمی مومن نہیں بنتا، جب تک اس میں اصل ایمان اور اس کی حقیقت نہ پائی جائے۔“

(اقتضاء الصّراط المستقيم : ٢٣٧/١)

صحابہ و تابعین کا اجماعی فیصلہ ہے کہ گناہ صغیرہ و کبیرہ دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

اَلذُّنُوبُ تَنْقَسِمُ إِلٰى صَغَائِرَ وَكَبَائِرَ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَإِجْمَاعِ السَّلَفِ وَبِالِاعْتِبَارِ .

”گناہوں کی صغیرہ و کبیرہ میں تقسیم قرآن، سنت، اجماع سلف اور قیاس سب دلائل سے ثابت ہے۔“

(مَدارج السّالكين : ٣٢١/١)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ دَلَّ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُمْ وَالْأَئِمَّةِ، عَلٰى أَنَّ مِنَ الذُّنُوبِ كَبَائِرَ وَصَغَائِرَ .

”گناہوں کے صغیرہ و کبیرہ ہونے پر دلیل قرآن، حدیث اور صحابہ، تابعین اور پوری امت کا اجماع ہے۔“

(الجواب الكافي : ١٢٥/١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا قرآن وحدیث میں نسخ ثابت ہے؟

جواب: نسخ اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ مالک ذوالجلال انسانوں کی ذہنی نشو ونما کے مطابق مختلف اوقات میں احکام تبدیل کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی حکمتیں ہیں، جن کی بنا پر اس نے کئی احکام دیئے، پھر تبدیل کر دیئے۔ پہلے قبلہ بیت المقدس تھا، پھر اللہ نے بیت المقدس سے تبدیل کر کے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا دیا، پچھلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ روا رکھا گیا، مگر ہماری شریعت میں حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ تو یہ سب نسخ کی صورتیں ہیں، قرآن کی آیات میں بھی نسخ ہوتا رہا ہے۔ اس پر اجماع ہے۔

سورت بقرہ (۱۰۶)، سورت رعد (۳۹)، سورت نحل (۱۰۱)، سورت نساء (۱۶۰)، سورت مجادلہ (۱۲) اور سورت اعلیٰ (۶) میں نسخ کا ثبوت موجود ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُونَ كُلُّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى جَوَازِ النَّسْخِ فِي أَحْكَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى، لِمَا لَهٗ فِي ذٰلِكَ مِنَ الْحِكَمِ الْبَالِغَةِ، وَكُلُّهُمْ قَالَ بِوُقُوعِهٖ.

”تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اللہ کے احکام میں نسخ بالکل جائز ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں اللہ کی بالغ حکمتیں ہیں، سبھی کہتے ہیں کہ نسخ کا وقوع حق ہے۔“

(تفسير ابن كثير: 379/1، تفسير القرطبي: 63/2، وغيرهما)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى جَوَازِهٖ وَأَنْكَرَهُ الْيَهُودُ ظَنًّا مِّنْهُمْ أَنَّهٗ بَدَاءٌ كَالَّذِي يَرَى الرَّأْيَ ثُمَّ يَبْدُو لَهٗ وَهُوَ بَاطِلٌ لِأَنَّهٗ بَيَانُ مُدَّةِ الْحُكْمِ كَالْإِحْيَاءِ بَعْدَ الْإِمَاتَةِ وَعَكْسِهٖ وَالْمَرَضِ بَعْدَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصِّحَّةِ وَعَكْسِهِ وَالْفَقْرِ بَعْدَ الْغِنٰی وَعَكْسِهِ وَذٰلِكَ لَا يَكُونُ بَدَاءً فَكَذَا الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ.

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (شریعت میں) نسخ ہو سکتا ہے، یہود نے اس کا انکار کیا ہے، یہ اپنی جانب سے گمان کرتے ہیں کہ یہ بداء ہے، جیسے کوئی شخص ایک رائے قائم کرے، پھر اسے کوئی اور رائے درست معلوم ہو جائے۔ یہ بات باطل ہے، کیونکہ نسخ کسی حکم کی مدت کا بیان ہوتا ہے، جیسے مارنے کے بعد زندہ کرنا، یا زندہ کرنے کے بعد مارنا، تندرستی کے بعد بیماری یا بیماری کے بعد تندرستی، امیری کے بعد غریبی یا غریبی کے بعد امیری۔ جیسے ان سب امور کو بداء نہیں کہتے، اسی طرح امر اور نہی کو بھی بداء نہیں کہہ سکتے۔“

(الإتقان في علوم القرآن: 67/3)

❁ نیز نقل کرتے ہیں:

إِنْ قِيلَ: كَيْفَ يَقَعُ النَّسْخُ إِلٰى غَيْرِ بَدَلٍ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾ وَهٰذَا إِخْبَارٌ لَّا يَدْخُلُهُ خُلْفٌ، فَالْجَوَابُ أَنْ نَقُولَ: كُلُّ مَا ثَبَتَ الْآنَ فِي الْقُرْآنِ وَلَمْ يُنْسَخْ فَهُوَ بَدَلٌ مِمَّا قَدْ نُسِخَتْ تِلَاوَتُهُ وَكُلُّ مَا نَسَخَهُ اللّٰهُ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا لَا نَعْلَمُهُ الْآنَ فَقَدْ أَبْدَلَهُ بِمَا عَلِمْنَاهُ وَتَوَاتَرَ إِلَيْنَا لَفْظُهُ وَمَعْنَاهُ.

”اگر کہا جائے کہ ایسا نسخ کیوں کر واقع ہو سکتا ہے، جس کا کوئی نعم البدل ہی نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے، اللہ فرماتے ہیں: ''ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلوا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں۔'' یہ آیت ہے جس میں وعدہ خلافی ہو ہی نہیں سکتی۔تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس وقت قرآن میں جو کچھ بھی موجود ہے اور منسوخ نہیں ہوا تو یہ ان آیات کا نعم البدل ہی ہے، جو آیات منسوخ ہوچکی ہیں، اللہ نے قرآن سے جتنا کچھ بھی منسوخ کیا ہے، جسے ہم نہیں جانتے،تو اللہ نے اس کے بدلے میں ہم کو وہ قرآن دیا ہے، جسے ہم جانتے ہیں اوراس کے الفاظ ومعانی ہم تک بطریق متواتر پہنچے ہیں۔''

(الإتقان في علوم القرآن: 87/3)

نسخ تین طرح کا ہوتا ہے:

① حکم اور تلاوت دونوں منسوخ جیسا کہ دس رضعات۔

② تلاوت منسوخ اور حکم باقی،جیسا کہ یہ حکم کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں،تو انہیں رجم کردو۔

③ حکم منسوخ اور تلاوت باقی،اس کی کئی مثالیں ہیں۔

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) آیت:﴿مَا نَنسَخ مِن آيَةٍ أَو نُنسِهَا﴾ اور﴿سَنُقرِئُكَ فَلا تَنسٰى ، إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں:

هَاتَانِ السُّورَتَانِ مِمَّا قَدْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يُنسِيَهُ بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَهُ، وَهٰذَا لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ، قَادِرٌ عَلٰى مَا يَشَاءُ؛ إِذْ كُلُّ ذٰلِكَ مُمْكِنٌ .

وَلَا يَتَوَهَّمُ مُتَوَهِّمٌ مِنْ هٰذَا وَشِبهِهٖ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ ضَاعَ مِنْهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٌ، فَإِنَّ ذٰلِكَ بَاطِلٌ؛ بِدَلِيلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُونَ﴾ وَبِأَنَّ إِجْمَاعَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمُ انْعَقَدَ عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي تَعَبَّدْنَا بِتِلَاوَتِهٖ وَبِأَحْكَامِهٖ هُوَ مَا ثَبَتَ بَيْنَ دُفَّتَيِ الْمُصْحَفِ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّلَا نُقْصَانٍ.

''یہ دوسورتیں وہ ہیں، جن کو نازل کرنے کے بعد ان کو بھلا دینے کا اللہ نے ارادہ کیا ہے، تو یہ بالکل ایسے ہی ہے، کیونکہ اللہ جو ارادہ کرے، وہ کرتا ہے، جو چاہے، وہ کرنے پر قادر ہے، یہ سب ممکن ہے۔کوئی شخص یہ وہم اور شبہ نہ پال لے کہ قرآن سے کچھ ضائع ہو گیا ہے۔اللہ فرماتے ہیں: ''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔''اسی پر صحابہ و تابعین وائمہ سلف کا اجماع ہوا ہے کہ جس قرآن کی تلاوت ہم عبادت کے لئے کرتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ قرآن ان دو گتوں کے درمیان، بغیر کسی زیادت ونقصان کے موجود ہے۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 94/3)

کیا قرآن غیر محفوظ ہے؟:

بعض مستشرقین اور مستغربین یہ اعتراض اچھالتے ہیں کہ قرآن کریم غیر محفوظ ہے۔ اس میں تغیر و تبدل اور تحریف واقع ہوئی ہے، کئی ایسی آیات ہیں، جو منسوخ ہیں، جن کی پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد بھی تلاوت ہوتی رہی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ تو امم سابقہ میں بھی موجود تھا، محض قرآن پر اعتراض کی تو کوئی وجہ نہیں ہے اور یہ نسخ اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔نسخ عہد نبوی میں بھی تھا۔صحابہ کرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناسخ ومنسوخ کی تحقیق رکھتے تھے۔لہٰذا دعویٰ نسخ کوئی نئی بات نہیں۔

نیز نسخ قرآن کی خوبیوں میں سے ہے،قرآن اللہ کا کلام ہے،وہ جب چاہتا اپنے کلام کو اپنے بندوں کے لیے باقی رکھتا،جب چاہتا منسوخ کر دیتا۔بندوں کو کوئی حق نہیں کہ کلام الٰہی میں نسخ کے حوالے سے تشکیک وارد کریں۔

یہ اسلوب کی حکمت ہے،یہ اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت میں تھا کہ فلاں حکم فلاں وقت تک موزوں ہے،اسے تب تک باقی رکھا گیا، بعد میں منسوخ کر دیا گیا یا منسوخ کر کے اس سے بہتر حکم نازل کر دیا گیا۔البتہ بعض جگہ پر حکم کو منسوخ کر کے،اس کی تلاوت کو باقی رکھا گیا ہے،اس پر اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے کہ جب حکم ہی نہ رہا،تو تلاوت باقی رکھنے کا فائدہ؟

تو جواب اس کا یہ ہے کہ تلاوت باقی رکھنے میں بیش بہا حکمتیں کارفرما ہیں،مثلاً؛

① اللہ تعالیٰ کی نعمت کی یاد دہانی ہو جاتی ہے،کیوں کہ جن آیات کا حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہیں ان میں امت پر تخفیف کی گئی ہے۔

② مومن کی آزمائش ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نسخ والے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے،یا نہیں؟ مومن تو اسے تسلیم کر لیتا ہے اور منافق اور کافر مجادلہ ومخاصمہ کرتا ہے۔

③ ان آیات کی تلاوت بھی عبادت ہے اور اس پر ڈھیروں اجر وثواب ہے۔

④ نسخ عقلاً بھی مانع نہیں۔ہم اللہ کی بندے ہیں اور وہ ہمارا مالک ہے،لہٰذا مالک جب چاہے،حکم ارشاد فرما دے اور جب چاہے اسے منسوخ قرار دے۔نسخ تسلیم کرنا عبودیت وغلامی کا حق ادا کرنا ہے۔

⑤ اس سے امت محمدیہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے،کیونکہ انہوں نے اتباع کی عدیم النظیر مثال قائم کی ہے کہ اس حکم کو بھی تسلیم کیا،جس کے الفاظ قرآن میں موجود نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ **حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) نقل کرتے ہیں:**

إِنَّ ذٰلِكَ لِيَظْهَرَ بِهٖ مِقْدَارُ طَاعَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْمُسَارَعَةِ إِلٰى بَذْلِ النُّفُوسِ بِطَرِيقِ الظَّنِّ مِنْ غَيْرِ اسْتِفْصَالٍ لِطَلَبِ طَرِيقٍ مَقْطُوعٍ بِهٖ فَيُسْرِعُونَ بِأَيْسَرِ شَيْءٍ كَمَا سَارَعَ الْخَلِيلُ إِلٰى ذَبْحِ وَلَدِهٖ بِمَنَامٍ وَالْمَنَامُ أَدْنٰى طَرِيقِ الْوَحْيِ وَأَمْثِلَةُ هٰذَا الضَّرْبِ كَثِيرَةٌ .

”نسخ میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس سے امت محمدیہ کی کمال اطاعت ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ وہ ظن (جسے عقل جھٹ سے تسلیم نہ کرے) سے ثابت ہونے والے حکم پر بھی دل وجان سے کاربند رہتے ہیں، کسی قطعی حکم کی تفصیل طلب نہیں کرتے۔ وہ ادنی سے اشارے پر لپک جاتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام خواب کی بنا پر اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے، جبکہ خواب وحی کا ادنی ترین ذریعہ ہے۔ اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔“

(الإتقان في علوم القرآن : 72/3)

مزید معلومات کے لیے تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر کا مطالعہ مفید رہے گا۔

سوال: ترکہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرنے والا اپنی ملکیت میں جو مالیت چھوڑتا ہے، اسے ترکہ کہتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حسن بن زیاد لؤلؤی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی بالاتفاق ''ضعیف، متروک و کذاب'' ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ تَرَكَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَصَرَّحَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ بِكَذِبِهِ .

''حسن بن زیاد لؤلؤی کو کئی ایک ائمہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے اور بہت سے ائمہ نے اس کے ''کذاب'' ہونے کی صراحت کی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 355/8)

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی تحقیق درکار ہے؛

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ لِي أَرْبَعُونَ بِنْتًا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَّى لا يَبْقٰى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ .

''اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں، تو میں سب کی سب کو یکے بعد دیگرے عثمان (بن عفان رضی اللہ عنہ) سے بیاہ دیتا۔''

(فضائل الخلفاء لأبي نعيم : 24، جزء من حديث ابن شاهين : 9)

جواب: روایت جھوٹی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① علاء بن عمرو ''متروک وکذاب'' اور ''وضاع'' ہے۔

الکامل لابن عدی (263/8) میں علاء کی متابعت ہے، لیکن یہ متابعت مفید نہیں، کیونکہ اس کی سند میں علی بن احمد بن بسطام ''مجہول الحال'' ہے۔

② نضر بن منصور عنزی ضعیف ہے۔

③ ابو جنوب، عقبہ بن علقمہ ضعیف ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(البداية والنّهاية : 382/10)

سوال: روایت: لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ وَلَا فَتًى إِلَّا عَلِيٌّ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت الکامل لابن عدی (۶/۴۵۸) وغیرہ میں آتی ہے۔ یہ سخت ضعیف ہے۔ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے ''الموضوعات (۱/۳۸۱) میں ذکر کیا ہے۔

❀ الکامل لابن عدی کی سند جھوٹی ہے۔

① عیسیٰ بن مہران ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ''ضعیف'' ہے۔

❀ معجم ابن الآبار (ص ۱۶۴) کی سند بھی ضعیف ہے۔

① حبان بن علی عنزی ''ضعیف'' ہے۔

② محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ''ضعیف'' ہے۔

❀ معجم ابن الآبار (ص ۱۶۴) میں ابو جعفر باقر کا قول بھی جھوٹا ہے۔

① سعد بن طریف اسکاف حنظلی ''متروک وکذاب ووضاع'' ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲ یہ روایت مرسل ہے۔

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ، وَحَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

”یہ سند ضعیف ہے اور حدیث منکر ہے۔“

(البداية والنّهاية : 519/10)

سوال: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّ سِينَ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰهِ شِينٌ .

”بلال کی ”سین“ اللہ کے ہاں ”شین“ ہے۔“

اسی طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ أَشْهَدُ کو أَسْهَدُ پڑھتے تھے، نیز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ”شین“ کو ”سین“ میں بدل دیتے تھے۔

اس روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ سب بے اصل ہے۔

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”اس روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں۔“

(البداية والنّهاية : 305/8، 103/10)

سوال: کتاب ”قوت القلوب“ اور اس کے مؤلف کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قوت القلوب الی معاملۃ المحبوب نامی کتاب مشہور صوفی اور ملحد ابو طالب محمد بن علی مکی (۳۸۶ھ) کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ فِيهِ أَشْيَاءَ مُنْكَرَةً مُسْتَشْنِعَةً فِي الصِّفَاتِ .

''مصنف نے اس کتاب میں صفات باری تعالیٰ کے متعلق منکر اور قبیح و شنیع باتیں ذکر کی ہیں۔''

(تاریخ بغداد: 3/89)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ فِيهِ الْأَحَادِيثَ الْبَاطِلَةَ وَمَا لَا يُسْتَنَدُ فِيهِ إِلٰى أَصْلٍ مِّنْ صَلَوَاتِ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْمَوْضُوعِ وَذَكَرَ فِيهِ الْاِعْتِقَادَ الْفَاسِدَ .

''مصنف نے اس کتاب میں دن رات کی نمازوں کے متعلق جھوٹی، بے سند اور بے اصل روایات ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ بھی من گھڑت روایات درج کی ہیں، نیز اس کتاب میں فاسد اعتقادات بھی بیان کیے ہیں۔''

(تلبیس إبلیس، ص 204)

❁ نیز فرماتے ہیں:

ذَكَرَ فِيهِ أَحَادِيثَ لَا أَصْلَ لَهَا .

''مصنف نے اس کتاب میں بے اصل احادیث ذکر کی ہیں۔''

(المُنتظم: 14/385)

حافظ ابوطاہر محمد بن علی بن العلاف رحمہ اللہ (۴۴۲ھ) بیان کرتے ہیں:

قَدِمَ بَغْدَادَ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فِي مَجْلِسِ الْوَعْظِ، فَخُلِّطَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي كَلَامِهٖ، وَحُفِظَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ : لَيْسَ عَلَى الْمَخْلُوقِينَ أَضَرُّ مِنَ الْخَالِقِ، فَبَدَّعَهُ النَّاسُ وَهَجَرُوهُ .

''ابو طالب مکی بغداد آیا، تو لوگ اس کا وعظ سننے کے لیے جمع ہوئے، وہ اپنے ہی کلام میں اختلاط کا شکار ہو گیا، اس کے متعلق یہ محفوظ ہے کہ اس نے کہا: ''مخلوق کے لیے اس کے خالق سے زیادہ نقصان دہ کوئی نہیں۔'' (اس نے یہ بات کہی) تو لوگوں نے اسے بدعتی قرار دیا اور اسے چھوڑ دیا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 89/3)

✿ علامۃ الہند، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُلْحِدُ لَا تَسْأَلْ عَنْ كُفْرِهٖ وَإِلْحَادِهٖ فِي آيَاتِ اللّٰهِ وَافْتِرَائِهٖ عَلَى اللّٰهِ مَا لَمْ يَقُلْهُ، كَقَوْلِ بَعْضِهِمْ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ﴾ : مَا عَلَى الْعِبَادِ أَضَرُّ مِنْ رَبِّهِمْ، وَيُنْسَبُ هٰذَا الْقَوْلُ إِلٰى صَاحِبِ قُوْتِ الْقُلُوبِ .

''مت پوچھیے کہ ملحد کا کفر کیا ہے، وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد کرتا ہے اور وہ کس طرح اللہ تعالیٰ پر ایسی باتیں گھڑتا ہے، جو اس نے کہی ہی نہیں ہوتیں؟! جیسے بعض ملحدین نے فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَإِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ﴾ کی تفسیر میں کہا ہے: ''بندوں کے لیے ان کے رب سے زیادہ نقصان دہ کوئی نہیں۔'' یہ قول ''قوت القلوب'' کے مصنف (ابو طالب مکی) کی طرف منسوب ہے۔''

(فتح البیان في مقاصد القرآن: 15/1)

سوال: علم منطق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: علم منطق باطل علم ہے۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فَنُّ الْمَنْطِقِ فَنٌّ خَبِيثٌ مَذْمُومٌ، يَحْرُمُ الْاِشْتِغَالُ بِهٖ، مَبْنِيٌّ بَعْضُ مَا فِيهِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْهَيُولَى الَّذِي هُوَ كُفْرٌ، يَجُرُّ إِلَى الْفَلْسَفَةِ وَالزَّنْدَقَةِ، وَلَيْسَ لَهٗ ثَمَرَةٌ دِينِيَّةٌ أَصْلًا، بَلْ وَلَا دُنْيَوِيَّةٌ نَصَّ عَلٰى مَجْمُوعِ مَا ذَكَرْتُهٗ أَئِمَّةُ الدِّينِ، وَعُلَمَاءُ الشَّرِيعَةِ فَأَوَّلُ مَنْ نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِهٖ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ، وَالْغَزَالِيُّ فِي آخِرِ أَمْرِهٖ، وَابْنُ الصَّبَّاغِ صَاحِبُ الشَّامِلِ، وَابْنُ الْقُشَيْرِيِّ، وَنَصْرٌ الْمُقَدِّسِيُّ، وَالْعِمَادُ بْنُ يُونُسَ، وَحَفَدُهٗ، وَالسِّلَفِيُّ، وَابْنُ بُنْدَارٍ، وَابْنُ عَسَاكِرَ، وَابْنُ الْأَثِيرِ، وَابْنُ الصَّلَاحِ، وَابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ، وَأَبُو شَامَةَ، وَالنَّوَوِيُّ، وَابْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ، وَالْبُرْهَانُ الْجَعْبَرِيُّ، وَأَبُو حَيَّانَ، وَالشَّرَفُ الدِّمْيَاطِيُّ، وَالذَّهَبِيُّ، وَالطِّيبِيُّ، وَالْمَلَوِيُّ، وَالْأَسْنَوِيُّ، وَالْأَذْرُعِيُّ، وَالْوَلِيُّ الْعِرَاقِيُّ، وَالشَّرَفُ بْنُ الْمُقْرِي، وَأَفْتٰى بِهٖ شَيْخُنَا قَاضِي الْقُضَاةِ شَرَفُ الدِّينِ الْمَنَاوِيُّ، وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْمَالِكِيَّةِ ابْنُ أَبِي زَيْدٍ صَاحِبُ الرِّسَالَةِ وَالْقَاضِي أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَبُو بَكْرٍ الطَّرْطُوشِيُّ، وَأَبُو الْوَلِيدِ الْبَاجِيُّ، وَأَبُو طَالِبٍ الْمَكِّيُّ صَاحِبُ قُوتِ الْقُلُوبِ، وَأَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْحِصَارِ، وَأَبُو عَامِرِ بْنُ الرَّبِيعِ، وَأَبُو الْحَسَنِ بْنُ حَبِيبٍ، وَأَبُو حَبِيبٍ الْمَالِقِيُّ، وَابْنُ الْمُنِيرِ، وَابْنُ رُشْدٍ، وَابْنُ أَبِي جَمْرَةَ، وَعَامَّةُ أَهْلِ الْمَغْرِبِ، وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ أَبُو سَعِيدٍ السِّيرَافِيُّ، وَالسِّرَاجُ الْقَزْوِينِيُّ، وَأَلَّفَ فِي ذَمِّهِ كِتَابًا، سَمَّاهُ «نَصِيحَةُ الْمُسْلِمِ الْمُشْفِقِ لِمَنِ ابْتُلِيَ بِحُبِّ عِلْمِ الْمَنْطِقِ» وَنَصَّ عَلَيْهِ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَنَابِلَةِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ، وَسَعْدُ الدِّينِ الْحَارِثِيُّ، وَالتَّقِيُّ ابْنُ تَيْمِيَّةَ، وَأَلَّفَ فِي ذَمِّهِ وَنَقْضِ قَوَاعِدِهِ مُجَلَّدًا كَبِيرًا سَمَّاهُ «نَصِيحَةُ ذَوِي الْأَيْمَانِ فِي الرَّدِّ عَلَىٰ مَنْطِقِ الْيُونَانِ» وَقَدِ اخْتَصَرْتُهُ فِي نَحْوِ ثُلُثِ حَجْمِهِ، وَأَلَّفْتُ فِي ذَمِّ الْمَنْطِقِ مُجَلَّدًا سُقْتُ فِيهِ نُصُوصَ الْأَئِمَّةِ فِي ذٰلِكَ، وَقَوْلُ هٰذَا الْجَاهِلِ: إِنَّ الْمَنْطِقَ فَرْضُ عَيْنٍ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ، يُقَالُ لَهُ: إِنَّ عِلْمَ التَّفْسِيرِ وَالْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ الَّتِي هِيَ أَشْرَفُ الْعُلُومِ لَيْسَتْ فَرْضَ عَيْنٍ بِالْإِجْمَاعِ، بَلْ هِيَ فَرْضُ كِفَايَةٍ، فَكَيْفَ يَزِيدُ الْمَنْطِقُ عَلَيْهَا؟! فَقَائِلُ هٰذَا الْكَلَامِ: إِمَّا كَافِرٌ، أَوْ مُبْتَدِعٌ، أَوْ مَعْتُوهٌ لَا يَعْقِلُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''منطق خبیث اور مذموم فن ہے، اس میں مشغول ہونا حرام ہے، اس فن کی بعض جزئیات نظریۂ ہیولیٰ (اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ وجود کائنات سے پہلے ایک مادہ موجود تھا، جس کی کوئی معین شکل وصورت نہ تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس مادہ کے ذریعہ کائنات کی اشیا کو تخلیق کیا، اس نظریہ کی رو سے اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بنانے کے لیے مادہ یعنی میٹیریل کا محتاج ہے، نعوذ باللہ!) پر مبنی ہے، جو کہ کفر ہے، یہ فلسفہ اور زندقہ تک پہنچا دیتا ہے، نیز منطق کا ذرا بھر بھی دینی فائدہ نہیں ہے، بلکہ دنیاوی فائدہ بھی نہیں ہے۔ جو معروضات میں (سیوطی رحمہ اللہ) نے عرض کی ہیں، تقریباً یہی باتیں ائمہ دین اور علمائے شریعت نے بھی کی ہیں۔ سب سے پہلے منطق کے رد میں جس نے بات کی، وہ امام شافعی رحمہ اللہ ہیں، شوافع اصحاب میں سے جنھوں نے علم منطق کا رد کیا، ان میں امام الحرمین، غزالی نے اپنی آخر عمر میں، ''الشامل'' کے مصنف ابن صباغ، ابن قشیری، نصر مقدسی، عماد بن یونس اور ان کے پوتے، سلفی، ابن بندار، ابن عساکر، ابن الاثیر، ابن صلاح، ابن عبد السلام، ابو شامی، نووی، ابن دقیق العید، برہان جعبری، ابو حیان، شرف دمیاطی، ذہبی، طیبی، ملوی، اسنوی، اذرعی، ولی العراقی اور شرف ابن مقری رحمہم اللہ شامل ہیں، ہمارے شیخ قاضی القضاۃ شرف الدین مناوی رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ ائمہ مالکیہ میں سے ''الرسالہ'' کے مصنف ابن ابی زید، قاضی ابو بکر ابن العربی، ابو بکر طرطوشی، ابو الولید باجی، ''قوت القلوب کے مصنف (صوفی ملحد) ابو طالب مکی، ابو الحسن بن حصار، ابو عامر بن الربیع، ابو الحسن بن حبیب، ابو حبیب مالقی، ابن المنیر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن رشد، ابن ابی جمرہ اور اکثر مغربی اہل علم رحمہم اللہ نے منطق کا رد کیا ہے۔ منطق کا رد کرنے والے ائمہ حنفیہ میں ابوسعید سیرافی اور سراج قزوینی رحمہما اللہ شامل ہیں، قزوینی رحمہ اللہ نے منطق کے رد میں ایک کتاب بھی لکھی، جس کا نام «نَصِيحَةُ الْمُسْلِمِ الْمُشْفِقِ لِمَنِ ابْتُلِيَ بِحُبِّ عِلْمِ الْمَنْطِقِ» رکھا۔ منطق کا رد کرنے والے ائمہ حنابلہ میں ابن الجوزی، سعد الدین حارثی اور تقی الدین ابن تیمیہ رحمہما اللہ شامل ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منطق کی مذمت اور اس کے قواعد کے بطلان پر ضخیم کتاب بھی لکھی، جس کا نام «نَصِيحَةُ ذَوِي الْأَيْمَانِ فِي الرَّدِّ عَلٰى مَنْطِقِ الْيُونَانِ» ہے۔ میں (سیوطی رحمہ اللہ) نے اس کتاب کو تہائی حجم میں خلاصہ بھی کیا ہے، نیز میں نے علم منطق کی مذمت پر ایک کتاب بھی لکھی ہے، میں نے اس میں ائمہ کے اقوال درج کیے ہیں۔ ایک جاہل نے کہا ہے کہ ''منطق (کو سیکھنا) ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس جاہل سے کہا جائے گا کہ علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ، جو سب سے اشرف علوم ہیں، ان کو سیکھنا بھی بالا جماع فرض عین نہیں، بلکہ فرض کفایہ ہے، تو منطق کو ان علوم پر فوقیت کیسے حاصل ہو گئی؟ لہٰذا اس قول کا قائل (منطق کو فرض عین کہنے والا) یا تو کافر ہے، یا بدعتی یا بیوقوف اور بے عقل۔''

(الحاوي للفتاوي: 1/300-301)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ دور سے درود و سلام سنتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا اپنی قبر میں درود و سلام سننا شرعی دلیل سے ثابت نہیں، اس بارے میں ذکر کردہ تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: امام کو نماز میں سہو ہو جائے، تو عورتیں اس کی درستی کس طرح کرائیں؟

جواب: امام کو سہو ہو جائے، تو مرد "سبحان اللہ" کہہ کر تنبیہ کریں گے اور اگر اقتدا میں خواتین ہیں، تو وہ امام کو غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے "تصفیق" (تالی کی طرح ہاتھ پر ہاتھ مارنا) کریں گی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ .

"نماز میں امام کو کسی غلطی پر متنبہ کرنا ہو، تو مرد 'سبحان اللہ' کہیں اور خواتین تالی بجائیں (ہاتھ پر ہاتھ ماریں)۔"

(صحيح البخاري : 1203، صحيح مسلم : 422)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آپ کو کیا ہو گیا ہے، جب آپ کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے، تو تالیاں بجانے لگتے ہیں؟ حالانکہ یہ حکم تو صرف خواتین کے لیے ہے، اگر کسی کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہو جائے تو وہ 'سبحان اللہ' کہے۔"

(صحيح البخاري : 684، صحيح مسلم :421)

سوال: کسی پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی معین مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں، یہ اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ کتاب وسنت میں جن کاموں پر لعنت کی گئی ہے، ان پر بغیر تعیین کے لعنت کی جاسکتی ہے، مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ سودی لین دین کرنے والوں پر لعنت ہے، وغیرہ وغیرہ۔

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ .

''مومن پر لعن طعن کرنا اور اس پر کفر کی تہمت لگانا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

(صحيح البخاري : 6047)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ اَنْ يَكُونَ لَعَّانًا .

''صدیق کو زیب نہیں دیتا کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔''

(صحيح مسلم : 2597)

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''کثرت سے لعن طعن کرنے والے روز قیامت نہ شفاعت کر سکیں گے اور نہ گواہی دیں گے۔''

(صحيح مسلم : 2598)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی، بال جڑوانے والی، بدن گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5937، صحيح مسلم : 2124)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور اس کے وکیل بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“

(صحيح مسلم : 1597)

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔“

(صحيح البخاري : 5347)

❁ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ .

”زمین کے نشانات تبدیل کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔“

(صحيح مسلم : 1978)

❁ فرمان نبوی ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

”اس پر اللہ کی لعنت ہو، جو اپنے والد پر لعنت بھیجے، اللہ کی اس پر لعنت ہو، جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے۔“

(صحيح مسلم : 1978)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا، فَبَاعُوهَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔“

(صحيح البخاري : 2223، صحيح مسلم : 1582)

اس کے علاوہ کئی اعمال قبیحہ کے مرتکبین پر نبی کریم ﷺ نے لعنت کی ہے۔

سوال: مشرکانہ تصویروں کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرک کا سبب سب سے پہلے صلحا کی تصویریں بنیں، پھر تصویروں سے مورتیاں بنائی گئیں۔ لہٰذا جو تصویر تعظیم کی غرض سے بنائی جائے، وہ حرام ہے، کیونکہ یہ شرک کی ابتدا ہے۔ پہلی تمام قوموں میں بتوں کی پوجا کا سبب یہی تعظیم کی غرض سے بنائی جانے والی تصویریں ہی تھیں۔

❀ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے، تو آپ ﷺ کی کسی زوجہ نے گرجا کا تذکرہ کیا، جسے انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا، اس گرجا کا نام ”ماریہ“ تھا، سیّدہ ام سلمہ اور سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سرزمین حبشہ گئی تھیں، انہوں نے اس کے حسن اور اس میں رکھی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا:

أُولٰئِكِ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَةَ أُولٰئِكِ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ .

”یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیتے۔ پھر اس میں ان کی تصویریں بناتے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔“

(صحيح البخاري : 1341؛ صحيح مسلم : 528)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۞ علامہ صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

”بعض مشرکین فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور مصائب کے وقت انہیں پکارتے تھے اور بعض مشرکین پتھروں کی عبادت کرتے تھے اور مصائب کے وقت ان کو پکارتے تھے۔ یہ پتھر اصل میں نیک لوگوں کی مورتیاں ہوتی تھیں، جن سے وہ محبت کیا کرتے تھے اور ان پر اعتقاد رکھتے تھے، جب وہ فوت ہو گئے، تو ان کی یاد میں انہوں نے تصویریں بنا لیں۔ ایک لمبا زمانہ گزرنے کے بعد وہ ان کی عبادت کرنے لگے، پھر لمبا وقت گزرنے کے بعد وہ ان پتھروں کی ہی عبادت کرنے لگے۔ بعض مشرکین مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے، بعض ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور مشکلات میں انہیں پکارتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا، کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلائیں۔“

(تطهير الاعتقاد، ص 56)

سوال: کیا نماز کی ہر رکعت کے آغاز میں ”تعوذ“ پڑھا جائے گا؟

جواب: نماز کی پہلی رکعت میں تعوذ پڑھا جائے گا، بقیہ رکعات کے شروع میں تعوذ نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ بسم اللہ پڑھ کر سورت فاتحہ پڑھی جائے گی۔

سوال: کیا کنوارے زانی کو ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ثابت ہے؟

جواب: کنوارے زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

۞ سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک آدمی آ کر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیجیے، اس کا مدمقابل جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا، وہ بھی کھڑا ہو کر کہنے لگا: ٹھیک ہے، آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے (بات کی) اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہیے، اس نے کہا: میرا بیٹا ان کے ہاں ملازم تھا، وہ ان کی بیوی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو گیا، مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے، تو میں نے اس کے فدیے میں ایک سو بکریاں اور ایک غلام دیا ہے، اس کے بعد میں نے علما سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس کی عورت پر رجم کی سزا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم واپس ہوں گے اور آپ کے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، انیس! آپ اس آدمی کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کر لے، تو اسے سنگسار کر دیں۔"

(صحيح البخاري: 6827، صحيح مسلم: 1697، المنتقى لابن الجارود: 811)

سوال: کیا سیاہ خضاب لگانا اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنا ہے؟

جواب: سیاہ خضاب لگانا اسلاف امت کی ایک بڑی جماعت سے ثابت ہے۔ اسے حرام کہنا درست نہیں، نیز یہ اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے کے زمرہ میں نہیں آتا۔

سوال: تفسیر اور تاویل میں کیا فرق ہے؟

جواب: متقدمین اور متاخرین کے ہاں تفسیر اور تاویل میں فرق ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"تاویل سے تین مفہوم مراد لیے گئے ہیں؛ ① **متاخرین کی اصطلاح میں**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاویل: اکثر متاخرین کی اصطلاح میں تاویل سے مراد ہے: لفظ کو کسی دلیل کی بنا پر راجح معنی سے مرجوح معنی کی طرف پھیرنا۔ ان متاخرین کی اصطلاح کے مطابق کسی لفظ کا وہ معنی، جو اس کی ظاہری مراد سے مطابقت رکھتا ہو، تاویل نہیں کہلائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''تاویل'' کے لفظ سے یہی مراد لیا ہے، نیز تمام نصوص کی ظاہری مدلول کے برعکس تاویلات ہیں، جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا تاویل کرنے والے جانتے ہیں۔ متاخرین میں سے بہت سے اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ نصوص کو ان کے ظاہری معانی پر رکھا جائے گا، ان کا ظاہری معنی ہی مراد ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان نصوص کی ان مفاہیم کے علاوہ بھی تاویل ہے، جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ائمہ اربعہ وغیرہ کو ماننے والوں میں کئی نام نہاد اہل سنت اس متناقض مؤقف کا شکار ہو گئے ہیں۔ ② **جمہور مفسرین کے ہاں تاویل:** تاویل سے مراد کلام کی تفسیر ہے، چاہے ظاہری معنی کے موافق ہو یا نہ ہو۔ جمہور مفسرین وغیرہ کی اصطلاح میں اسے ہی تاویل کہتے ہیں۔ اس تاویل کو علم میں پختہ لوگ جانتے ہیں۔ یہ معنی ان سلف کے موافق ہے، جو اس فرمان باری تعالیٰ پر وقف کرنے کے قائل ہیں: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ ''اس کی تاویل کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں، جو علم میں راسخ ہیں۔'' ③ **قرآن وسنت میں وارد تاویل:** تاویل سے مراد وہ حقیقت ہے، جس کی طرف کلام کو لوٹایا جاتا ہے، اگرچہ آپ اس کے ظاہری معنی سے واقف ہوں۔ پس جنت کے کھانے، پینے، لباس، نکاح اور وقوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت وغیرہ کے متعلق جو خبر دی گئی ہے، ان کی تاویل سے مراد ان میں پائے جانے والے حقائق ہیں، نہ کہ وہ معانی مراد ہیں، جنہیں ذہنوں میں تصور کیا جاتا ہے اور زبان سے ادا کیا جاتا ہے۔ لغت قرآن میں بھی تاویل سے یہی مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق ذکر کیا: ﴿يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا﴾(یوسف : ۱۰۰) ''ابا جان! یہی میرے خواب کی تاویل ہے، جسے میں نے (برسوں) پہلے دیکھا تھا، اسے میرے رب نے سچ کر دیا ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾(الأعراف : ۵۳) ''یہ لوگ اس کے اخیر نتیجے کے منتظر ہیں، جس دن اس کا اخیر نتیجہ آئے گا، اس دن وہ لوگ، جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے، کہیں گے کہ یقیناً ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے۔'' نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾(النّساء : ۵۹) ''اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو، یہ بہت بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔'' اس تاویل کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(الفتوی الحِمویّة الکُبریٰ:1/287-290)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: تفسیر کے ماخذ کیا ہیں؟

جواب: اہل سنت مفسرین تفسیر کرتے ہوئے عموماً چار ماخذ کو مدنظر رکھتے ہیں؛

① قرآن ② حدیث ③ اقوال سلف صالحین

④ لغت۔

سوال: تفسیر زمخشری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ابو القاسم، محمود بن عمر بن محمد، زمخشری (۴۶۷۔۵۳۸ھ) نحوی، لغوی، متکلم، معتزلی مفسر، علم بیان اور بلاغت کے امام تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں، ان میں مشہور الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل في وجوہ التاویل ہے۔ آپ عقیدہ میں معتزلہ کے امام تھے۔

اس لیے آپ کی تفسیر اعتزالیات اور ضلالات سے بھرپور ہے۔ ساتھ ساتھ بیان وادب، اعجاز قرآن، نظم قرآن، بلاغت قرآن اور جمال قرآن کے دریا بہا دیے ہیں۔ لیکن قرآن آیات سے اندازِ بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل تراشتے ہیں، چنانچہ اس تفسیر سے بچنا ہی بہتر ہے، خصوصا اس کے لیے جو اس میدان میں نو وارد ہو۔

ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ آیات سے اپنے باطل مذہب کی تائید حاصل کریں، اس کے خلاف آنے والی آیات کی تاویل کریں۔ قرآن کریم میں معانی و بیان کی جو دولتِ بلاغت موجود ہے اسے اہتمام سے بیان کرتے ہیں لیکن جب ایسا لفظ آ جائے جو ان کے مذہب کے موافق نہ ہو تو ظاہری معنی ترک کر دیتے ہیں۔ لغت میں موجود کوئی دوسرا لغوی معنی دینے یا اسے مجاز، استعارہ اور تمثیل قرار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

بالفاظ دیگر قرآن کریم سے انداز بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تراشتے ہیں۔کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو اہل سنت والجماعت پر چسپاں کردیتے ہیں۔اہل سنت کے برے برے نام رکھتے ہیں مثلاً ھشویہ، مجبرہ اور مشبہہ۔

اسرائیلی روایات بہت کم ذکر کرتے ہیں۔احادیث کو ''روی'' کے لفظ سے ذکر کرتے ہیں یا آخر میں ''اللہ اعلم'' کہہ دیتے ہیں۔ہر سورت کی تفسیر کے آخر میں اس کے فضائل میں جھوٹی احادیث بیان کرتے ہیں۔فقہی مسائل میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتے۔اپنے مذہب حنفیہ میں متعصب نہیں۔

آپ نے تفسیر معتزلہ کی حمایت میں لکھی ہے۔کئی اہل علم نے آپ کا رد کیا۔

❁ علامہ بلقینی کہتے ہیں:

اِسْتَخْرَجْتُ مِنَ الْكَشَّافِ اعْتِزَالًا بِالْمَنَاقِيشِ .

''میں نے موازنہ کر کر کے تفسیر کشاف سے مذہب معتزلہ نکالا۔''

(الإتقان في علوم القرآن: 190/2)

❁ علامہ ابن منیر رحمہ اللہ نے اَلْإِنْصَافُ فِيمَا تَضَمَّنَهُ الْكَشَّافُ مِنَ الْاِعْتِزَالِ نامی کتاب لکھی ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كُنْ حِذْرًا مِّنْ كَشَّافِهٖ . ''اس کی تفسیر سے بچ کر رہیے گا۔''

(میزان الاعتدال: 78/4)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے علامہ زمخشری پر تفصیلی رد کیا ہے۔

(الفتاوی الکبریٰ: 85/5)

سوال: تفسیر بالرائے کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: تفسیر بالرائے مندرجہ ذیل صورتوں میں مذموم ہے۔

① جو شخص قرآن کی تفسیر کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو، وہ تفسیر کرے۔

② جس آیت کی تفسیر نبی کریم ﷺ یا سلف امت سے ثابت ہو، تفسیر بالرائے کرنے والا اس تفسیر کے خلاف تفسیر کرے۔

③ جن آیات میں سلف سے تفسیر ثابت نہیں، ان میں عربی لغت کے خلاف تفسیر کرے۔

④ جو اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو، وہ اجتہاد کر کے قرآن کی تفسیر کرے۔

⑤ قرآن کی متشابہ آیات کا اپنی رائے سے کوئی معنی بیان کرے، جو سلف صالحین سے منقول نہیں ہے۔

⑥ آیت کی ایسی تفسیر کرے، جو مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہو۔

⑦ جن آیات میں عقل اور غور و فکر کے استعمال کی گنجائش ہے، ان میں اپنی رائے کو یقینی اور قطعی قرار دے۔

سوال: کیا نماز میں ایک سلام پر اکتفا کرنا جائز ہے؟

جواب: نماز میں ایک سلام پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، اس پر اجماع ہے۔ اس بارے میں مرفوع روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَكُونُ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ خَارِجًا مِّنَ الصَّلَاةِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ایک سلام کے ساتھ نمازی نماز سے نکل جاتا ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع : 446/5)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ''اللہ تعالیٰ بلحاظ ذات عرش پر بھی ہے اور ایسے ہی ہمارے ساتھ بھی ہے۔'' اس عقیدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت میں سے یہ کسی کا عقیدہ نہیں۔ یہ متکلمین اور گمراہ صوفیوں کا عقیدہ ہے، جس میں وہ متناقض ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اس کا علم ہر جگہ ہے۔

سوال: صلاۃ رغائب کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو صلاۃ رغائب ادا کی جاتی ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، علما نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ بِدْعَةٌ قَبِيحَةٌ مُنْكَرَةٌ أَشَدَّ إِنْكَارٍ، مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى مُنْكَرَاتٍ، فَيَتَعَيَّنُ تَرْكُهَا وَالْإِعْرَاضُ عَنْهَا، وَإِنْكَارُهَا عَلٰى فَاعِلِهَا، وَعَلٰى وَلِيِّ الْأَمْرِ وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْعُ النَّاسِ مِنْ فِعْلِهَا، فَإِنَّهُ رَاعٍ، وَكُلُّ رَاعٍ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَقَدْ صَنَّفَ الْعُلَمَاءُ كُتُبًا فِي إِنْكَارِهَا وَذَمِّهَا، وَتَسْفِيهِ فَاعِلِهَا، وَلَا يُغْتَرُّ بِكَثْرَةِ الْفَاعِلِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهَا فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ، وَلَا بِكَوْنِهَا مَذْكُورَةً فِي قُوْتِ الْقُلُوبِ، وَإِحْيَاءِ عُلُومِ الدِّينِ وَنَحْوِهِمَا فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ، وَقَدْ صَحَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَحْدَثَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ، وَفِي الصَّحِيحِ، أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ، وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ، أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَقَدْ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَ التَّنَازُعِ بِالرُّجُوعِ إِلٰى كِتَابِهٖ فَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾، وَلَمْ يَأْمُرْ بِاتِّبَاعِ الْجَاهِلِينَ، وَلَا بِالْاِغْتِرَارِ بِغَلَطَاتِ الْمُخْطِئِينَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”صلاۃ رغائب قبیح اور منکر ترین بدعت ہے، کئی منکر کاموں پر مشتمل ہے، لہٰذا اسے ترک کرنا، اس سے اعراض کرنا اور صلاۃ رغائب پڑھنے والوں پر رد کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حاکم وقت کو توفیق دے، اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ رعایا کو صلاۃ الرغائب جیسی بدعت سے منع کرے، کیونکہ حاکم ذمہ دار ہے اور ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری کی بابت باز پرس ہوگی۔ اہل علم نے کئی کتب تصنیف کی ہیں، جن میں صلاۃ الرغائب پر نکیر اور اس کی مذمت کی گئی ہے، نیز صلاۃ الرغائب پڑھنے والے کی بیوقوفی کو واضح کیا گیا ہے۔ کوئی شخص اس بات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سے دھوکہ نہ کھائے کہ مختلف علاقوں میں بہت سے لوگ یہ نماز پڑھتے ہیں، نیز اس سے بھی دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ اس کا ذکر ''قوت القلوب'' اور ''احیاء علوم الدین'' وغیرہ جیسی کتابوں میں موجود ہے، کیونکہ یہ باطل بدعت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث ہے: ''جس نے ہمارے دین میں ایسا عمل جاری کیا، جو دین کا حصہ نہیں، تو وہ عمل مردود و باطل ہے۔'' نیز صحیح حدیث میں ہے: ''جس نے (دین میں) ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہ تھا، تو وہ باطل و مردود ہے۔'' صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے اختلافات کے وقت اپنی کتاب کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ ''اگر تمہارا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے جاہلوں کے پیچھے چلنے کا حکم نہیں دیا اور نہ خطا کاروں کی غلطیوں کا شکار ہونے کو کہا ہے۔''

(فتاوی النّووي، ص 57)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لِذٰلِكَ .

''صلاۃ الرغائب بے اصل ہے۔''

(البداية والنّهاية : 270/4)

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ .

”جس نے بدعتی کی تعظیم کی، اس نے انہدام اسلام پر معاونت کی۔“

(الشّريعة للآجرّي : ٢٠٤٠، تاريخ ابن عساكر : ٢٦/٤٥٦)

جواب: اس حدیث کی سند ”صحیح“ ہے۔

ابوالفضل عباس بن یوسف شکلی ”مقبول الروایۃ“ اور مشہور محدث ہیں۔

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ صَالِحًا مُتَنَسِّكًا .

”آپ رحمہ اللہ نیک صالح انسان تھے۔“

(تاریخ بغداد : 44/14)

❁ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَحَلَ وَطَوَّفَ الشَّامَ .

”آپ رحمہ اللہ نے علمی اسفار کیے اور (حصول حدیث کے لیے) ملکِ شام میں گھومتے رہے۔“

(تاریخ دِمَشق : 456/26)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ مَشَاهِيرِ الشُّيُوخِ، وَهُوَ مَقْبُولُ الرِّوَايَةِ .

”آپ مشہور محدثین میں سے تھے، آپ مقبول الروایۃ ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ الإسلام: 479/23، وفي نسخة: 282/7)

سوال: روایت ہے کہ وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی نے آپ ﷺ کے غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور مر گئی تھی۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: بے سند اور بے اصل ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الدَّلَجِيُّ : وَأَمَّا قِصَّةُ الْعَضْبَاءِ، فَلَمْ أَدْرِ مَنْ رَوَاهَا .

''علامہ محمد بن محمد بن محمد بن مخلص دلجی رحمہ اللہ (۹۴۷ھ) کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ کی ''عضباء'' نامی اونٹنی کا قصہ کس نے روایت کیا ہے؟''

(شرح الشّفاء: 640/1)

سوال: ''نبی کریم ﷺ کا ایک گدھا تھا، اس کا نام ''یعفور'' تھا، آپ ﷺ کی وفات کے غم میں کنوئیں میں گر کر مر گیا تھا۔'' اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ روایت کتاب المجروحین لابن حبان (۳۰۹/۲) میں آتی ہے، یہ جھوٹی ہے۔

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا أَصْلَ لَهٗ وَإِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ حدیث بے اصل ہے، اس کی سند کچھ بھی نہیں۔''

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ فَلَعَنَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ فَإِنَّهٗ لَمْ يَقْصِدْ إِلَّا الْقَدْحَ فِي الْإِسْلَامِ، وَالْاِسْتِهْزَاءَ بِهٖ .

''یہ من گھڑت حدیث ہے، اس کے گھڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہو، اس کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مقصد اسلام کو بدنام کرنا اور اس کا استہزاء کرنا ہے۔‘‘

(الموضوعات: 294/1)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ’’باطل (جھوٹی)‘‘ کہا ہے۔

(میزان الاعتدال: 34/4)

اس روایت کا راوی محمد بن مزید ابو جعفر وضاع ہے۔

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٰذَا الشَّيْخِ.

’’اس شخص سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔‘‘

(كتاب المجروحين: 309/2)

سوال: مخلوق کی پکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: مخلوق زندہ ہو یا میت، جاندار ہو یا بے جان، اس کی پکار جائز نہیں، مافوق الاسباب مدد کے لیے غیر اللہ کی پکار بالاتفاق شرک ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ائمہ اہل سنت میں کوئی اس کا قائل نہیں۔

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (المؤمن: ٦٥)

’’خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو۔‘‘

۞ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجِنّ: ١٨)

’’اللہ کے سوا کسی کو (مافوق الاسباب مدد کے لیے) مت پکارو۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾(الجن: ٢٠)

''کہہ دیجئے، میں اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾(الأحقاف: ٥)

''اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، یہ اللہ کے سوا اسے پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کو جواب نہیں دے سکتے، وہ تو ان کی دعا و پکار سے غافل ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾(القصص: ٨٨)

''اللہ کے سوا کسی اور کو مت پکارو، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

(فاطر: ١٤)

''اگر تم ان کو پکارو، تو وہ تمہاری پکار تک نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو اس کا جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کردیں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾(الرَّعد : ١٤)

''جولوگ غیراللہ سے دعائیں کرتے ہیں، وہ غیران پکارنے والوں کی کوئی دعا قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جس نے پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلائیں، تا کہ پانی اس کے منہ تک آ سکے، حالاں کہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچتا، (غیراللہ سے) کافروں کی دعا سراسر بے سود ہے۔''

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ مُتَّفِقُونَ عَلٰى مَا عَلِمُوهُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ أَنَّ الْعَبْدَ لَا يَجُوزُ لَهٗ أَنْ يَعْبُدَ وَلَا يَدْعُوَ وَلَا يَسْتَغِيثَ وَلَا يَتَوَكَّلَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ، وَأَنَّ مَنْ عَبَدَ مَلَكًا مُقَرَّبًا أَوْ نَبِيًّا مُرْسَلًا أَوْ دَعَاهُ أَوِ اسْتَغَاثَ بِهٖ فَهُوَ مُشْرِكٌ، فَلَا يَجُوزُ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُ : يَا جِبْرَائِيلُ أَوْ يَا مِيكَائِيلُ أَوْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَوْ يَا مُوسٰى أَوْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اغْفِرْ لِي أَوِ ارْحَمْنِي أَوِ ارْزُقْنِي أَوِ انْصُرْنِي أَوْ أَغِثْنِي أَوْ أَجِرْنِي مِنْ عَدُوِّي أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، بَلْ هٰذَا كُلُّهٗ مِنْ خَصَائِصِ الْإِلٰهِيَّةِ، وَهٰذِهٖ مَسَائِلُ شَرِيفَةٌ مَعْرُوفَةٌ قَدْ بَيَّنَهَا الْعُلَمَاءُ وَذَكَرُوا الْفَرْقَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ حُقُوقِ اللّٰهِ الَّتِي يَخْتَصُّ بِهَا دُونَ الرُّسُلِ، وَالْحُقُوقِ الَّتِي لَهٗ وَلِرُسُلِهٖ، كَمَا يُمَيِّزُ سُبْحَانَهٗ بَيْنَ ذٰلِكَ فِي مِثْلِ قَوْلِهٖ : ﴿وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا﴾، فَالتَّعْزِيرُ وَالتَّوْقِيرُ لِلرَّسُولِ، وَالتَّسْبِيحُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا لِلّٰهِ.

”مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرے، اس کی پکار کرے، اس سے (مافوق الاسباب) مدد مانگے یا اس پر توکل وبھروسا کرے۔ نیز مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس نے کسی مقرب فرشتے یا نبی کی عبادت کی یا اسے پکارا، یا اس سے مدد مانگی، تو وہ مشرک ہے، کسی مسلمان کے نزدیک جائز نہیں کہ کوئی یہ کہے: اے جبریل، اے میکائیل، اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے اللہ کے رسول! میرے گناہ معاف فرما، یا مجھ پر رحم فرما، یا مجھے رزق عطا فرما، یا میری مدد فرما، یا میری مدد کو پہنچ، یا مجھے دشمن سے بچا، وغیرہ۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے۔ یہ عقائد بالکل واضح اور معروف ہیں، جنہیں اہل علم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے، نیز اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے وہ حقوق جو اس کے ساتھ خاص ہیں اور وہ حقوق، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے مابین مشترک ہیں، سب کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں (اپنے اور رسول کے حقوق میں) امتیاز کیا ہے: ﴿وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا﴾ ”تم اس (نبی کریم ﷺ) کی عزت وتوقیر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرو اور اس (اللہ تعالیٰ) کی صبح وشام تسبیح بیان کرو۔'' تعزیر (عزت) اور توقیر رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور صبح وشام کی تسبیح اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

(مَجموع الفتاوی : 272/3)

✿ نیز فرماتے ہیں:

مِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ يَسْتَغِيثُ بِمَخْلُوقٍ إِمَّا حَيٌّ أَوْ مَيِّتٌ، سَوَاءً كَانَ ذٰلِكَ الْمَخْلُوقُ مُسْلِمًا أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ مُشْرِكًا، فَيَتَصَوَّرُ الشَّيْطَانُ بِصُورَةِ ذٰلِكَ الْمُسْتَغَاثِ بِهٖ، وَيَقْضِي بَعْضَ حَاجَةِ ذٰلِكَ الْمُسْتَغِيثِ، فَيَظُنُّ أَنَّهٗ ذٰلِكَ الشَّخْصُ، أَوْ هُوَ مَلَكٌ تَصَوَّرَ عَلٰى صُورَتِهٖ، وَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ أَضَلَّهٗ لِمَا أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَا كَانَتِ الشَّيَاطِينُ تَدْخُلُ فِي الْأَصْنَامِ وَتُكَلِّمُ الْمُشْرِكِينَ .

''کچھ مشرکین ایسے ہیں، جو زندہ یا فوت شدہ مخلوق سے (فوق الاسباب) مدد طلب کرتے ہیں، چاہے وہ مخلوق مسلمان ہو یا عیسائی یا مشرک۔ تو شیطان اس شخص کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جس سے مدد مانگی گئی ہوتی ہے اور مدد مانگنے والے کی کوئی ضرورت پوری کر دیتا ہے۔ مدد مانگنے والا سمجھتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے یا سمجھتا ہے کہ یہ اس شخص کی صورت میں فرشتہ ہے، جبکہ درحقیقت وہ شیطان ہوتا ہے، جو پکارنے والے کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے لیے گمراہ کرتا ہے۔ جیسا کہ شیاطین بتوں کے اندر داخل ہو جاتے تھے اور مشرکوں سے ہم کلام ہوتے تھے۔''

(الفرقان بین أولیاء الرّحمٰن وأولیاء الشّیطان، ص 429)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

”مردوں سے حاجات طلب کرنا، ان سے مدد مانگنا اور ان کی طرف رجوع کرنا بھی شرک کی اقسام میں سے ہے۔ کائنات کے شرک کرنے کی وجہ یہی ہے۔ میت کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، وہ اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا مالک نہیں، چہ جائیکہ اس کے نفع ونقصان کا مالک ہو، جو اس سے مدد مانگ رہا ہے، اس سے اپنی ضرورت پوری کرنا کا طالب ہے یا اس سے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنے کا سوال کر رہا ہو۔ یہ سفارش کرنے والے اور جس کے لیے سفارش کی جا رہی ہے، کے متعلق اس شخص کی جہالت ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مدد کے لیے پکارنے اور سوال کرنے کو اپنی اجازت کا سبب نہیں بنایا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کا سبب کمال توحید ہے۔ جبکہ یہ مشرک ایسا سبب پیش کر رہا ہے، جو سفارش کی اجازت کے لیے مانع ہے، یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے کوئی اپنی ضرورت کے لیے ایسی چیز سے مدد مانگے، جو اس کی ضرورت کے حصول کے لیے مانع ہو۔ ہر مشرک کی یہی حالت ہے۔ میت تو خود محتاج ہوتی ہے کہ کوئی اس کے لیے دعا کرے، کوئی اس کے لیے رحم کا سوال کرے اور کوئی اس کے لیے استغفار کرے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت کریں، تو ان کے لیے رحم کی دعا کریں اور ان کے لیے عافیت اور مغفرت کا سوال کریں۔ مگر مشرکین اس کے برعکس کرتے ہیں۔ وہ قبروں کی زیارت اس لیے کرتے ہیں کہ ان کی عبادت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کریں، ان سے حاجات طلب کریں اور ان سے مدد مانگیں۔ وہ ان کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا دیتے ہیں، ان کی طرف قصد کرنے کو حج کا نام دیتے ہیں، ان کے پاس ٹھہرتے ہیں، اپنے سر مونڈتے ہیں۔ وہ معبود برحق کے ساتھ شرک کرتے ہیں، دین کو بدلتے ہیں، اہل توحید سے دشمنی رکھتے ہیں اور مؤحدین کو فوت شدگان کا گستاخ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یہ خود شرک کے ساتھ خالق کی گستاخی کرتے ہیں اور اللہ کے اہل توحید دوستوں کی بھی تنقیص کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرہ برابر بھی شرک نہیں کرتے۔ یہ لوگ ان مؤحدین کی مذمت کرتے ہیں، ان پر عیب جوئی کرتے ہیں اور ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ان ہستیوں کے بھی سخت گستاخ ہیں، جنہیں یہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، کیونکہ یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ وہ ان کے اس اقدام سے راضی ہیں، اس کا حکم انہیں ان ہستیوں نے ہی دیا ہے اور وہ اس وجہ سے ان سے محبت کرتی ہیں۔ یہ لوگ ہر زمان ومکان میں تشریف لانے والے رسولوں اور توحید کے دشمن ہیں۔......اس شرک اکبر سے وہی نجات پا سکتا ہے، جو توحید کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کر دے، اللہ کے لیے مشرکوں سے عداوت رکھے اور ان سے بغض وعناد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اختیار کرے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اپنا دوست، الہ اور معبود بنا لے اور اپنی محبت، خوف، اُمید، عاجزی، توکل، استعانت، التجا اور استغاثہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دے، اپنے قصد وارادہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دے، اس کے حکم کا متبع بن جائے اور اس کی رضا کا متلاشی ہو جائے، جب سوال کرے، اللہ سے سوال کرے، جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدد مانگے، تو اللہ سے مانگے اور جب عمل کرے، تو اللہ تعالیٰ کے لیے کرے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے گا، اسے اللہ تعالیٰ کی نصرت وامداد حاصل ہو جائے گی۔''

(مَدارج السّالكين: 346/1)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے، تو ہم قوت وطاقت میں بڑھ گئے۔''

جواب: یہ قول صحیح بخاری (۳۶۸۴) میں ثابت ہے۔

سوال: کیا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں شل ہو گیا تھا؟

جواب: غزوہ اُحد میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مشرکین کے حملہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے، تیروں کی بوچھاڑ سے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

❁ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ .

''میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، وہ شل ہو چکا تھا، آپ رضی اللہ عنہ اس ہاتھ کے ساتھ غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے تھے۔''

(صحيح البخاري: 4063)

سوال: کیا سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی۔

(صحيح البخاري : 3812، صحيح مسلم : 2483)

سوال: کیا غزوہ اُحد میں کسی صحابی نے فرشتوں کو دیکھا تھا؟

جواب: غزوہ اُحد میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو دیکھا تھا۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابُ بَيَاضٍ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ، يَعْنِي جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

''میں نے غزوہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو بندوں کو دیکھا، جنھوں نے سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا، انہیں میں نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں، یعنی سیدنا جبرائیل اور سیدنا میکائیل علیہما السلام۔''

(صحيح البخاري : 4054، صحيح مسلم : 2306، واللّفظ لهٗ)

سوال: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا کیا معنی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا معنی ہے کہ اسے ہر اس چیز سے منزہ اور پاک قرار دیا جائے، جو اس کے شایانِ شان نہیں یا اس کے لیے جائز نہیں، مثلاً مثل، شبہ اور نقص۔

سوال: امام بخاری رحمہ اللہ کا نام کیا ہے؟

جواب: امام رحمہ اللہ کا نام ''محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَرْدِزْبَہ'' ہے۔

سوال: امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب کا کیا نام ہے؟

جواب: صحیح بخاری، ان کتب احادیث میں سے ہے، جو ''الجامع'' کہلواتی ہیں۔ علما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تتبع کے بعد صحیح بخاری کا یہ نام تجویز کیا ہے؛

اَلْجَامِعُ الصَّحِيحُ الْمُسْنَدُ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ .(هُدَى السَّاري لابن حجر، ص ٦)

جامع وہ کتاب ہوتی ہے، جو تمام انواع حدیث پر مشتمل ہو، جن کی انسانی زندگی میں احتیاج ہو۔ وہ آٹھ انواع ہیں، جن کا مجموعہ ''عارف شامت'' ہے۔ وہ یہ ہیں: ① عقائد ② احکام ③ رقائق ④ فتن ⑤ شمائل ⑥ آداب ⑦ مناقب ⑧ تفسیر، اس کے ساتھ تاریخ، مغازی اور سیر ملحق ہیں۔

یہ مصادر کتب اور ابواب فقیہہ کی ترتیب سے ہوں گے۔ صحیح بخاری کی ہر کتاب مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے، جیسے کتاب الایمان وغیرہ۔

سوال: کیا کسی صحابی سے نبی کریم ﷺ کا پیشاب پینا ثابت ہے؟

جواب:

❀ سیدہ اُمیمہ بنت رُقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ يَبُولُ فِيهِ ثُمَّ يُوضَعُ تَحْتَ سَرِيرِهٖ فَجَاءَ تِ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا : بَرَكَةُ جَاءَ تْ مَعَ أُمِّ حَبِيبَةَ مِنَ الْحَبَشَةِ فَشَرِبَتْهُ فَطَلَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا : شَرِبَتْهُ بَرَكَةُ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ شَرِبْتُهٗ فَقَالَ : لَقَدِ احْتَضَرْتِي مِنَ النَّارِ بِحِضَارٍ أَوْ قَالَ : جُنَّةٍ أَوْ هٰذَا مَعْنَاهُ .

''نبی اکرم ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالا تھا، جس میں آپ پیشاب کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ ایک برکۃ نامی عورت آئی، وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی۔ اس نے وہ پیالا نوش کر لیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے اسے پی لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے آگ سے بچاؤ حاصل کر لیا ہے، یا فرمایا: ڈھال بنا لی ہے، یا اس طرح کی کوئی بات فرمائی۔''

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم: 3342، وسندهٗ حسنٌ، الاستيعاب في معرفة الأصحاب لابن عبد البرّ: 251/4، وسندهٗ حسنٌ، المُعجم الكبير للطَّبَراني: 189/24، السّنن الكبرى للبيهقي: 67/7، وسندهٗ صحيحٌ)

غالبًا یہ کام اس لونڈی سے غلطی سے سرزد ہو گیا تھا اور غلطی سے ایک ناپسندیدہ کام کرنے پر جو کراہت اور تکلیف بعد میں اسے ہوئی اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جہنم سے آزادی مل گئی، کیونکہ مؤمن کی کوئی مشقت و تکلیف نیکی سے خالی نہیں ہوتی۔ یہ روایت صحیح سند سے مروی ہے، ہم سند کے مکلّف ہیں، جب سند صحیح ہے، تو متن حدیث پر اعتراض کرنا جائز نہیں۔

سوال: سلسلہ نقشبندیہ کس کی طرف منسوب ہے؟

جواب: سلسلہ نقشبندیہ محمد بن محمد بخاری الملقب بہ شاہ نقشبند (۶۹۱ھ) کی طرف منسوب ہے، یہ گمراہ صوفیا میں سے تھا۔

سوال: ''مولانا رومی'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: محمد بن محمد بن حسین بن احمد، رومی (۶۷۲ھ) کا شمار گمراہ صوفیا میں ہوتا ہے۔ ''مولانا رومی'' کی کتاب ''اسرار نامہ'' تصوف پر مشتمل ہے۔ فارسی میں منظوم کلام ''مثنوی'' بھی مشہور ہے۔ یاد رہے کہ ایسے صوفیا اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عقائد ونظریات ملحدانہ ہیں۔

سوال: ''فرید الدین عطار'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: یہ محمد بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن شعبان، ہمدانی، المعروف بہ العطار (۶۲۷ ھ) ہے۔ اس کا شمار بھی گمراہ صوفیوں میں ہوتا ہے۔ فارسی زبان میں تصوف پر اس کا کلام ہے۔ ''جمجمہ نامہ''، ''ہفت آباد''، ''ہیلاج نامہ''، ''لسان الغیب''، ''گل خسرو'' اور ''شہباز نامہ'' اس کی مشہور تالیفات ہیں۔ یہ ملحدانہ فکر کا حامل تھا۔

سوال: ہمارے حنفی بھائی جس طرح سجدہ سہو کرتے ہیں، کیا وہ طریقہ ثابت ہے؟

جواب: ہمارے حنفی بھائی سجدہ سہو میں جو طریقہ اختیار کرتے ہیں، وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ بعض اس روایت کو دلیل بناتے ہیں، مگر اس سے استدلال درست نہیں، تفصیل ملاحظہ ہو۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے، (سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کیے، پھر تشہد بیٹھے، پھر سلام پھیرا۔''

(سنن أبي داوٗد : ۱۰۳۹، سنن التّرمذي : ۳۹۵، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن غریب صحیح'' امام ابن الجارود (۲۴۷) امام ابن خزیمہ (۱۰۶۲) نے ''صحیح'' اور امام ابنِ حبان (۲۶۷۰، ۲۶۷۲)، امام حاکم (۱/ ۳۲۳) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

تشہد کا ذکر محمد بن سیرین کے شاگردوں میں سے صرف اشعث بن عبد الملک حرانی نے کیا ہے، اگرچہ وہ ''ثقہ'' ہیں، مگر یہ زیادت محفوظ نہیں، کیونکہ امام ابن سیرین فرماتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ''میں نے تشہد کے بارے میں (کچھ) نہیں سنا، تشہد بیٹھنا ہی مجھے محبوب ہے۔'' (سنن ابی داؤد: ۱۰۱۰) تو یہ اس روایت کے لیے موجبِ ضعف ہے، نیز امام ابن منذر (الاوسط: ۳/ ۳۱۷)، حافظ بیہقی (۲/ ۳۵۵)، حافظ ابن عبدالبر (التمہید: ۱۰/ ۲۰۹) وغیرہم رحمہ اللہ نے تشہد کے الفاظ کو خطا اور غیر ثابت قرار دیا ہے۔

سوال: کیا کسی بڑے عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے؟

جواب: اہل علم وفضل، والدین، نیک بزرگوں اور اساتذۂ کرام کی عزت وتکریم کرتے ہوئے ان کا ہاتھ چومنا مشروع اور جائز ہے، بشرطیکہ ان میں عجب وتکبر پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ ایسی صورت میں اجتناب ضروری ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص اولیاء اللہ اور صالحین کے ہاتھ حصولِ تبرک کے لیے چومتا ہے، تو یہ اقدام غیر شرعی، ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ قبیح بدعت اور منکر فعل ہے۔ اس کے بدعت ہونے کی دو وجہیں ہیں؛ پہلی یہ کہ تبرک آثارِ نبویہ کے ساتھ خاص ہے، اس تعظیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری یہ کہ خیر القرون میں کسی ثقہ مسلمان سے کسی کے ہاتھ تبرکاً چومنا ثابت نہیں۔ سلف صالحین کی پیروی میں دین اپنانا چاہیے، کیونکہ وہ شریعت کے تقاضوں سے بہ خوبی واقف تھے اور انہیں پورا کرنے والے تھے۔

سوال: کیا باپ اپنی بیٹی کو بوسہ دے سکتا ہے؟

جواب: باپ اپنی بیٹی کو بوسہ دے سکتا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''قیام وقعود اور عادات وخصائل اور سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ مشابہت میں نے کسی کی نہیں دیکھی، وہ جب رسول

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے پاس تشریف لاتیں، آپ ان کے استقبال کو کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنے جگہ پر بٹھا لیتے۔ رسول اللہ ﷺ جب ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کے استقبال کو کھڑی ہو جاتیں، آپ کو بوسہ دیتیں اور آپ ﷺ کو اپنی جگہ بٹھا دیتیں۔ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، تو جھک کر آپ ﷺ کو بوسہ دیا، سر اٹھایا، تو آپ رو رہی تھیں، پھر آپ ﷺ پر جھک گئیں، اب کی بار سر اٹھایا، تو ہنس رہی تھیں۔ میں نے (دل میں) کہا: میں سمجھتی تھی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے عقل مند خاتون ہیں، لیکن یہ بھی عام عورتوں کی طرح ہی نکلیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ بھلا جب آپ نبی کریم ﷺ پر جھکی تھیں، پھر سر اٹھایا، تو رونے لگ گئیں تھیں، پھر جھکی تھیں اور سر اٹھانے کے بعد ہنسنے لگ گئیں تھیں، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو کہنے لگیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ وہ اس بیماری میں وفات پا جائیں گے، اس لئے میں رونے لگ گئی۔ پھر مجھے بتایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے ساتھ ملوں گی، تو میں ہنس دی تھی۔''

(سنن أبي داود: 5217، سنن التّرمذي: 3872، المعجم الكبير للطّبراني: 421/22، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

سوال: کیا ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہے؟

جواب: ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا:

تَرَوْنَ يَدِي هٰذِهٖ صَافَحْتُ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ میرا یہ ہاتھ دیکھ رہے ہیں، اس ہاتھ کے ساتھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا۔''

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 247/12، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

بِيَدٍ وَّاحِدَةٍ تُجْزِىءُ .

''ایک ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔''

(العَرف الشّذي : 151/4)

❁ مفتی محمود حسن گنگوہی دیوبندی صاحب نقل کرتے ہیں:

''ایک شخص کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ ایک ہاتھ سے بھی صحیح اور دونوں ہاتھوں سے بھی۔''

(ملفوظات فقیہ الامت، قسط سابع، ص 23)

سوال: مصافحہ اور معانقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے معانقہ اور مصافحہ جائز ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے اور قرأت کے بعد ''سکتہ'' کرنا ثابت ہے؟

جواب: نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے یا سورت فاتحہ کے بعد یا قرأت کے بعد ''سکتہ'' کرنا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ، وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ عِنْدَ الرُّكُوعِ.

''میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) نماز میں دو ''سکتے'' یاد کیے۔ ایک سکتہ، جب امام تکبیر تحریمہ کہتا ہے، تو قرأت تک اور دوسرا سکتہ فاتحہ اور سورت کی قرأت کے بعد رکوع سے پہلے۔''

(سنن أبي داود: 777، 778، سنن التّرمذي: 251، سنن ابن ماجه: 844)

سند ضعیف ہے۔ اس میں حسن بصری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔ سماع کی تصریح نہیں کی۔ یاد رہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا انہوں نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے یا نہیں۔ اس حوالہ سے مختلف آراء پائی جاتی ہیں، اکثر محدثین کے نزدیک حسن بصری کا سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ أَكْثَرَ الْحُفَّاظِ لَا يُثْبِتُونَ سَمَاعَ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مِنْ سَمُرَةَ فِي غَيْرِ حَدِيثِ الْعَقِيقَةِ .

''اکثر محدثین حسن بصری کا سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں سمجھتے، سوائے عقیقہ والی حدیث کے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 288/5، 35/8)

❁ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (٦٦١ھ) فرماتے ہیں:

كَثِيرٌ مِّنْ أَئِمَّةِ النَّقْلِ يَقُولُونَ : إِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ سَمُرَةَ .

''بہت سے محدثین کہتے ہیں: حسن بصری نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(المُیَسَّر في شرح مَصابیح السّنة : 715/2)

اس بنا پر ''سکتہ'' والی روایت منقطع ہوئی، منقطع روایت حجت نہیں ہوتی۔

جن کے نزدیک حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے، تو حسن بصری ''عن'' سے بیان کر رہے ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا روایت ''معنعن'' ہے اور مدلس کی ''معنعن'' روایت قابل حجت نہیں ہوتی۔

بعض محدثین کے مطابق حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی کتاب تھی، جس سے وہ روایت کرتے تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر کوئی دلیل نہیں کہ مذکورہ روایت بھی کتاب سے ہے، نیز علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (احکام القرآن : ۵۳/۳) وغیرہ نے اس روایت کو ''غیر ثابت'' کہا ہے۔ جن اہل علم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے، وہ سماع کے ثبوت کے قائل ہیں، اس صورت میں بھی لازم ہے کہ سماع کی تصریح بیان کی جائے، کیونکہ مدلس راوی کا اپنے شیخ سے سماع تو ہوتا ہے، مگر وہ روایت ''عن'' سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بیان کرنے کی وجہ سے نا قابل احتجاج ہوتی ہے۔ یہاں بھی حسن بصری مدلس ہیں، ''عن'' سے روایت کررہے ہیں، لہٰذا ضعیف ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام کے خواب ''وحی'' ہوتے ہیں؟

جواب: اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب ''وحی'' ہوتے ہیں۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتِّفَاقُهُمْ عَلٰى أَنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ وَحَقٌّ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی اور حق ہیں۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 66/19)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَآ أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ (الصّافّات : ۱۰۲)

''انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے فرمایا: بیٹا! میں نے خواب دیکھا کہ میں آپ کو ذبح کررہا ہوں، آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں (اسماعیل علیہ السلام) نے کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے، اسے بجا لائیے۔''

❁ فرشتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ .

''بلا شبہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی) آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔''

(صحيح البخاري :7281)

دل کا فہم اور معرفت بیدار تھی، تاکہ دل وحی کو محفوظ کرسکے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .

”میری آنکھ سوتی ہے، دل نہیں سوتا۔“

(صحيح البخاري : 3569، صحيح مسلم : 738)

❁ عبید بن عمیر رحمہ اللہ (۶۸ ھ) فرماتے ہیں:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ .

”انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔“

(صحيح البخاري، تحت الحديث : 138)

ثابت ہوا کہ ہر وحی قرآن نہیں، قرآن کے علاوہ بھی وحی ہے اور وہ حدیث ہے۔ قرآن خواب میں نہیں اُترا، صرف حدیث اُتری ہے۔

سوال: حجاج بن یوسف کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حجاج بن یوسف جبار وسفاک بادشاہ تھا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ ھ) فرماتے ہیں:

نَسُبُّهٗ وَلَا نُحِبُّهٗ، بَلْ نُبْغِضُهٗ فِي اللّٰهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَوْثَقِ عُرَى الْإِيْمَانِ .

”ہم اسے برا بھلا کہتے ہیں، اس سے محبت نہیں رکھتے، بلکہ اللہ کے لیے اس سے بغض رکھتے ہیں، کیونکہ اللہ کے لیے بغض رکھنا ایمان کا مضبوط ترین کڑا ہے۔“

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 343/4)

سوال: کہتے ہیں کہ ”سانپ نے جنت میں جا کر سیدنا آدم علیہ السلام کو درخت کھانا کا کہا۔“ اس کی کیا حقیقت ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ قول یہود کی طرف سے آیا ہے، قرآن اس کی نفی کرتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ﴾(الأعراف : ٢٠)

''شیطان نے دونوں کو پھسلایا۔''

سوال: کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کو مانتے تھے؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کو مانتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چوتھا برحق خلیفہ راشد بھی تسلیم کرتے تھے۔

❁ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَضْلُ عَلِيٍّ وَوِلَايَتُهُ لِلّٰهِ وَعُلُوُّ مَنْزِلَتِهٖ عِنْدَ اللّٰهِ مَعْلُومٌ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، مِنْ طُرُقٍ ثَابِتَةٍ أَفَادَتْنَا الْعِلْمَ الْيَقِينِيَّ، لَا يُحْتَاجُ مَعَهَا إِلٰى كَذِبٍ وَلَا إِلٰى مَا لَا يُعْلَمُ صِدْقُهٗ.

''صحیح (متواتر) روایات جو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں، میں ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ با فضیلت شخصیت ہیں، آپ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عالی مقام رکھتے ہیں۔ ان فضائل کے ہوتے ہوئے جھوٹی روایات کی ضرورت نہیں۔''

(مِنہاج السّنّة : 165/8)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ عمرو بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَالِبٍ قَالَ : كُنْتُ بِذِي الْمَجَازِ وَمَعِي ابْنُ أَخِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكَنِي الْعَطَشُ، فَشَكَوْتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَا ابْنَ أَخِي قَدْ عَطِشْتُ، وَمَا قُلْتُ لَهُ ذَاكَ وَأَنَا أَرٰى أَنَّ عِنْدَهُ شَيْئًا إِلَّا الْجَزَعُ، قَالَ : فَثَنٰى وَرِكَهُ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ : يَا عَمِّ أَعَطِشْتَ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ فَأَهْوٰى بِعَقِبِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِذَا بِالْمَاءِ، فَقَالَ : اشْرَبْ يَا عَمِّ قَالَ : فَشَرِبْتُ .

''ابوطالب کہتے ہیں: میں ''ذوالمجاز'' میں تھا اور میرے ساتھ میرے بھتیجے یعنی نبی کریم ﷺ تھے۔ مجھے پیاس لگی، تو میں نے محمد (ﷺ) سے شکایت کی، عرض کیا: بھتیجے! میں پیاسا ہوں، یہ میں نے صرف جزع فزع کرتے ہوئے کہا، مجھے معلوم تھا کہ ان کے پاس بھی (پینے کے لیے) کچھ نہیں ہے۔ تو انہوں (نبی کریم ﷺ) نے سواری سے اُترنے کے لیے اپنے کولہے کو موڑا، پھر نیچے اترے اور پوچھا: چچا جان! آپ کو پیاس لگی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، تو انہوں نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری، تو اچانک پانی نکل آیا، پھر فرمایا: چچا جان! پانی پیجئے، تو میں نے پی لیا۔''

(طَبقات ابن سعد : 152/1)

جواب: یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ عمرو بن سعید صغیر تابعی ہیں، نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب کے بارے میں کیسے بیان کر سکتے ہیں؟

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے کسی موقع پر آٹے میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر آٹے میں لعاب دہن ڈالا تھا۔

(صحيح البخاري : 4102، صحيح مسلم : 2039)

سوال: کیا بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: محض بوسہ و کنار سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: حج وعمرہ میں بالوں کو قصر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حج وعمرہ میں حلق افضل ہے، البتہ قصر (بال کٹوانا) بھی جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دُعا کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دُعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دُعا کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بال کتروانے والوں پر بھی اللہ رحم فرمائے۔''

(صحيح البخاري: 1727، صحيح مسلم: 1301، المنتقى لابن الجارود: 485)

سوال: کیا دو عمرہ کرنے والے ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: تقلید دو طرح کی ہے؛ تقلید ممدوح اور تقلید مذموم۔ تقلید لغوی ممدوح ہے، علما جو عامی کے لئے تقلید جائز قرار دیتے ہیں، وہ یہی ہے۔ اور اصطلاحی تقلید مذموم ہے۔ یہ کسی کے لئے جائز نہیں، عقائد ہوں یا فروع ہر دو میں تقلید ممنوع اور ناجائز ہے۔ ائمہ اسلام نے اس کی مذمت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عقائد میں تقلید نہیں، فروع میں تقلید ہے، یہ محض دعویٰ ہے، حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقلید کی تعریف:

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِعْرَاضِ عَنْ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ وَاتِّخَاذِ رَجُلٍ بِعَيْنِهٖ مِعْيَارًا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَرْكِ النُّصُوصِ لِقَوْلِهٖ وَعَرْضِهَا عَلَيْهِ وَقَبُولِ كُلِّ مَا أَفْتٰى بِهٖ وَرَدِّ كُلِّ مَا خَالَفَهٗ .

”قرآن وسنت اور آثار صحابہ سے اعراض اور کسی خاص شخصیت کو اس پر معیار بنا لینا، پھر اس کی وجہ سے نصوص کو چھوڑ دینا، نصوص کو اس کے قول پر پیش کرنا اور صرف وہ نصوص قبول کرنا، جن پر اس شخصیت خاص نے فتوی دیا ہو اور اس کے مخالف تمام روایات کو رد کر دینا، (تقلید کہلاتا ہے)۔“

(إعلام المؤقعين : 2/177)

(سوال): کیا تقلید سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے؟

(جواب): تقلید جہالت ہے، اس سے علم یقینی حاصل نہیں ہوسکتا۔

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) لکھتے ہیں:

بَيَّنَ أَنَّهُمْ مُتَحَكِّمُونَ، وَلَا دَلِيلَ لَهُمْ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ أَمَرَهُمْ بِمَا ادَّعَوْا، وَقَدْ مَضٰى ذَمُّ التَّقْلِيدِ وَذَمُّ كَثِيرٍ مِّنْ جِهَالَاتِهِمْ، وَهٰذَا مِنْهَا .

”اس میں بیان ہوا ہے کہ وہ لوگ زبردستی حکم لگاتے ہیں، ان کے پاس اس دعوی پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ فحاشی کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ تقلید کی مذمت اور ان کی بہت ساری جہالتوں کی مذمت گزر چکی ہے، یہ بھی انہیں میں سے ایک ہے۔“

(تفسير القرطبي : 7/187)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مَا لَمْ يُتَبَيَّنْ وَلَمْ يُتَيَقَّنْ فَلَيْسَ بِعِلْمٍ، وَإِنَّمَا هُوَ ظَنٌّ، وَالظَّنُّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا .

''اس پر علما کا اجماع ہے کہ جو واضح اور یقینی نہ ہو، وہ علم نہیں ہوتا، وہ ظن ہوتا ہے اور ظن جو ہوتا ہے، حق سے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔''

(إعلام المؤقعين : 138/2)

سوال: تقلید کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیا کو مبعوث فرمایا، انہیں وحی کا پابند بنایا۔ اس نے وحی کی پیروی کی بجائے، خواہشات نفس کی پیروی شروع کر دی۔ کم ہمتی کا مظاہرہ کیا۔ اپنی عقل کی کمی پر دلیل قائم کر دی۔ یوں چشمہ نبوت سے سیراب نہ ہو سکا۔ انبیا کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا اور تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال لیا۔ تقلید کی کوکھ سے کئی برائیوں نے جنم لیا، حتی کہ کفر بھی تقلید کی پیداوار ہے۔ تعصب بھی تقلید کا نتیجہ ہے۔ اس سے بغاوت اور معصیت نے بھی جنم لیا ہے، تقلید کی وجہ سے شریعت کے احکام ومسائل کو الجھا دیا گیا ہے، مثلاً فقہ حنفی کی کتابوں کی بہ نسبت قرآن وحدیث کو سمجھنا بہت آسان ہے۔

بیسیوں آیات بینات اور احادیث مبارکہ سے تقلید کا بطلان کیا گیا ہے، کئی اہل علم نے تقلید کا رد کیا ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ نے شریعت کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اگر ایک امام ایک بات نہیں کہے گا تو وہی دوسرا امام کہہ دے گا۔ تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ امت نے اجماعی طور پر حق کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیا اور وہ ہمیشہ باطل رہ جائے۔تو لوگوں کے اعمال کی مصلحت اس میں نہیں ہے کہ وہ ایک ہی امام کے پیرو ہو کر رہیں اور اس کے قول سے انحراف تک نہ کریں،اس سے تقلید کا فساد بھی واضح ہو جاتا ہے اور اسی لئے بادشاہوں اور اہل حل وعقد نے جب دیکھا کہ لوگ تقلید محض پر کار بند ہوتے جا رہے ہیں،اپنے امام کے سوا کسی کی سنتے تک نہیں،تفرقے کا شکار ہو گئے ہیں۔تو بادشاہ حضرات ہر فرقے سے الگ الگ قاضی مقرر کرنے لگے۔تا کہ ایک امام کے قول پر رکے رہنے سے کوئی حق ضائع نہ ہو جائے۔تو ان باشاہوں کے مناسب یہ تھا کہ جب لوگوں کو فرقوں میں بٹتا دیکھتے تو ان کو منع کرتے،لیکن انہوں نے وہ کام کیا،جو الٹا فرقوں کے تعصب پر اصرار کا باعث بن گیا۔یہ اسلام کے ابتدائی ایام میں نہیں ہوا،بلکہ تقریبا سو برس بعد ہوا،نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی طاقت اللہ ہی کے لئے۔"

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة : 924/5)

❀ نیز فرماتے ہیں:

"آدمی امام ابوحنیفہ،مالک،احمد بن حنبل یا شافعی کا مقلد ہو،پھر وہ بعض مسائل میں اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے کے مذہب کو زیادہ قوی پائے اور اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ دے،تو یہ بہت بہتر ہوگا،اس کے دین وعدالت میں کوئی قدح نہیں کی جائے گی۔اس میں کوئی اختلاف نہیں،بلکہ یہ حق کے زیادہ قریب ہے اور اللہ ورسول کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے،بہ نسبت اس شخص کے جو رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کسی معین امام کے لئے تعصب دکھاتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سمجھتا ہے کہ اس کے امام کا قول ہی حق ہے، باقی ائمہ کا حق نہیں، ایسا شخص گمراہ ہے، گمراہ گر ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو نوبت اس کے کفر تک پہنچ جاتی ہے، تب اس سے توبہ کروائی جائے، اگر کر لے تو ٹھیک وگرنہ قتل کر دیا جائے، کیونکہ جب وہ کسی شخص معین کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیتا ہے کہ صرف اسی کا اتباع واجب ہے، دیگر ائمہ کی نہیں، تو وہ گویا اپنے امام کو رسول جیسا بنا دیتا ہے اور یہ کفر ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عامی پر کسی امام کی تقلید واجب ہے، بغیر یہ معین کئیکہ وہ زید ہے یا عمر ہے۔ تو جو شخص ائمہ سے محبت کرنے والا ہوتا ہے، ان کا دوست ہوتا ہے، وہ سب ائمہ کی بات سنتا ہے۔ تو جس کی بات موافق سنت ہو، قبول کر لیتا ہے۔ تو صحابہ اور ان کے بعد کے ائمہ متفقہ عقائد پر ہیں، اگرچہ ان کے درمیان بعض فروعات میں اختلاف ہوا ہے۔ لیکن ان کا اجماع قطعی حجت ہے۔ اللہ سب پر رحمت کرے۔ تو جو شخص کسی ایک امام کے لئے تعصب دکھاتا ہے، باقیوں کو چھوڑ دیتا ہے، اس کی مثال ان جیسی ہے، جو ایک صحابی کے لئے تعصب دکھاتے ہیں، باقیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جیسے نواصب، روافض اور خوارج کرتے ہیں۔''

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة : 2/542-542، الإتباع، ص 80)

❀ مزید لکھتے ہیں:

''اختلافی مسائل کو اللہ و رسول کی طرف لوٹانا واجب ہے، اللہ فرماتے ہیں:

''اگر تم کسی بھی مسئلہ میں اختلاف کا شکار ہو جاؤ، تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ۔'' اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب اس کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

رسول کی طرف لوٹانے سے مراد آپ کی زندگی میں آپ کی ذات کے پاس جانا تھا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کو دیکھا جائے گا۔ مقلدین ایسا مگر نہیں کرتے، بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ کسی امام نے کوئی بات کہہ دی ہے، بس اسی پر جمے رہتے ہیں، نہیں دیکھتے کہ اس کے مخالف بھی کوئی قول موجود ہے یا نہیں، بلکہ امام کی نص تو گویا ان کے نزدیک شریعت کی نص ہے، حالانکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کے مذہب کی کتابوں میں اصحاب فتاویٰ کے اقوال ہوتے ہیں اور امام سے اس سلسلہ میں کچھ منقول ہی نہیں ہوتا۔“

(الإتّباع، ص 31)

سوال: بعض لوگ مندرجہ ذیل آیت سے تقلید کا جواز ثابت کرتے ہیں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾

(الفاتحة: 6-7)

”(اللہ!) سیدھے رستے کی طرف ہماری رہنمائی کر، ان لوگوں کا رستہ، جن پر تیرا انعام ہے۔“

اس استدلال کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اس آیت کریمہ میں منعم علیہم کے راستے کو صراط مستقیم کہا گیا ہے، ان کی پیروی کی توفیق مانگی گئی ہے، یہ قرآن وسنت کا متفقہ فہم ہے، جسے اہل حق نے اختیار کر رکھا ہے۔ تقلید تو کافر قوموں کا شعار رہا ہے، اس میں کجی ہے، اس لیے تقلید راہِ حق نہیں۔ علمائے حق نے تقلید سے منع کیا ہے۔

❀ علامہ رازی رحمہ اللہ (606ھ) ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ سب (نصوص) تحقیق، استدلال اور تفکر کے وجوب اور تقلید کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں، لہٰذا جو شخص استدلال اور تحقیق کی دعوت دیتا ہے، وہ قرآن اور انبیا کے دین کے موافق ہے اور جو تقلید کی دعوت دیتا ہے، وہ قرآن کے خلاف ہے اور دینِ کفار کے موافق ہے۔“

(تفسير الرازي: 327/2)

❀ مزید لکھتے ہیں:

”اگر قرآن میں صرف یہی آیات ہوتیں، تو یہ تقلید کے ابطال کے لیے کافی تھیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ یہ کفار اپنے عقائد کے ثبوت پر کسی عقلی یا نقلی دلیل سے تمسک نہیں کرتے، نیز یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ان کے نظریات کی بنیاد محض اپنے آبا اور اسلاف کی تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام باتیں بہ طور مذمت اور عیب کے ذکر کیں ہیں، اس سے تقلید کا بطلان ہوتا ہے۔“

(تفسير الرّازي: 27/627۔ 628)

سوال: تقیہ کیا ہے؟

جواب: تقیہ شیعہ مذہب کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ شیعہ تقیہ کو ضروریات دین کا درجہ دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک تقیہ نہ کرنے والا تارک نماز کی مانند ہے۔ تقیہ کے ذریعہ یہ لوگ اپنے باطن میں کفر محض رکھتے ہیں اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ نفاق کی بری صورت ہے۔

❀ جعفر صادق رحمہ اللہ (۱۴۸ھ) سے منسوب کیا جاتا ہے:

إِنَّ تِسْعَةَ أَعْشَارِ الدِّينِ فِي التَّقِيَّةِ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَّا تَقِيَّةَ لَهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ ہے،جس نے تقیہ نہیں کیا،اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں۔“(أصول الكافي للكُلَيْني : 2/217)

شیعہ اُصول حدیث کے مطابق یہ قول صحیح ہے۔

❀ شیعہ عالم،ابن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) نے لکھا ہے:

اَلتَّقِيَّةُ وَاجِبَةٌ لَا يَجُوزُ رَفْعُهَا إِلٰى أَنْ يَّخْرُجَ الْقَائِمُ، فَمَنْ تَرَكَهَا قَبْلَ خُرُوجِهٖ فَقَدْ خَرَجَ عَنْ دِينِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَنْ دِينِ الْإِمَامِيَّةِ وَخَالَفَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَالْأَئِمَّةَ .

”تقیہ واجب ہے، جب تک قائم (شیعہ کا آخری امام) کا خروج نہیں ہوتا، تقیہ کو ترک کرنا جائز نہیں۔جس نے امام کے خروج سے پہلے تقیہ کو ترک کیا، وہ اللہ کے دین اور مذہب امامیہ سے خارج ہو گیا اور اس نے اللہ،اس کے رسول اور ائمہ (معصومین) کی مخالفت کی۔“

(الاعتقادات، ص 114

شیعہ مذہب کی حقیقت تقیہ ہے۔ یہ اس حقیقت کو اختیار کرتے ہوئے اپنے کفریہ عقائد واعمال کو چھپاتے ہیں اور خود کو امت مسلمہ ظاہر کرتے ہیں۔شیعہ قرآن کریم کے بارے میں بالاتفاق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن میں نقص واقع ہو گیا ہے۔جب شیعہ سے پوچھا جائے،تو تقیہ کرتے ہوئے فوراً قرآن کو غیر محرف بتاتے ہیں۔اسی طرح اہل سنت کی کتب میں موجود احادیث کا انکار کرتے ہیں،لیکن جب ان سے پوچھا جائے،تو تقیہ کرتے ہوئے اقرار کرتے ہیں۔اصحاب رسول ﷺ،خصوصاً اصحاب ثلاثہ،سیدنا ابو بکر،سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کو مرتد کافر اور غاصب سمجھتے ہیں،لیکن تقیہ کی وجہ سے برملا اس کا اظہار

” محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے۔شیعہ اپنے ائمہ معصومین کو نبی کریم ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فائق سمجھتے ہیں، لیکن تقیہ کرتے ہوئے سرعام اس کا اظہار نہیں کرتے۔

چونکہ کفریہ اعتقادات میں شیعہ تقیہ کرتے ہیں اور اہل سنت کے موافق عقیدے کا اظہار کرتے ہیں، اس لیے عوام ان کے متعلق بہتر رائے رکھتی ہے۔

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”روافض میں نفاق اور زندیقیت باقی تمام (باطل) فرقوں سے زیادہ ہے۔ بلکہ ہر رافضی میں نفاق کا ایک شعبہ ضرور پایا جاتا ہے۔کیونکہ نفاق کی اساس وبنیاد جھوٹ ہے اور زبان سے ایسی بات کرنا ہے، جو دل میں نہ ہو۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ زبان سے ایسی بات کرتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہوتی۔روافض اسے اپنے دین کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اس کا نام ”تقیہ“ رکھتے ہیں۔......اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اور دوسرے مومنوں کو اس سے بچائے رکھا، بلکہ وہ تو سب سے زیادہ سچے اور حقیقی ایمان والے لوگ تھے۔ان کے دین کی بنیاد تقویٰ پر تھی، نہ کہ تقیہ پر۔اللہ تعالیٰ کے فرمان:﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ (آلُ عِمْرَان : ۲۸) ”مومنوں کو چاہیے کہ وہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بنائیں۔جس نے ایسا کیا، تو اسے اللہ تعالیٰ کی حمایت نہیں، الا یہ کہ کفار سے بچاؤ مقصود ہو۔“ میں کفار سے بچاؤ کا حکم دیا گیا، نہ کہ نفاق اور جھوٹ کا حکم دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے کلمہ کفر بولنا مباح کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، جس کو کفریہ کلمہ بولنے پر مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ لیکن اہل بیت کے کسی فرد کو مجبور نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اہل بیت یا کسی اور کو اپنی بیعت پر مجبور نہیں کیا، چہ جائیکہ انہیں اپنے مدح وثنا پر مجبور کیا ہو۔ بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت صحابہ کرام کے فضائل کا اظہار کرتے تھے، ان کی تعریف وستائش کرتے تھے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے تھے۔ کسی صحابی نے انہیں کسی کام پر مجبور نہیں کیا، اس پر سب کا اتفاق ہے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں ایسے بہت سے افراد موجود تھے، جو ایمان وتقویٰ میں سیدنا علی بن ابی طالب اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے کم تر تھے۔ وہ ان حکمرانوں کے کئی اقدامات کو ناپسند کرتے تھے، وہ ان کی مدح وثنا نہیں کرتے تھے، نہ انہیں اپنے قریب کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ لوگ ان سے خوف نہیں کھاتے تھے اور نہ وہ حکمران انہیں مجبور کرتے تھے۔ جبکہ سب کا اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین کے متعلق یہ کہنا بہت بعید ہے کہ وہ لوگوں کو مجبور کرتے ہوں اور اطاعت (نہ کرنے پر) سزا دیتے ہوں۔ جب (اُموی اور عباسی) حکمرانوں کے دور میں لوگوں کو مجبور نہیں کیا گیا کہ وہ ایسی بات کہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہے۔ تو خلفائے راشدین کے دور کے لوگوں کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں ایسی باتیں، بلکہ جھوٹ کہنے، جھوٹی گواہی دینے اور کفر کا اظہار کرنے پر مجبور کر دیا گیا، جیسا کہ روافض کہتے ہیں، حالانکہ انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ جس (تقیہ) کی بنیاد پر روافض (جھوٹا) اظہار کرتے ہیں، اس کی بنیاد جھوٹ، نفاق اور زبان سے ایسی بات کہنا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو دل میں نہ ہو۔ یہ مومن کو کلمہ کفر پر مجبور کرنے کی قبیل سے نہیں ہے۔''

(مِنهاج السُّنّة النّبويّة : 2/46-48)

سوال: کیا نکاح متعہ کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حرام کیا؟

جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ حلال ہی تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کو حرام قرار دیا تھا۔ ان کے دلائل کا جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ، الْأَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ، فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض متعہ کیا کرتے تھے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کے معاملے میں ہمیں اس سے منع فرما دیا۔''

(صحیح مسلم : 16/1405)

اس حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں متعہ سے روکا، یہ نہیں کہ انہوں نے خود اسے حرام کیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعہ کی حرمت معلوم نہیں ہو سکی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر معلوم ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں متعہ سے روکا، تو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کر دیا تھا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔“

(سنن ابن ماجه : 1963، مسند البزّار : 183، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعہ کی اجازت دینے کے بعد اس سے منع کرنا سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے، جبکہ ممانعت کے بعد اس کی اجازت ثابت نہیں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ سے منع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کی موافقت میں تھا۔ یہ بات تب سمجھ میں آتی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متعہ کرتے رہے اور انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روکا، ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے روکنے کا عمل اپنے اجتہاد سے نہیں کیا تھا، بلکہ اس ممانعت کی دلیل انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کو ہی بنایا تھا۔ اس کی صراحت سنن ابن ماجہ کی اس روایت میں ہے، جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اس سے (ہمیشہ کے لیے) منع فرما دیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 172/9)

نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی متعہ شریعت اسلامیہ میں منسوخ اور حرام تھا، اسی لیے تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر اس کے قائل ہو گئے، ورنہ جس چیز کی رخصت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے کیسے حرام کر سکتے ہیں اور ان کے کہنے پر دوسرے صحابہ اس سے کیونکر رک سکتے ہیں؟

❀ امام طحاوی رحمہ اللہ (321ھ) فرماتے ہیں:

”رہا سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ ہم متعہ کرتے رہے، یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روک دیا، تو ممکن ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعہ سے روکنا معلوم نہ ہوا ہو اور اس ممانعت کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے ہی ہوا ہو۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع میں مباح کردہ عمل سے رک جانا دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کا منسوخ اور حرام ہونا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) ثابت ہو چکا تھا۔“

(شرح معاني الآثار : 26/3)

سوال: کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے؟

جواب: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بچوں میں سے سب سے پہلے اسلام لائے۔

❀ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ فِي مَوضِعٍ آخَرَ : أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ادا کی، دوسری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جگہ فرمایا: (بچوں میں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 371/4، فضائل الصّحابة للنّسائي : 34، سنن التّرمذي : 3735، وسنده حسنٌ)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' امام حاکم (143/3) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ مورخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، ابھی تلک وہ بالغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے، اس سلسلے میں بیان کی جانے والی حدیث ثابت نہیں، درست یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آزادکردہ غلاموں میں سب سے اول مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔''

(البداية والنهاية :31/11)

سوال: اگر کوئی نماز میں سجدہ تلاوت والی آیات پڑھے اور سجدہ تلاوت کے بغیر رکوع کرلے، تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے۔ سجدہ تلاوت مشروع و مستحب ہے، واجب نہیں۔ احناف کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے، اگر کوئی سجدہ تلاوت کے بغیر رکوع میں چلا گیا اور رکوع کو سجدہ کے قائم مقام نہ سمجھا، تو ان کے نزدیک نماز نہ ہوگی۔ یہ بے دلیل اور بدعی مؤقف ہے۔ اسلاف امت میں اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۹)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: اللہ تعالیٰ کے لیے عقیدہ ''بداء'' رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے عقیدہ ''بداء'' رکھنا جائز نہیں۔

❁ علامہ ابن قرقول رحمہ اللہ (۵۶۹ھ) ''بداء'' کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

هُوَ ظُهُورُ شَيْءٍ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ ظَهَرَ قَبْلُ .

''ایک چیز جو پہلے ظاہر نہ تھی، اس کا بعد میں ظاہر ہونا۔''

(مَطالع الأنوار: 460/1)

❁ علامہ شہرستانی رحمہ اللہ (۵۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْبَدَاءُ لَهٗ مَعَانٍ؛ اَلْبَدَاءُ فِي الْعِلْمِ وَهُوَ أَنْ يَظْهَرَ لَهٗ خِلَافُ مَا عَلِمَ؛ وَلَا أَظُنُّ عَاقِلًا يَعْتَقِدُ هٰذَا الْاِعْتِقَادَ، وَالْبَدَاءُ فِي الْإِرَادَةِ، وَهُوَ أَنْ يَظْهَرَ لَهٗ صَوَابٌ عَلٰى خِلَافِ مَا أَرَادَ وَحَكَمَ، وَالْبَدَاءُ فِي الْأَمْرِ: وَهُوَ أَنْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ، ثُمَّ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ آخَرَ بَعْدَهٗ بِخِلَافِ ذٰلِكَ .

''بداء کے کئی معانی ہیں: ① علم میں بداء: وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر وہ بات واضح ہو، جو اس کے علم کے خلاف ہے۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی صاحب عقل اللہ تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ ② ارادہ میں بداء: وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اپنے ارادے اور فیصلے کے خلاف درست بات ظاہر ہو۔ ③ امر میں بداء: وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دے، بعد میں اس کے خلاف کسی اور چیز کا حکم دے دے۔''

(المِلَل والنِّحَل: 148/1)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ؛ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمٰى، بَدَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ ......

''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کو کوڑھ کا مرض تھا، دوسرا گنجا تھا اور تیسرا نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کی آزمائش کرے......۔''

(صحيح البخاري: 3464، صحيح مسلم: 2964)

حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بعض راویوں نے «بَدَا لِلّٰهِ» کے الفاظ بیان کیے ہیں، یہ غلطی ہے۔ درست الفاظ «بَدَا اللّٰهُ» ہیں۔

(أعلام الحديث: 1569/3)

اگر کوئی «بَدَا لِلّٰهِ» کے الفاظ کو درست بھی سمجھے، تب بھی ان کا معنی ارادہ کرنے کا ہے۔

❀ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) «بَدَا لِلّٰهِ» کا معنی بیان کرتے ہیں:

سَبَقَ فِي عِلْمِ اللّٰهِ، فَأَرَادَ فِعْلَهٗ وَإِظْهَارَهٗ فِي الْخَارِجِ.

''یہ پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کے کرنے کا ارادہ کر لیا اور اسے دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 619/19)

❁ اس معنی کی تائید صحیح مسلم (۲۹۶۴) کے ان الفاظ سے ہوتی ہے:

...... فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ ....

''......اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا۔......''

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے ''بدا'' بمعنی ارادہ جائز ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل دو معارض روایتوں کے درمیان تطبیق کیا ہے؟

❁ جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ : وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلّٰى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ، فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ .

''(پہلی اُمتوں میں) ایک شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ میرے نام کی قسم دے کر کہے کہ میں فلاں کو معاف نہیں کروں گا، میں نے اُسے معاف کر دیا ہے اور تیرے اعمال بے وقعت کر دیے ہیں۔''

(صحيح مسلم :2621)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ .

''یقیناً اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 2703، صحيح مسلم : 1675)

جواب: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جائز اور حق کام کے لیے قسم کھانے کے متعلق ہے، جبکہ سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ناجائز اور ناحق قسم کھانے کے متعلق ہے، کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کی وسعت سے ناواقف ہو کر اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھاتا ہے، دوسرے لفظوں میں وہ اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہہ دیتا ہے، جو اسے نہیں کہنی چاہیے تھی، جس بنا پر اس کی قسم جھوٹی ہو جاتا ہے اور اس کا ناک خاک آلود ہو جاتا ہے۔

کوئی اللہ تعالیٰ پر حکم جاری نہیں کرسکتا، کسی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو فلاں جرم کی وجہ سے معاف نہیں کرے گا، کیونکہ اللہ کے بندے اللہ کی مشیئت اور ارادہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے ہم نیکوکاروں کے لیے اُمید رکھ سکتے ہیں اور گناہ گاروں کے بارے میں اللہ کے عذاب سے ڈریں گے، کسی معین شخص کے بارے میں حتمی اور قطعی طور پر جنتی یا جہنمی کا دعویٰ نہیں کرسکتے، البتہ کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں نص قائم ہو چکی ہو، تو اسے بالجزم جنتی یا جہنمی کہہ سکتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ يَتَأَلَّى عَلَى اللّٰهِ يُكَذِّبْهُ .

”جو اللہ تعالیٰ پر (ناحق) قسم اٹھائے گا، اللہ اسے جھوٹا کردے گا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 297/13، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: مندرجہ ذیل واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟

”ایک چرواہے نے جوش محبت میں اپنے اللہ سے باتیں کیں کہ آپ مجھے مل جاویں، تو پاؤں دباؤں اور دودھ پلاؤں، وہ خدا کو اتنا پیارا ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الفاظ پر نظر کر کے اس کو گستاخ قرار دیا اور ایسے الفاظ سے روکا، تو حق تعالیٰ کا سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم ہوا:

؎ تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

''تم تو سب کو ہم سے ملانے کے واسطے آئے، ہم سے جدا کرنے کے لیے نہیں آئے۔''

(تذکرۃ الخلیل، از محمد عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی، ص249)

جواب: یہ محض جھوٹ ہے۔ بعض لوگ دین میں انتہائی غیر محتاط ثابت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام پر بے دریغ جھوٹ باندھتے ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي ....

''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد انہیں تنقید کا نشانہ مت بنانا......۔''

(سنن الترمذي : 3862)

جواب: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ عبد الرحمٰن بن زیاد (اس کے نام میں اختلاف ہے۔) ''مجہول الحال'' ہے، صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''الثقات (۵/ ۱۷)'' میں ذکر کیا ہے۔

سوال: کیا سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے بعد از وفات کلام کرنا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنا ثابت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الْأَمِينُ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ ضَعِيفًا فِي جِسْمِهٖ، قَوِيًّا فِي أَمْرِ اللّٰهِ، صِدْقٌ صِدْقٌ، وَكَانَ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ.

''ابوبکر صدیق وامین، خلیفۂ رسول رضی اللہ عنہ جسمانی طور پر کمزور ہیں، مگر اللہ کے حکم (کو اختیار و نافذ کرنے) میں قوی ہیں۔ یہ حق ہے، یہ حق ہے اور یہ بات پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔''

(من عاش بعد الموت لابن أبي الدّنيا، ص 22، دلائل النّبوة للبيهقي: 56/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا قِصَّةُ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَكَلَامُهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَشَهَادَتُهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ بِالصِّدْقِ، فَمَشْهُورَةٌ مَرْوِيَّةٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ صَحِيحَةٍ.

''سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا قصہ اور آپ رضی اللہ عنہ کا وفات کے بعد کلام کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی صداقت کی گواہی دینا، بہت ساری صحیح روایات سے مروی ہے۔''

(البداية والنّهاية: 393/9)

سوال: صحابی کی کیا تعریف ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا وَقَفْتُ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الصَّحَابِيَّ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ، وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدْخُلُ فِيمَنْ لَقِيَهُ مَنْ طَالَتْ مُجَالَسَتُهُ لَهُ أَوْ قَصُرَتْ، وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَرْوِ، وَمَنْ غَزَا مَعَهُ أَوْ لَمْ يَغْزُ، وَمَنْ رَآهُ رُؤْيَةً وَلَوْ لَمْ يُجَالِسْهُ، وَمَنْ لَمْ يَرَهُ لِعَارِضٍ كَالْعَمٰى .

''میرے مطابق صحابی کی سب سے صحیح تعریف یہ ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور حالت اسلام میں وفات پائی ہو۔ ملاقات کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی داخل ہیں، جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں لمبا عرصہ گزارہ اور وہ بھی شامل ہیں، جنہوں نے تھوڑا عرصہ گزارا، نیز وہ صحابہ بھی شامل ہیں، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی اور وہ بھی، جنہوں نے حدیث بیان نہیں کی، وہ بھی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوہ کیا اور وہ بھی، جنہوں نے غزوہ نہیں کیا، وہ بھی جنہوں نے محض دیدار کیا، مگر مجلس اختیار نہیں کی اور وہ بھی جنہوں نے کسی عارضے کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں کیا، جیسے نابینا ہونا۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة :158/1)

سوال: کیا صحیح بخاری کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف متواتر ہے؟

جواب: جی ہاں، صحیح بخاری متواتر کتاب ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُتَوَاتِرٌ عَنْهُ .

”صحیح بخاری، امام بخاری رحمہ اللہ سے متواتر ثابت ہے۔“

(التّوضیح لشرح الجامع الصّحیح : 23/2، المُعِین في تَفَهُّم الأربعین، ص 76)

سوال: کیا صحیح مسلم کی نسبت امام مسلم رحمہ اللہ سے متواتر ہے؟

جواب: صحیح مسلم، امام مسلم رحمہ اللہ سے متواتر ثابت ہے۔

❀ شارحِ مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

صَحِيحُ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي نِهَايَةٍ مِّنَ الشُّهْرَةِ وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ عَنْهُ مِنْ حَيْثُ الْجُمْلَةِ فَالْعِلْمُ الْقَطْعِيُّ حَاصِلٌ بِأَنَّهٗ تَصْنِيفُ أَبِي الْحُسَيْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ .

”امام مسلم رضی اللہ عنہ کی ”صحیح“ انتہائی مشہور کتاب ہے، مجموعی طور پر یہ امام رحمہ اللہ سے متواتر ثابت ہے، اس کا امام مسلم رحمہ اللہ کی تصنیف ہونا علم قطعی ویقینی سے معلوم ہے۔“

(شرح النّووي : 11/1)

❀ علامہ بقاعی رحمہ اللہ (٨٨٥ھ) فرماتے ہیں:

تَخْتَصُّ الْكُتُبُ السِّتَّةُ الْمَشْهُورَةُ كَأَبِي دَاوُدَ مَثَلًا بِأَنَّا لَا نَحْتَاجُ فِيهَا إِلٰى إِسْنَادٍ خَاصٍ مِّنَّا إِلٰى مُصَنِّفِيهَا، فَإِنَّهٗ تَوَاتَرَ عِنْدَنَا أَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ تَصْنِيفُ أَبِي دَاوُدَ مَثَلًا حَتّٰى لَوْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ، حَصَلَ لِطُلَّابِ هٰذَا الْفَنِّ مِنَ الْاِسْتِخْفَافِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِعَقْلِهِ، مَا يَحْصُلُ لَوْ قَالَ : لَمْ يَكُنْ فِي الْأَرْضِ بَلَدٌ تُسَمّٰى بَغْدَادُ، وَعَنِ الْإِمَامِ نَجْمِ الدِّينِ الزَّاهِدِيِّ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّهٗ قَالَ فِي «الْقِنْيَةِ» : إِنَّ الْكُتُبَ الْمَشْهُورَةَ لَا يُحْتَاجُ فِيهَا إِلٰى إِسْنَادٍ خَاصٍ، بَلْ يُقْطَعُ بِنِسْبَتِهَا إِلٰى مَنِ اشْتُهِرَتْ عَنْهُ .

''حدیث کی کتب ستہ مثلاً سنن ابی داود کا خاصہ ہے کہ ہمیں ان کتب کی ان کے مصنفین تک سندوں کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہمارے نزدیک یہ بات متواتر ثابت ہے کہ مثلاً سنن ابی داود، امام ابوداود رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرے، تو فن حدیث کے طالب علموں کو چاہیے کہ ایسے شخص کی عقل کا مذاق اُڑائیں، جیسے اس شخص کی عقل کا مذاق اُڑانا بنتا ہے کہ جو کہے: ''کرۂ ارض پر ''بغداد'' نام کا کوئی شہر نہیں ہے۔'' حنفی امام نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''القنیہ'' میں فرمایا ہے: ''مشہور کتب کے لیے خاص سند کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ جو کتاب جس امام سے مشہور ہو جائے، ہم قطعیت کے ساتھ اس کتاب کی نسبت اس کی طرف کر سکتے ہیں۔''

(النُّكت الوفِيّة بما في شرح الألفيّة: 1/169-170)

❀ علامہ ابوالبقاء ہاشمی رحمہ اللہ (٦٦٨ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّوَاتُرُ لَا سَبِيلَ إِلٰى رَدِّهٖ .

''تواتر کو کسی صورت رد نہیں کیا جا سکتا۔''

(تخجيل من حرّف التّوراة والإنجيل: 2/541)

سوال: کیا کسی دیوبندی عالم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ''غیر فقیہ'' کہا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: جی ہاں، علامہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب (۱۳۵۳ھ) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو "غیر فقیہ" قرار دیا ہے۔

(الكوكب الدُّرّي على جامع التّرمذي :309/1)

سوال: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کی تعزیر (۸۰) کوڑے مقرر کی؟

جواب: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مشورہ سے شراب کی تعزیر میں (۸۰) کوڑے لگائے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جس نے شراب پی تھی، تو آپ نے اسے دو چھڑیوں کے ساتھ تقریبا چالیس کوڑے لگائے۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سزا دی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہلکی ترین سزا (۸۰) کوڑے ہے۔"

(صحيح البخاري : 6773، صحيح مسلم : 1706)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ، وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، وَعُمَرُ ثَمَانِينَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ .

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (شرابی کو) چالیس (۴۰) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اَسی (۸۰) کوڑے لگائے۔ یہ سب سنت ہے، مگر میرے نزدیک چالیس (۴۰) کوڑے مارنا زیادہ محبوب ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(صحیح مسلم : 1707)

سوال: کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے۔

❁ امام عبداللہ بن ادریس اودی رحمہ اللہ (۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:

كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ .

”جھوٹا ہے وہ شخص، جو کہتا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے، نہ گھٹتا ہے۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 516/15، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

...... فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ ....

”......اللہ تعالیٰ جہنم سے مٹھی بھرے گا اور ایسے لوگوں کو باہر نکال لے گا، جنھوں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا......۔“

(صحيح مسلم : 183)

جواب: اس سے مراد وہ مؤحدین ہیں، جنھوں نے صرف ایمان قبول کیا، مگر کوئی نیکی نہیں کی، یا نیکیاں تو کمائیں، مگر ان میں اخلاص نہیں تھا۔

سوال: احناف جمعہ کی اذان سے پہلے سنتوں کے لیے وقت دیتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: احناف خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ کرتے ہیں، خطبہ سے پہلے وعظ کرنا ثابت

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ اس کے بعد اذان دیتے ہیں، پھر سنتوں کے لیے وقت دیتے ہیں، یہ طریقہ نبی کریم ﷺ یا کسی صحابی سے ثابت نہیں، بلکہ صحیح احادیث کے خلاف بھی ہے، نیز اسلاف امت اس سے ناواقف تھے۔

چونکہ احناف کے نزدیک جمعہ سے پہلے چار سنتیں مؤکدہ ہیں، اس سے وہ سنتوں کے لیے وقت دیتے ہیں، جبکہ خطبہ جمعہ سے پہلے نماز کی رکعات متعین نہیں، نیز یہ مؤکدہ بھی نہیں۔

سوال: امام ابن حبان رحمہ اللہ اپنی کتاب الثقات میں بعض راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ وَلَا ابْنُ مَنْ هُوَ .

”میں اسے اور اس کے باپ کو نہیں جانتا۔“

جب امام رحمہ اللہ راوی اور اس کے باپ سے ہی واقف نہیں، تو پھر ”الثقات“ میں کیسے ذکر کر دیا؟

جواب: یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کمال علمی دیانت ہے۔ ایک راوی کو خود نہیں جانتے، مگر اس کی توثیق کسی دوسرے محدث سے معلوم کر رکھی ہے، اس کے اعتماد پر ”الثقات“ میں ذکر کر دیتے ہیں۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلظَّاهِرُ أَنَّهُ اعْتَمَدَ فِي تَوْثِيقِهِ عَلَى غَيْرِهِ .

”ظاہر ہے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس راوی کی توثیق میں دوسروں پر اعتماد کیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد: 230/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نبی کریم ﷺ سے ذوالحجہ کی تکبیرات کے الفاظ ثابت ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے تکبیرات ذوالحجہ کے الفاظ ثابت نہیں۔اس بارے میں مروی تمام مرفوع روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❀ سنن دارقطنی (۲/۵۰) والی مرفوع روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔اس میں عمرو بن شمر ''متروک وکذاب'' ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَكْثِرُوا فِيهَا مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ .

''عشرہ ذوالحجہ میں بکثرت تسبیح وتحمید بیان کریں۔''

(مستخرج أبي عوانة : 3024)

سند ضعیف ہے۔اس سند میں موسیٰ بن ابی عائشہ کا ذکر ہے، یہ راوی کی خطا ہے۔ دراصل یہاں یزید بن ابی زیاد ہے،جیسا کہ دیگر تمام سندوں میں مذکور ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس سند کو محفوظ قرار دیا ہے،جس میں یزید بن ابی زیاد ہے۔

(علل الدّارقطني : 376/12)

یزید بن ابی زیاد سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز مدلس بھی ہے۔لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

سوال: کیا ذوالحجہ کی تکبیرات میں اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کے الفاظ ثابت ہیں؟

جواب: یہ الفاظ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں:

(مصنّف ابن أبي شيبة : 167/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

نوٹ:

تکبیرات میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی پر مبنی کوئی بھی الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں۔

سوال: کیا مسافر ذوالحجہ کی تکبیرات کہیں گے؟

جواب: مسافر اور مقیم سب کے لیے ذوالحجہ کی تکبیرات پڑھنا مستحب ہے۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

يُكَبِّرُ النَّاسُ فِي الْآفَاقِ وَالْحَضَرِ وَالسَّفَرِ كَذٰلِكَ، وَمَنْ يَحْضُرُ مِنْهُمْ الْجَمَاعَةَ، وَلَمْ يَحْضُرْهَا وَالْحَائِضُ وَالْجُنُبُ وَغَيْرُ الْمُتَوَضِّيءِ فِي السَّاعَاتِ مِنْ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ .

''تمام علاقوں کے لوگوں کو سفر و حضر میں تکبیرات پڑھنی چاہیے، کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھے یا بغیر جماعت کے۔اسی طرح حائضہ، جنبی اور بے وضو دن رات کی ہر گھڑی میں تکبیرات کہیں۔''

(کتاب الأمّ: 275/1)

سوال: قرآن کریم کی تلاوت پر کتنا اجر ملتا ہے؟

جواب: قرآن کریم افضل ذکر ہے، اس کی تلاوت عبادت ہے، اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ ﴿الم﴾ حَرْفٌ، وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ.

”جس نے قرآن کریم میں سے ایک حرف پڑھا، اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا اجر دس گنا لکھا جاتا ہے، میں نہیں یہ نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے، بلکہ ”الف“ الگ حرف ہے، ”لام“ الگ حرف ہے اور ”میم“ الگ حرف ہے۔“

(سنن الترمذي: 2910، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

سوال: کیا نماز جمعہ اور نماز عید کی قرأت میں سورت اعلیٰ اور سورت غاشیہ پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: مسنون ہے کہ نماز جمعہ اور نماز عید کی قرأت میں سورت اعلیٰ اور سورت غاشیہ پڑھی جائے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید میں سورت اعلی اور سورت غاشیہ پڑھا کرتے تھے، اگر عید اور جمعہ اکٹھے آجاتے تو دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے۔“

(صحيح مسلم: 878، المنتقى لابن الجارود: 265)

سوال: کیا قرآن کو خوب صورت آواز میں پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: قرآن کو جتنا ہو سکے، خوبصورت آواز میں پڑھنا چاہیے، الفاظ کے مخارج و تجوید کا خیال رکھنا چاہیے۔

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْآنَ حُسْنًا .

”قرآن کو اپنی آوازوں سے خوبصورت بنائیں، کیونکہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن کو چار چاند لگا دیتی ہے۔“

(سنن الدّارمي : 3544، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: قرآن کی تلاوت اونچی آواز میں کرنی چاہیے یا پست آواز میں؟

جواب: اونچی اور پست دونوں طرح تلاوت جائز ہے، بہتر ہے کہ قرآن کی تلاوت کرتے وقت آواز نہ بہت زیادہ اونچی ہو، نہ بالکل پست، بلکہ درمیانی آواز میں تلاوت کرنی چاہیے۔ اگر اونچی آواز میں تلاوت کرنے سے کسی کے آرام میں خلل آئے، تو آواز آہستہ رکھنی چاہیے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ قِرَاءَ ةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهٗ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت اس قدر بلند تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تلاوت کر رہے ہوتے اور صحن میں سنائی دیتی۔“

(سنن أبي داوٗد : 1327، شمائل التّرمذي : 322، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کبھی بلند اور کبھی آہستہ آواز سے قراءت کرتے تھے۔“

(سنن أبي داوٗد : 1328، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1159)، امام ابن حبان (2603) اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(310/1) نے ''صحیح'' کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ آہستہ آواز سے قراءت کررہے تھے،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! میں آپ کے پاس سے گزرا،آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔عرض کیا: اللہ کے رسول! جس ذات سے سرگوشی کررہا تھا،اسے میں نے اپنی بات سنادی ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا،آپ بلند آواز سے قراءت کررہے تھے۔عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس سے سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! آپ اپنی آواز قدرے بلند کیجیے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کیجیے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1329، سنن التِّرمِذي : 447، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1161) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (733) نے ''صحیح'' کہا ہے۔امام حاکم رحمہ اللہ (310/1) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا سال میں ایک مرتبہ مکمل قرآن کریم کی تلاوت واجب ہے؟

جواب: سال میں ایک مرتبہ قرآن کریم مکمل پڑھنا واجب نہیں۔ جتنا پڑھا جائے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گا، اتنا مفید ہے۔

سوال: تلبیہ کے کیا الفاظ ہیں؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ تلبیہ پڑھتے تھے: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ”میں حاضر ہوں الٰہی! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور ہر قسم کی بادشاہت تیرے لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔“

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے تلبیہ میں یہ الفاظ زیادہ کرتے تھے: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ . ”میں حاضر ہوں، تیری اطاعت میں سعادت ہے، تمام بھلائیاں تیرے ہاتھوں میں ہیں، آپ ہی مطلوب ہیں اور تمام عمل آپ پر منتہی ہیں۔“

(صحيح البخاري : 1549، صحيح مسلم : 1184، المنتقى لابن الجارود : 434)

سوال: کیا تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا چاہیے؟

جواب: تلبیہ پڑھتے وقت آواز قدرے بلند ہونی چاہیے۔

سوال: حاجی کو عرفہ میں قیام کے دوران کیا پڑھنا چاہیے؟

جواب: سب سے بہتر دعا یوم عرفہ کی ہے، لہٰذا اس دن بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیئے، خوب لگن و دل جمعی سے دعا کرنی چاہیئے، زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن، ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہنا چاہیئے، اپنے لئے بھی دعائیں کرے، دوسروں کو اپنی دعاؤں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں شامل کرے، اپنے والدین، اساتذہ، عزیز واقارب اور دوست واحباب کے لئے دل کھول کر دعائیں کرنی چاہیئے۔

اس جگہ بکثرت تلبیہ پڑھنا چاہیئے، رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جائے اور خوب دعا و ذکر میں گریہ زاری کے ساتھ محو ہونا مستحب ہے، یہ وہ مقام ہے، جہاں آنسو بہانا، لغزشیں معاف اور مرادیں پوری ہونے کی امید کی جاتی ہے، بلاشبہ یہ نہایت عظیم مقام ووقوف اور بلند پایہ بابرکت اجتماع ہے، اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے صالحین ومخلصین بندے اور برگزیدہ لوگ یکجا ہوتے ہیں، یہ دنیا کے دیگر اجتماعات کی بہ نسبت نہایت عظیم ومقدس اجتماع ہے، اس مقام پر کی جانے والی دعاؤں میں چند پسندیدہ دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(البقرۃ: ۲۰۱)

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔“

سوال: کیا ساری رات قیام کرنا جائز ہے؟

جواب: کبھی کبھار پوری رات قیام کرنا جائز ہے، مگر اسے معمول نہیں بنانا چاہیے۔

❀ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

”مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ساری رات قیام کرتے اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، کیا ایسا ہی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: جب آپ ایسے کریں گے تو آنکھ بیٹھ جائے گی اور آپ کمزور پڑ جائیں گے۔ جان کا آپ پر حق ہے، گھر والوں کا آپ پر حق ہے، لہٰذا روزہ رکھیں بھی اور چھوڑیں بھی، قیام بھی کریں اور سو بھی لیا کریں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 1153؛ صحيح مسلم : 186/1159)

❁ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات نماز پڑھی اور فجر تک پڑھتے رہے، سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آج آپ نے جو نماز پڑھی ہے، ایسی نماز پڑھتے میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جی ہاں! اس نماز میں شوق اور خوف کی آمیزش تھی، میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں، دو اس نے مجھے دے دیں اور ایک نہیں دی۔ میں نے کہا اللہ میری امت کو پہلی امتوں کی طرح ہلاک نہ کرنا، یہ دعا قبول ہوئی، عرض کیا اللہ! دشمن ہم پر غالب نہ ہو، یہ بھی قبول ہوئی اور آخری دعا یہ تھی کہ اللہ ان میں پھوٹ نہ ڈالنا، یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔''

(سنن النّسائي : 1639، سنن التِرمِذي : 2175، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (7236) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (خُلاصة الأحكام : 595/1) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ساری ساری رات قیام کرنا ناپسندیدہ اور غیر مستحسن ہے۔ البتہ! دوام ومواظبت کے بغیر کبھی کبھار ایسا کر لینا درست ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۵۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

صفات باری تعالیٰ اور عقیدہ اہل سنت

سوال: صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے، جس طرح کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی اور باکمال ہیں، ان میں تاویل یعنی نصوص اور صفات باری تعالیٰ کو ان کے حقیقی معنی ومدلول سے پھیر دینا، تحریف (نصوص کو ان کے حقیقی معنی سے پھیر دینا)، تکییف (تمثیل کے بغیر صفت کی کیفیت بیان کرنا)، تمثیل (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مثل قرار دینا)، تشبیہ (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مشابہ قرار دینا)، تعطیل (اللہ تعالیٰ کی صفت کا انکار کرنا) اور تفویض (صفات کے الفاظ کو تو ماننا، مگر معنی کا انکار کر دینا) جائز نہیں۔

نیز یہ بھی یاد رکھئے کہ ہر وہ شخص جو صفات باری کو معطل کرتا ہے، وہ رب تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ کی صفات کو مخلوق کے مشابہ قرار دیتا ہے، وہ درحقیقت ان صفات کو معطل کر رہا ہوتا ہے۔ نیز وہ ان صفات کی کیفیت بھی بیان کر رہا ہوتا ہے۔ گویا تمثیل وتکییف کے باب میں عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں اور یہ صفات توقیفی ہیں، صفات کا منکر، ذات باری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کا منکر ہے اور ان انکار کفر جحود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت تین طرح سے ہوتی ہے، اس کے ناموں، اس کے کاموں اور اس کی صفات سے۔ جو صفات میں گمراہ ہو گیا، وہ ذات میں گمراہ ہو گیا، کیونکہ صفات باری تعالیٰ، ذات باری تعالیٰ کی غیر نہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ماننے سے مخلوق کی ذات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے شایان شان ہے اور مخلوق کی ذات اس کے شایان شان ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے سے مخلوق کی صفات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے شایان شان ہیں اور مخلوق کی صفات اس کی شایان شان ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مثل، تشبیہ اور نقص سے پاک ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی مثل، تشبیہ اور نقص سے پاک ہیں۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

”ہمارا اور حجاز، تہامہ، یمن، عراق، شام اور مصر کے سب علماء کا یہی مسلک ہے کہ ہم اللہ کی ان صفات کا اثبات کرتے ہیں جن صفات کا اثبات اس نے اپنے لئے کیا ہے، ہماری زبانیں اس کی اقراری اور ہمارے دل اس کے مصدق ہیں، ہاں ہم اللہ کے چہرے کو مخلوق کے چہروں سے تشبیہ نہیں دیتے، ہمارا اللہ تشبیہ سے بلند ہے اور معطلین کی ہفوات سے بالا ہے، اہل باطل اللہ کو عدم مانتے ہیں، کیوں کہ وہ اس کی صفات کے انکاری ہیں اور جس کی صفات نہ ہوں وہ عدم ہوتا ہے، حالاں کہ میرا اللہ عدم نہیں ہے، اللہ جہمیہ کی باتوں سے بہت بلند ہے جو اللہ کی ان صفات کا انکار کرتے ہیں جن کا اللہ نے اپنے لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے لئے اثبات کیا ہے۔''

(كتاب التوحيد وإثبات صفات الرّبّ :26/1)

❁ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ قرآن وسنت میں وارد ہونے والی تمام صفات کا اثبات کیا جائے، ان پر ایمان لایا جائے، انہیں حقیقت پر محمول کیا جائے، نہ کہ مجاز پر۔ اہل سنت نہ تو ان صفات کی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ کسی صفت کو محدود و محصور سمجھتے ہیں، جب کہ اہل بدعت، جہمیہ، معتزلہ اور خوارج سبھی ان صفات کا انکار کرتے ہیں، کسی صفت کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ جو ان صفات کا اقرار کرتے ہیں وہ مشبہ ہیں، اہل سنت کا یہ کہنا ہے کہ منکرین صفات اصل میں ذات باری تعالیٰ کے منکر ہیں۔ حق وہی ہے، جو کتاب وسنت کے قائلین یعنی ائمہ اہل سنت نے بیان کر دیا ہے۔''

(التمهيد لما في المُوَطّأْ من المعاني والأسانيد : 144/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

رَوَاهَا السَّلَفُ وَسَكَتُوا عَنْهَا وَهُمْ كَانُوا أَعْمَقَ النَّاسِ عِلْمًا وَّأَوْسَعَهُمْ فَهْمًا وَّأَقَلَّهُمْ تَكَلُّفًا وَّلَمْ يَكُنْ سُكُوتُهُمْ عَنْ عِيٍّ فَمَنْ لَّمْ يَسَعْهُ مَا وَسِعَهُمْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ .

''احادیثِ صفات، سلف نے بیان کی ہیں اور بیان کیفیت سے خاموش رہے ہیں۔ سلف صالحین کا علم سب سے گہرا، فہم سب سے زیادہ وسیع تھا۔ ان میں تکلف نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ان کا صفات باری تعالیٰ کی بابت سکوت لاعلمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر ہرگز نہیں تھا۔ (سنیئے!) جو سلف کے علم پر اکتفاء نہیں کرتا وہ خساروں کا سودا گر اور نا کامِ زمانہ ہے۔''

(جامع بَیان العلم وفضله : 945/2)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾، رَدٌّ عَلَى الْمُشَبِّهَةِ، وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشُّورٰى : ١١)، رَدٌّ عَلَى الْمُعَطِّلَةِ، فَهُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى مَوْصُوفٌ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِيهَا شَبِيهٌ، فَالْمَخْلُوقُ وَإِنْ كَانَ يُوصَفُ بِأَنَّهٗ سَمِيعٌ بَصِيرٌ، فَلَيْسَ سَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ كَسَمْعِ الرَّبِّ وَبَصَرِهٖ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ إِثْبَاتِ الصِّفَةِ تَشْبِيهٌ، إِذْ صِفَاتُ الْمَخْلُوقِ كَمَا يَلِيقُ بِهٖ، وَصِفَاتُ الْخَالِقِ كَمَا يَلِيقُ بِهٖ.

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ ''اس جیسی کوئی شے نہیں۔'' میں مشبہہ کا رد ہے اور فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشُّورٰى : ١١) ''وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔'' میں معطلہ کا رد ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صفات کمال کے ساتھ متصف ہے، ان صفات میں باری تعالیٰ جیسا کوئی نہیں۔ اگرچہ مخلوق کو بھی ''سمیع'' اور ''بصیر'' کہا گیا ہے، مگر مخلوق کا ''سننا'' اور ''دیکھنا''، رب تعالیٰ کے سننے اور دیکھنے جیسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے سے تشبیہ لازم نہیں آتی، کیونکہ مخلوق کی صفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوق کے لائق ومناسب ہیں اور خالق کی صفات، خالق کے لائق ومناسب ہیں۔"

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 137)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنْ يُّوصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَتْهُ بِهٖ رُسُلُهٗ نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، فَيُثْبَتُ لِلّٰهِ مَا أَثْبَتَهٗ لِنَفْسِهٖ، وَيُنْفٰى عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَّفْسِهٖ .

"اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی وہی صفات بیان کی جائیں، جو اس نے اپنے لئے بیان کی ہیں، یا جو انبیائے کرام نے نفیاً واثباتاً اللہ کے لئے بیان کی ہیں، تو اللہ کے لئے ان چیزوں کا اثبات کیا جائے جن کا اللہ نے اپنے لئے اثبات کیا، اور ان چیزوں کی اللہ سے نفی کی جائے جن کی اللہ نے اپنے لئے نفی کی۔"

(الرِّسَالة التَّدْمُرِيَّة، ص: ٤)

متکلمین کہتے ہیں کہ اگرچہ سلف صالحین اور ائمہ اسلام صفات باری تعالیٰ کو ان کے ظاہری اور حقیقی معنی سے نہیں پھیرتے تھے، مگر ہم نے صفات باری تعالیٰ کو ان کے ظاہری وحقیقی معنی سے اس لیے پھیرا ہے، تاکہ عوام کو صفات کے فہم میں تشویش نہ ہو۔

اس مفروضے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ صرف صفات باری تعالیٰ میں اہل سنت والجماعت کے عقائد سے انحراف کا ایک بہانہ ہے۔

متکلمین سرے سے صفات کی حقیقت نہیں مانتے، بلکہ تاویل کو واجب سمجھتے ہیں، خالق کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ سمجھ کر ان کی تاویل کرتے ہیں۔ اس لیے اہل سنت کہتے ہیں کہ ہر ممثل معطل ہے اور ہر معطل ممثل ہے، کیونکہ تعطیل کی بنیاد تشبیہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ''ہاتھ'' ثابت کیا ہے، اہل سنت تو اس کو بغیر کیفیت بیان کیے حقیقت اور ظاہر پر رکھتے ہیں اور خالق کے ہاتھ کو مخلوق کے ہاتھ کے مشابہ نہیں سمجھتے، مگر متکلمین اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ کو ثابت نہیں کرتے، جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ہاتھ کا اثبات کیا ہے، وہاں ''قدرت'' کی تاویل کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ثابت کریں گے، تو مخلوق کے بھی ہاتھ ہیں، اس سے تشبیہ لازم آئے گی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جسے متکلمین بھی ثابت کرتے ہیں، مخلوق کی بھی ذات ہے، یہاں تشبیہ لازم کیوں نہیں آتی؟، لہٰذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے اثبات سے مخلوق کی ذات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات سے بھی مخلوق کی صفات سے تشبیہ لازم نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''کلام'' ہے، اہل سنت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صوت وحروف سے کلام کرتا ہے، قرآن کریم بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جسے اللہ نے صوت وحروف سے تلفظ کیا ہے۔ جبکہ متکلمین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم صوت وحروف کے بغیر کلام کیا ہے، کیونکہ اگر صوت وحروف سے کلام کرنا مانیں گے، تو مخلوق سے تشبیہ لازم آئے گی، لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے تلفظ کردہ نہیں ہیں، دوسرے لفظوں میں قرآن کریم جبریل نے اللہ تعالیٰ سے الفاظ وحروف میں نہیں سنا، اس لیے فارسی زبان میں قرآن پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، یہ سلف کے اجماع کے خلاف ہے۔

اہل سنت کے نزدیک نزول باری تعالیٰ حق ہے، اس کی کیفیت اللہ جانتا ہے۔ اہل کلام اس صفت میں بھی تاویل کرتے ہیں اور نزول باری تعالیٰ سے مراد ''اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول'' یا ''فرشتے کا نزول'' یا ''امر کا نزول'' لیتے ہیں۔ یہ بھی سلف کی مخالفت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا قرآن، متواتر احادیث، اجماع امت اور فطرت سے ثابت ہے، اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے، وہ اس کی تاویل نہیں کرتے اور اس کی کیفیت کا علم اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ عرش پر ہے، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جلیلہ کے لائق ہے۔ جبکہ متکلمین کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا ایک ہی معاملہ ہے، جب عوام اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں، تو صفات باری تعالیٰ کی معرفت میں تشویش کیوں؟

درحقیقت یہ عقیدہ توحید سے انحراف ہے، جب تاویل عوام کے لیے کی ہے، تو علما اس تاویل کو دین کیوں بناتے ہیں؟، نیز اسلاف امت پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

دوسرا یہ کہ سلف صالحین میں بھی عوام تھے، جب انہوں نے صفات میں تاویل نہیں کی اور ان کو حقیقی و ظاہری معنی سے نہیں ہٹایا، تو بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ سلف صالحین کی مخالفت میں صفات باری تعالیٰ میں تاویل کریں۔ آج بھی اہل سنت والجماعت کے عوام صفات باری تعالیٰ کے حقیقی معنی سمجھنے میں کسی تردد یا تشویش کا شکار نہیں، بلکہ ان کے لیے وہی حقیقی معنی سمجھنا آسان ہے، جو سلف صالحین نے اختیار کیا ہے۔

تاویل سے ایک بڑا خطرہ یہ لازم آیا ہے کہ یہ لوگ صفات باری تعالیٰ میں گمراہ ہو گئے، اہل سنت کے منہج سے منحرف ہو گئے، یوں گمراہ فرقوں، مثلاً جہمیہ، مفوضہ، معتزلہ، اشاعرہ، ماتریدیہ، معطلہ، ممثلہ، مکیفہ اور مشبہہ وغیرہ کے ہم عقیدہ بن گئے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقی اور ظاہری معنی میں تسلیم کرنا بھی عبادت ہے، جو صفات میں تاویل کرتا ہے، دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکاری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام دارمی رحمہ اللہ (۲۸۰ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا الرَّبِ نُؤْمِنُ، وَإِيَّاهُ نَعْبُدُ، وَلَهٗ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، فَمَنْ قَصَدَ بِعَبَادَتِهٖ إِلٰى إِلٰهٍ بِخَلَافِ هٰذِهِ الصِّفَاتِ، فَإِنَّمَا يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ .

''ہم (مذکورہ صفات سے متصف) رب پر ایمان لاتے ہیں، اسی کی عبادت کرتے ہیں، اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ جس نے اُس الٰہ کی عبادت کا قصد کیا، جس کی یہ صفات نہیں، تو درحقیقت اس نے غیر اللہ کی عبادت کی۔''

(الرّدّ على الجَهمية، ص 3-4)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعَطِّلُ يَعْبُدُ عَدَمًا وَالْمُمَثِّلُ يَعْبُدُ صَنَمًا وَالْمُوَحِّدُ يَعْبُدُ رَبًّا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالصِّفَاتُ الْعُلٰى .

''تعطیل کرنے والا (اللہ کی صفات کا انکار کرنے والا) عدم (جس کا وجود ہی نہ ہو) کی عبادت کرتا ہے، ممثِّل (اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینے والا) بت کی عبادت کرتا ہے، جبکہ مؤحد ایسے رب کی عبادت کرتا ہے، جس کی کوئی مثل نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں اور عالی شان صفات ہیں۔''

(الصّواعق المُرسلة: 148/1)

صفات باری تعالیٰ میں تاویل درحقیقت قرآن وحدیث، اجماع سلف صالحین اور فطرت کی مخالفت ہے۔

متکلمین صفات باری تعالیٰ کے متعلق آیات کو متشابہات میں ذکر کرتے ہیں، کہتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان آیات کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ نہیں، مگر ان کا مفہوم ظاہری طور پر نہیں سمجھا جا سکتا، یوں وہ ''مفوضہ'' کے قریب قریب چلے گئے۔

اسی طرح متکلمین صفات باری تعالیٰ کو مجاز قرار دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مراد ''غلبہ اور قدرت'' لیتے ہیں۔

اہل کلام نقلی دلیل کو ظنی قرار دے کر عقلی دلیل کو قطعی کہہ کر دونوں میں تعارض واقع کر کے، صفات باری تعالیٰ کے حقیقی معنی کو اپنی عقل نارساں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔

❁ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''صفات باری کے مسئلے میں جو صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، سلف کا مذہب ان کے اثبات اور انہیں ظاہر پر محمول کرنے کا ہے، سلف کیفیت اور تشبیہ کے قائل نہیں ہیں، ایک گروہ اللہ کی ان صفات کا انکاری ہے، جن کا اس نے اثبات کیا ہے۔ ایک گروہ نے اثبات تو کیا، لیکن تشبیہ وتکییف کی طرف نکل گئے۔ حق ان کے دو انتہاؤں کا درمیانی راستہ ہے، (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ کا دین افراط وتفریط کے درمیان اعتدال پسندی کا نام ہے۔

دراصل صفات باری تعالیٰ میں گفتگو کرنا ذات باری تعالیٰ میں ہی گفتگو کرنا ہے۔ ان میں بھی وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا، جو ذات باری تعالیٰ کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ تو بدیہی بات ہے کہ رب العالمین کا اثبات اس کی ذات کا اثبات ہے، نہ کہ اس کی کیفیت کا۔ اسی طرح صفات کا اثبات وجود کا اثبات ہے، نہ کہ کیفیت اور تحدید کا۔ لہٰذا جب ہم کہیں گے کہ صفت ید، سمع اور بصر اللہ کے لیے ثابت ہے، تو معنی یہ ہوگا کہ یہ صفات ہیں، جنہیں اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ ید (ہاتھ) کا معنی قدرت ہے اور سمع و بصر کا معنی علم ہے۔ نہ ہی انہیں جوارح (جسمانی اعضاء) قرار دیں گے۔ اور نہ ہی انہیں ہاتھوں، کانوں اور آنکھوں، جو کہ جسمانی اعضاء ہیں اور کام کرنے کے آلہ کار ہیں، کے ساتھ تشبیہ دیں گے، بل کہ ہم کہیں گے کہ ان کا اثبات واجب ہے، کیوں کہ یہ شریعت سے ثابت ہیں اور تشبیہ کی نفی کرنا بھی از حد ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾(الشُّوْرٰی : ١١) ''اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾(الإخلاص : ٣) ''اور اس کے ہم سر کوئی نہیں ہے۔''

(سیر أعلام النّبلاء : 284/18، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (٤٤٤ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ هُمُ الثَّابِتُونَ عَلَى اعْتِقَادِ مَا نَقَلَهُ إِلَيْهِمُ السَّلَفُ الصَّالِحُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِيمَا لَمْ يَثْبُتْ فِيهِ نَصٌّ فِي الْكِتَابِ وَلَا عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَئِمَّةٌ، وَقَدْ أُمِرْنَا بِاقْتِدَاءِ آثَارِهِمْ، وَاتِّبَاعِ سُنَّتِهِمْ وَهٰذَا أَظْهَرُ مِنْ أَنْ يُحْتَاجَ فِيهِ إِلٰى إِقَامَةِ بُرْهَانٍ، وَالْأَخْذُ بِالسُّنَّةِ وَاعْتِقَادُهَا مِمَّا لَا مِرِيَّةَ فِي وُجُوبِهِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اہل سنت ان عقائد پر قائم ہیں، جو سلف صالحین رحمہم اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیے ہیں یا جن عقائد کے بارے میں کتاب وسنت میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی، انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے، کیونکہ صحابہ کرام ائمہ تھے اور ہمیں ان کے منہج وسنت کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے، یہ بات بالکل واضح ہے، اس کے لیے کوئی دلیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ سنت کو اختیار کرنا اور اس کے مطابق عقیدہ بنانا واجب ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔''

(الرّدّ علی من أنکر الحرف والصّوت، ص 144)

جو ائمہ اہل سنت کے عقائد پر نہیں، وہ حق سے منحرف ہے، کیونکہ حق عقائد اہل سنت میں منحصر ہے۔ ائمہ سلف پر بے اعتمادی اسلام پر بے اعتمادی ہے، کیونکہ اسلام کی حقیقی تعبیر محدثین عظام ہیں، اہل سنت کی بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد کی بنیاد وحی پر ڈالی ہے، دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کے عقائد میں گمراہی داخل نہیں ہوسکتی، نہ ہی ان میں کوئی گمراہ داخل ہوسکتا ہے۔

بعض احناف کے عقائد میں گمراہی آ گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اہل سنت والجماعت سے عقیدہ اخذ نہیں کیا، بلکہ بڑے بڑے گمراہ لوگ ان میں شامل ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنی گمراہی ان میں داخل کردی، مثلاً کوئی بڑا اشعری تھا، وہ فروع میں حنفی ہوگیا، تو اس نے اشعریت ان میں پروان چڑھائی۔ اسی طرح کوئی بڑا معتزلی تھا، فروع میں حنفی ہوگیا، تو اعتزال کا فتنہ ان میں پھیل گیا، کوئی نامور ماتریدی ان میں داخل ہوا، تو اس نے اپنی گمراہیاں ان میں چھوڑ دیں، اسی طرح کوئی جہمی تھا، تو وہ حنفیت میں تجہم پھیلاتا رہا، کوئی غالی رافضی تھا، تو تقیہ کا لبادہ اوڑھ کر ان میں گمراہ کن عقائد داخل کرتا رہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

یوں کئی لوگ عقائد میں اشعری، ماتریدی، معتزلی، جہمی وغیرہ بن گئے۔ جبکہ اہل سنت میں یہ افتراق اور تشتت نہیں، ان کے عقائد متفقہ ہیں، کیونکہ انہوں نے یہ عقائد سلف صالحین سے لیے ہیں اور سلف نے یہ عقائد صحابہ کرام سے اور صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھے تھے۔

❁ علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ هُمْ عَلَى الْحَقِّ، أَنَّكَ لَوْ طَالَعْتَ جَمِيعَ كُتُبِهِمُ الْمُصَنَّفَةِ مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلٰى آخِرِهِمْ، قَدِيمِهِمْ وَحَدِيثِهِمْ مَعَ اخْتِلَافِ بُلْدَانِهِمْ وَزَمَانِهِمْ، وَتَبَاعُدِ مَا بَيْنَهُمْ فِي الدِّيَارِ، وَسُكُونِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَطْرًا مِّنَ الْأَقْطَارِ، وَجَدْتَّهُمْ فِي بَيَانِ الْاعْتِقَادِ عَلٰى وَتِيرَةٍ وَاحِدَةٍ، وَنَمْطٍ وَاحِدٍ يَجْرُّونَ فِيهِ عَلٰى طَرِيقَةٍ لَا يَحِيدُونَ عَنْهَا، وَلَا يَمِيلُونَ فِيهَا، قَوْلُهُمْ فِي ذٰلِكَ وَاحِدٌ وَنَقْلُهُمْ وَاحِدٌ، لَا تَرٰى بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا، وَلَا تَفَرُّقًا فِي شَيْءٍ مَّا وَإِنْ قَلَّ، بَلْ لَوْ جَمَعْتَ جَمِيعَ مَا جَرٰى عَلٰى أَلْسِنَتِهِمْ، وَنَقَلُوهُ عَنْ سَلَفِهِمْ، وَجَدْتَّهٗ كَأَنَّهٗ جَاءَ مِنْ قَلْبٍ وَّاحِدٍ، وَجَرٰى عَلٰى لِسَانٍ وَاحِدٍ، وَهَلْ عَلَى الْحَقِّ دَلِيلٌ أَبْيَنُ مِنْ هٰذَا؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاعْتَصِمُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾

وَأَمَّا إِذَا نَظَرْتَ إِلٰى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ، رَأَيْتَهُمْ مُتَفَرِّقِينَ مُخْتَلِفِينَ أَوْ شِيَعًا وَّأَحْزَابًا، لَا تَكَادُ تَجِدُ اثْنَيْنِ مِنْهُمْ عَلٰى طَرِيقَةٍ وَّاحِدَةٍ فِي الْاِعْتِقَادِ، يُبَدِّعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، بَلْ يَرْتَقُونَ إِلَى التَّفْكِيرِ، يُكَفِّرُ الِابْنُ أَبَاهُ وَالرَّجُلُ أَخَاهُ، وَالْجَارُ جَارَهُ، تَرَاهُمْ أَبَدًا فِي تَنَازُعٍ وَّتَبَاغُضٍ، وَاخْتِلَافٍ، تَنْقَضِي أَعْمَارُهُمْ وَلَمَا تَتَّفِقُ كَلِمَاتُهُمْ: ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ﴾.

”اہل حدیث (محدثین) کے حق پر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر آپ پہلے محدثین سے لے کر بعد تک کے محدثین کی تمام کتب کا مطالعہ کریں، تو باوجود اس کے کہ ان کے علاقے اور زمانے مختلف تھے، ان کے وطن جدا جدا تھے، مگر آپ دیکھیں گے کہ عقائد کے بیان میں سب کا طریقہ اور منہج ایک ہے، انہوں نے عقائد کے باب میں جو رستہ اختیار کیا ہے، اس سے منحرف نہیں ہوئے، ان کے عقائد اور دلائل ایک جیسے ہیں، آپ کو ان کے مابین (عقیدے کے) معمولی مسئلہ میں بھی اختلاف اور افتراق نظر نہیں آئے گا، بلکہ اگر آپ وہ تمام کلمات جمع کر لیں، جو ان کی زبانوں پر جاری ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنے اسلاف سے نقل کیے ہیں، تو آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ یہ ایک ہی دل اور زبان سے نکلے ہوئے جملے ہیں۔ کیا حق پر ہونے کے لیے اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے واضح بھی کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ ''یہ لوگ قرآن پر تدبر کیوں نہیں کرتے، اگر یہ (قرآن) اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا، تو لوگوں کو اس میں بہت زیادہ اختلاف نظر آتا۔'' نیز فرمان الٰہی ہے : ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾ ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جدا جدا مت ہوں۔'' جب آپ اہل بدعت کو دیکھیں گے، تو وہ افتراق، اختلاف، گروہ بندیوں اور دھڑوں میں نظر آئیں گے، عقیدہ کے باب میں آپ کو ان میں سے دو شخص بھی ایک نہج پر دکھائی نہیں دیں گے۔ اہل بدعت میں بعض ایک دوسرے کو بدعتی کہتے ہیں اور بعض تو تکفیر تک چلے جاتے ہیں، بیٹا باپ کو، بھائی بھائی کو اور پڑوسی پڑوسی کو کافر کہتا ہے۔ آپ انہیں ہمیشہ لڑتے جھگڑتے، باہم بغض وعناد رکھتے اور اختلاف وانتشار کا شکار دیکھیں گے، ان کی زندگیاں گزر گئیں، مگر ان کے نظریات ایک نہ ہو سکے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ﴾

''(اے نبی!) آپ انہیں یکجا دیکھتے ہیں، جبکہ ان کے دل پھوٹ کا شکار ہیں، اس لیے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔''

(الحُجّة في بَيان المَحجة : 239/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خبر واحد عقیدہ میں حجت؟

سوال: کیا خبر واحد عقیدہ میں حجت ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح حدیث سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے، خواہ وہ خبر واحد ہو، یا خبر متواتر۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْاِعْتِقَادِ كُلِّهٖ فِي صِفَاتِ اللّٰهِ وَأَسْمَائِهٖ إِلَّا مَا جَاءَ مَنْصُوصًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَمَا جَاءَ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ فِي ذٰلِكَ كُلِّهٖ أَوْ نَحْوِهٖ يَسْلَمُ لَهٗ وَلَا يُنَاظَرُ فِيهِ.

''اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات کے سمیت عقیدہ میں صرف وہی حجت ہے، جس کی وضاحت کتاب اللہ میں موجود ہو یا رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہو یا اجماع امت سے ثابت ہو۔ عقیدے کی تمام یا کچھ مباحث میں اگر اخبار آحاد وارد ہوں، تو اسے قبول کیا جائے گا، اس (کے قبول وعدم قبول) میں بحث ومباحثہ نہیں ہوگا۔''

(جامع بَيان العلم وفضله : 942/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي نَقُولُ بِهٖ إِنَّهٗ يُوجِبُ الْعَمَلَ دُونَ الْعِلْمِ كَشَهَادَةِ الشَّاهِدَيْنِ وَالْأَرْبَعَةِ سَوَاءٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ وَكُلُّهُمْ يَدِينُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْاِعْتِقَادَاتِ وَيُعَادٰى وَيُوَالٰى عَلَيْهَا وَيَجْعَلُهَا شَرْعًا وَدِينًا فِي مُعْتَقَدِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ ....

”(خبر واحد کے بارے میں) ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، لیکن یہ علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دیتی۔ جیسے گواہی دو کی ہو یا چار کی، ہوتی تو برابر ہی ہے۔ اکثر فقہا اور محدثین کا یہی موقف ہے۔ سب اہل علم عادل راوی کی خبر واحد کو عقیدہ میں حجت مانتے ہیں، اس کی وجہ سے عداوت اور محبت کرتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت نے خبر واحد کو عقیدہ میں دین اور شریعت مانا ہے......۔“

(التّمهيد لما في الموطأ من المَعاني والأسانيد :8/1)

❀ اس پر تعلیق لگاتے ہوئے عبدالسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْإِجْمَاعُ الَّذِي ذَكَرَهٗ فِي خَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْإِعْتِقَادَاتِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ يَقُولُ: إِنَّهٗ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَإِلَّا فَمَا لَا يُفِيدُ عِلْمًا وَّلَا عَمَلًا كَيْفَ يُجْعَلُ شَرْعًا وَّدِينًا يُّوَالٰى عَلَيْهِ وَيُعَادٰى .

”علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہے کہ عادل راوی کی خبر واحد کے عقائد میں حجت ہونے پر اجماع ہے، اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے: یہ علم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(یقینی) کا فائدہ بھی دیتی ہے، کیونکہ جو علم اور عمل کا فائدہ نہ دیتی ہو، اسے شرع یا دین کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسے محبت اور عداوت کا معیار بنایا جا سکے؟''

(المُسوّدة في أصول الفقه، ص 245)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُولُ وَيَجِبُ الْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَّ بِهِ النَّقْلُ عَنْهُ فِيمَا شَاهَدْنَاهُ، أَوْ غَابَ عَنَّا، نَعْلَمُ أَنَّهٗ حَقٌّ، وَصِدْقٌ، وَسَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا عَقَلْنَاهُ وَجَهِلْنَاهُ، وَلَمْ نَطَّلِعْ عَلٰى حَقِيقَةِ مَعْنَاهُ، مِثْلُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ وَكَانَ يَقْظَةً لَّا مَنَامًا فَإِنَّ قُرَيْشًا أَنْكَرَتْهُ وَأَكْبَرَتْهُ، وَلَمْ تُنْكِرِ الْمَنَامَاتِ، وَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ لَمَّا جَاءَ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَقْبِضَ رُوحَهٗ لَطَمَهٗ فَفَقَأَ عَيْنَهٗ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهٖ فَرَدَّ عَلَيْهِ عَيْنَهٗ، وَمِنْ ذٰلِكَ أَشْرَاطُ السَّاعَةِ، مِثْلُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهٗ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ مِمَّا صَحَّ بِهِ النَّقْلُ.

''رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کی بھی خبر دی ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، (اگر) اس روایت کی نقل صحیح ہو۔ ہم نے اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو یا وہ چیز ہم سے اوجھل ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچ ہے۔ وہ بات ہماری عقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

میں آئے یا نہ آئے یا ہم اس کے حقیقی معنی سے آشنا نہ ہو سکیں۔ مثلاً اسرا اور معراج کی حدیث۔ معراج جاگتے ہوئے ہوئی، نہ کہ خواب میں، کیونکہ قریش نے اس واقعہ معراج کا انکار کیا اور اسے بہت بڑی بات خیال کیا، جبکہ قریش خوابوں کے منکر نہیں تھے۔ اسی طرح (اس حدیث کا بھی انکار کیا کہ) جب ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مارا اور آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا تو اللہ نے آنکھ کو صحیح کر دیا۔ اسی طرح قیامت کی نشانیاں مثلاً: دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یاجوج وماجوج اور دابۃ الارض کا خروج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور اسی طرح کی دیگر صحیح احادیث۔"

(لِمعة الاعتقاد، ص 28)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وُجُوبَ تَصْدِيقِ كُلِّ مُسْلِمٍ بِمَا أَخْبَرَ اللّٰهُ بِهِ وَرَسُولُهُ مِنْ صِفَاتِهِ لَيْسَ مَوْقُوفًا عَلٰى أَنْ يَّقُومَ عَلَيْهِ دَلِيلٌ عَقْلِيٌّ عَلٰى تِلْكَ الصِّفَةِ بِعَيْنِهَا فَإِنَّهُ مِمَّا يُعْلَمُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ أَنَّ الرَّسُولَ إِذَا أَخْبَرَنَا بِشَيْءٍ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ عَلَيْنَا التَّصْدِيقُ بِهِ وَإِنْ لَّمْ نَعْلَمْ ثُبُوتَهُ بِعُقُولِنَا وَمَنْ لَّمْ يُقِرَّ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ حَتّٰى يَعْلَمَهُ بِعَقْلِهِ فَقَدْ أَشْبَهَ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَنْهُمْ: ﴿قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رُسُلُ اللّٰهِ، اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ وَمَنْ سَلَكَ هٰذَا السَّبِيلَ فَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ لَيْسَ مُؤْمِنًا بِالرَّسُولِ وَلَا مُتَلَقِّيًا عَنْهُ الْأَخْبَارَ بِشَأْنِ الرُّبُوبِيَّةِ وَلَا فَرْقَ عِنْدَهٗ بَيْنَ أَنْ يُخْبِرَ الرَّسُولَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ أَوْ لَمْ يُخْبِرْ بِهٖ فَإِنَّ مَا أَخْبَرَ بِهٖ إِذَا لَمْ يَعْلَمْهُ بِعَقْلِهٖ لَا يُصَدِّقُ بِهٖ بَلْ يَتَأَوَّلُهٗ أَوْ يُفَوِّضُهٗ وَمَا لَمْ يُخْبِرْ بِهٖ إِنْ عَلِمَهٗ بِعَقْلِهٖ آمَنَ بِهٖ، وَإِلَّا فَلَا فَرْقَ عِنْدَ مَنْ سَلَكَ هٰذَا السَّبِيلَ بَيْنَ وُجُودِ الرَّسُولِ وَإِخْبَارِهٖ وَبَيْنَ عَدَمِ الرَّسُولِ وَعَدَمِ إِخْبَارِهٖ، وَكَانَ مَا يَذْكُرُهٗ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ وَالْإِجْمَاعِ فِي هٰذَا الْبَابِ عَدِيمَ الْأَثَرِ عِنْدَهٗ وَهٰذَا قَدْ صَرَّحَ بِهٖ أَئِمَّةُ هٰذَا الطَّرِيقِ.

”صفات باری تعالیٰ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خبر پر مسلمان کی تصدیق کرنے کا وجوب عقل پر موقوف نہیں ہے کہ عقل اس صفت کی حقیقت پر دلالت کرے۔ کیونکہ یہ دین کا بنیادی اصول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہمیں اللہ کی کسی صفت کے متعلق خبر دیں تو ہمارے لیے اس پر ایمان لانا واجب ہے، اگرچہ ہماری عقل اسے قبول نہ کرے۔ جو عقل کے قبول کرنے تک رسول اللہ ﷺ کی بات کی تصدیق نہ کرے، وہ ان لوگوں جیسا ہے، جن کے بارے اللہ کا فرمان ہے: ﴿قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ، اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ “کفار نے کہا: ہم تب تک ایمان نہیں لائیں گے، جب تک ہمیں بھی وہ کچھ دے دیا جائے، جو رسولوں کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا ہے۔ (حالانکہ) اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے رسالت کسے سونپنی ہے۔" جو اس ڈگر پر چلتا، وہ درحقیقت نہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی رب تعالیٰ کے بارے بیان کردہ احادیث کو لیتا ہے۔ اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کسی بات کی خبر دیں یا نہ دیں، کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی بات اگر اس کی عقل میں نہ آئے، تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا، بلکہ اس کی تاویل کرتا ہے یا تفویض سے کام لیتا ہے اور جس چیز کی خبر رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہو، لیکن اس کی عقل میں آ گئی ہو، تو اس پر ایمان لاتا ہے۔ ایسے شخص کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اور آپ کی احادیث کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے، اس بارے میں قرآن، حدیث یا اجماع کے دلائل کوئی اثر نہیں رکھتے۔ اس رستے کے راہبروں نے اس بات کی صراحت بھی کر رکھی ہے۔"

(شرح العقيدة الأصفهانية، ص 44)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُفَرِّقْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْبَتَّةَ بَيْنَ أَحَادِيثِ الْأَحْكَامِ وَأَحَادِيثِ الصِّفَاتِ، وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْفَرْقُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ التَّابِعِينَ، وَلَا مَنْ تَابَعَهُمْ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عَنْ رُؤُوسِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ.

"احادیث احکام اور احادیث صفات میں نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کوئی فرق کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نہ کسی اور محدث نے اور نہ ہی یہ فرق کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا امام سے ثابت ہے، بلکہ یہ تقسیم سرِ خیلِ اہل بدعت اور ان کے متبعین سے ہی ملتی ہے۔''

(مختصر الصّواعق المرسلة، ص 606-607)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

يُشِيرُ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ إِلَى الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعَطِّلَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَالرَّافِضَةِ، الْقَائِلِينَ بِأَنَّ الْأَخْبَارَ قِسْمَانِ: مُتَوَاتِرٌ وَآحَادٌ، فَالْمُتَوَاتِرُ، وَإِنْ كَانَ قَطْعِيَّ السَّنَدِ، لٰكِنَّهٗ غَيْرُ قَطْعِيِّ الدِّلَالَةِ، فَإِنَّ الْأَدِلَّةَ اللَّفْظِيَّةَ لَا تُفِيدُ الْيَقِينَ! وَلِهٰذَا قَدَحُوا فِي دِلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الصِّفَاتِ! قَالُوا : وَالْآحَادُ لَا تُفِيدُ الْعِلْمَ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهَا مِنْ جِهَةِ طَرِيقِهَا، وَلَا مِنْ جِهَةِ مَتْنِهَا! فَسَدُّوا عَلَى الْقُلُوبِ مَعْرِفَةَ الرَّبِّ تَعَالَى وَأَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَأَفْعَالِهٖ مِنْ جِهَةِ الرَّسُولِ، وَأَحَالُوا النَّاسَ عَلٰى قَضَايَا وَهْمِيَّةٍ، وَمُقَدِّمَاتٍ خَيَالِيَّةٍ، سَمَّوْهَا قَوَاطِعَ عَقْلِيَّةً، وَبَرَاهِينَ يَقِينِيَّةً .

''شیخ (امام طحاوی رحمہ اللہ) اس (عبارت) سے جہمیہ، معطلہ، معتزلہ اور روافض پر رد کر رہے ہیں، جن کا کہنا ہے کہ اخبار کی دو قسمیں ہیں: متواتر اور آحاد، اخبار متواترہ کی سند اگرچہ قطعی ہوتی ہیں، مگر وہ اپنے مدلول میں قطعی نہیں ہوتیں، کیونکہ لفظی دلائل، علم یقینی کا فائدہ نہیں دیتے!۔ اسی لیے انہوں نے قرآنی آیات سے ثابت صفات میں قدح وطعن کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ خبر آحاد علم یقین کا فائدہ نہیں دیتیں، نیز یہ سند اور متن کے لحاظ سے قابل حجت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں ہیں!۔اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مروی اللہ تعالیٰ کی ذات،اسماء،صفات اورافعال کی معرفت سے دلوں کوروک دیااورلوگوں کو بے بنیاد واقعات اور خیالی مفروضوں پر لگا دیا، جنہیں یہ لوگ ''قواطع عقلیہ'' (قطعی عقلی دلائل)اور''یقینی براہین'' کا نام دیتے ہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 354)

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''